فتبارک اللہ احسن الخالقین

تالیف لطیف جناب مولوی قربان علی صاحب یعنی ترجمہ رسالہ [illegible]

موضوعات مؤلفہ سند المحدثین فخر المتفقہین ابو الحسنات محمد عبد الحی رح

(یعنی حصہ اول)

١٨٩٦ء

تحفۃ السعادات

مع

١٣١٤ھ

ہدیۃ السعادات

(باہتمام تام)

اضعف الانام راجی رحمت ربہ القوی محمد عبد اللہ صدیقی لکھنوی تاجر کتب و مالک مطبع مجتبائی

در مطبع مجتبائی لکھنؤ مطبوع گردید

...نے فرمایا...
...میں کوئی ...مثل نہ تھا
...میں بے نظیر عدیم المثل تھے میں
...دریافت کیا فرمایا وہ دا امام ابن
...نافع سے بھی ماہ جمادی الآخر
...فرمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ
...کتاب میزان الاعتدال

...علامہ ابو الحسنات...
...دہلوی...
...منتہی ہوتا...
...قرآن...
...اور...
...علوم و...
...آپ ان اجلہ علما ادر...
...تعصب و اعتساف سے... طرفداری
...بات...
...یہ وجہ اشتر...
...آیا مدار...

Marfat.com

59856

فہرست مضامین رسالہ تحفۃ السعادت

مضمون	صفحہ
حمد و نعت و سبب ترجمہ رسالہ علامۂ ابو الحسنات رح اور وجہ تسمیہ تحفۃ السعادت و ہدیۃ السعادت آغاز مقصود کتاب و سوال و جواب علامۂ ابو الحسنات رح و ذکر نماز عاشورا اور اوسکے موضوعات	
اقسام اون راویونکے جنھون نے نادانستہ موضوع احادیث روایت کین	۱۱
دیدہ و دانستہ موضوع احادیث بیان کرنیوالون اور بنانے والون کے اقسام	۱
بیان معراج و فضائل سور تہائے قرآن مجید و حمایت مذہب مین بہت حدیثین وضع ہو	۱۱
حکایت خلیفہ مہدی باللہ عباسی اور غیاث وضاع اور کبوتر بازی اور غیاث کی دنیا سازی۔	۱۷
بڑے سخت متعصبون اور غالی و جامد قسم کے مقلدون نے بھی احادیث حسب خواہش وضع کین۔	۱۹
امام اعظم ابو حنیفہ رح و امام شافعی رح کے منقبت و منقصت مین جسقدر حدیث ہین موضوع ہین۔	〃
گھوڑے اونٹ خچر کی گھوڑدوڑ اور تیر اندازی مین مسابقت ثابت ہے۔	〃
نماز مین رکوع کے وقت رفع یدین کرنے یا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے سے نماز باطل ہونیکی احادیث موضوع ہین۔	〃
فقہ مین امام اعظم ابو حنیفہ رح اور مغازی (تاریخ و جنگنامے) مین امام ابن اسحق مقبول و ضرب المثل ہین۔	۲۰
حقہ پینا اگرچہ مذموم ہے لیکن اسکی مذمت و ممانعت مین جسقدر احادیث ہین باطل و موضوع ہین۔	۲۱
مسائل حقہ کی تحقیقات رسالہ ترویح الجنان بہ تشریح حکم شرب الدخان وغیرہ مولفۂ علامۂ ابو الحسنات رح مین دیکھو۔	
نماز قضاء عمری مین جسقدر حدیث ہین موضوع ہین ردع الاخوان مولفہ علامہ ابو الحسنات رح مین	〃

Marfat.com

مفصل بیان کیا گیا ہے۔	
فضائل محرم و رجب میں بھی حدیثیں وضع ہوئی ہیں جیسا کہ امام ابن حجر نے تبیین العجب فی فضل رجب وغیرہ میں لکھا ہے۔	۲۳
خلفاء راشدین و اصحاب کے مثالب اور اہلبیت کے مناقب رافضیوں نے بنائے	۲۴
دیار و امصار و زبان فارسی کی صفت و مذمت میں احادیث موضوع ہیں۔	۲۵
زبان اہل جنت فارسی دری ہوگی موضوع ہے تحفۃ الثقات فی تفاضل اللغات مولفہ علامہ ابوالحسنات میں مفصل مذکور ہے۔	"
بعض بھولے بھالے ناواقف بزرگوں نے ثواب سمجھکر نیکی پر رغبت اور بدی سے نفرت دلانیکے لیے حدیثیں بنائیں۔	۲۶
مقدمہ عمداً موضوع حدیث بیان اور روایت کرنے اور بنانے والوں یا اوسکا عیب چھپانیوالوں کا مقام جہنم ہے۔	۳۱
یہ قصہ کہ آنحضرتؐ شب معراج میں مع نعلین مبارک عرش پر تشریف لیگئے موضوع ہے	۳۸
آنحضرتؐ کو علم غیب نہ تھا الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔	۴۰
قصہ عکاشہ و بوسہ مہر نبوت یا شکم نبوی بحیلہ قصاص موضوع ہے۔	۴۱
ادریس اور اوسکا بیٹا عبدالمنعم قصہ گو کاذب متروک قصہ عکاشہ کا واضع ہے۔	۴۴
نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور کا جزو نہیں ہے بلکہ نور نبی کو نور الٰہی کے ساتھ تعلق اضافت تشریفی ہے جیسے بیت اللہ روح اللہ وغیرہ میں۔	۴۶
نور الٰہی سے نور محمدی اور نور محمدی سے تمام عالم پیدا ہونا موضوع و باطل ہے۔	۴۸
حدیث لولاک لما خلقت الافلاک و اول ما خلق اللہ نوری و عرش و قلم لفظاً اور بعض معناً موضوع	۵۰
اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از وجود آدم علیہ السلام خاتم النبیین تھے	۵۴
یہ قصہ حضرت عائشہ صدیقہ نے آنحضرتؐ کے دندان مبارک کی روشنی میں سوئی ڈھونڈی موضوع ہے۔	"
دور سے درود پڑھنے والوں کا درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ ملائکہ سنتے	۵۵

Marfat.com

	باطل و موضوع ہے۔
۵۷	یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس محافل میلاد مین تشریف لاتے ہین باطل ہے اور اس بنا پر قیام تعظیمی کرنا بنا ر فاسد علی الفاسد ہے۔
۵۸	جب تک کہ کتب محققین مین خود نہ دیکھ لے یا کسی نقاد متبحر عالم سے نہ سن لے علم حدیث سے ناواقف شخص کو کسی قول و فعل وصف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا بہت بڑا گناہ ہے جسکا انجام جہنم ہے۔
۵۹	کسی علم و فن مین صرف وہی علم و فن کے نقاد ماہرین محققین کی تحقیقات قابل لحاظ و سند ہے نہ ہر زید و بکر کی۔
۶۰	مخصوص اور ترکیبی نمازین ایام و لیالی سبعہ و عاشورا اور رجب و شعبان وغیرہ اور اوسکے ثواب و صلہ و فضائل کے بیان مین جو حدیثین آئی ہین سب موضوع ہین۔
۷۸	تقریر علامۂ علی القاری مکی حنفیؒ در باب نمازہاے مذکورہ۔

فہرست ہدیۃ السعادت حاشیہ تحفۃ السعادت

۲	محمد مترجم المعروف بہ قربان علی۔	۳۴	فخر الاولیا حضرت مالک ابن دینار تابعی مشہور۔
۴-۹-۳۰	محمد عبد الحی علامۂ ابو الحسنات لکھنوی	؍؍	میمون الکردی ابن صحابی بزرگ۔
۹	منشی محمد سعادتخان صاحب منصرم کارخانجات مرے اینڈ کمپنی لکھنؤ۔	۳۶	علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی۔
۱۲	امام حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ صاحب احیار	۲۵	امام محمد بن اسحاق صاحب مغازی۔
۱۶	محمد ابو طالب مکی شیخ الصوفیہ	۲۸	امام مسلم صاحب صحیح مسلم۔
۳۴	مہدی باللہ خلیفۂ عباسی۔	۵۷	محمد بن عیسی طباع رحمۃ اللہ۔
۲۰	شیخ الاسلام امام ذہبی مورخ محدث	۵۵	محمد بن قاسم کوفی کاذب۔
۲۶-۲۹	امام محمد بن اسمعیل بخاری صاحب صحیح بخاری	۵۸	مامون ہروی دجال کذاب۔
۳۰	امام محمد بن عیسی ترمذی صاحب جامع ترمذی	۵۷	میسرہ سپر ساز اکال وضاع۔

Marfat.com

۱۴	قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی	۳۶	امام ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء
۵۴	امام مالکؒ کے شیخ عبداللہ بن یزید مقری	〃	امام ابن عراق صاحب تنزیہ الشریعۃ
〃	عبداللہ ابن لہیعہ امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ دونون کے ہم عصر ہین۔	۸	محبی جناب منشی احمد خان عمدۂ اردو بلوی
		۵۷	امام عبدالرحمن ابن مہدی۔
۱۷	امام عبدالرحمن بن الجوزی محقق و جامع موضوعات۔	۲۱	امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ
		۳۳	امام سلیمان طبرانی۔
۱۸	امام عبدالرحمن بن الصلاح صاحب مقدمہ۔	۵۴	امام ابوعبداللہ حاکم۔
		〃	امام حماد بن سلمہ۔
۱۷	امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی۔	۵۵	حسین بن حریث ابوعمار مروزی۔
۱۸	امام المحققین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی۔	۶۰	امام شافعی محمد بن ادریس۔
		۵۵	نوح الجامع وضاع کاذب
〃	امام ناقد عبدالرحیم عراقی۔	〃	غلام خلیل زاہد کذاب
۲۰	علامہ علی القاری محقق حنفیؒ	۶۴	مناظرۂ امام شافعیؒ با امام محمدؒ
۲۱	امام ابراہیم حلبی۔		
۳۵	امام احمد بزاز صاحب مسند بزاز۔	۶۰	امام مالکؒ امام مدینہ ہین اور افضل و اعلم ہین۔
〃	علامہ احمد المقری۔		

الحمدللہ کہ یہ رسالہ مشتمل فوائد اسلام مفید خواص و عوام بصحت و صفائی تمام مطبع مجتبائی باہتمام جناب شیخ عبداللہ صاحب تاجر کتب چھپکر شائع ہوا۔ قیمت اسکی فی جلد ۱۲ مگر تاجرونکو سو جلد خریدنے پر بیس جلدین زیادہ دیجائینگی یعنی حصہ کو ایکسو بیس جلدین اور پانچ جلد کے خریدار کو ایک جلد یعنے ۶ کو ۷ جلد دیجائینگی۔

مقام فروخت رسالہ ہذا لکھنؤ مین بابو محمد نعمت اللہ صاحب ہیڈ کلرک ریلوے ورکشاپ آفس محلہ بھس منڈی و مدرسہ رفاہ المسلمین لکھنؤ فتح محمد تائب و رسیالکوٹ ملک پنجاب گوداموں چمڑا مرے صاحبین مولوی قربانعلی صاحب مولف رسالہ ہذا و لاہور مین فرید لیغا...

Marfat.com

من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار

لله الحمد کہ ترجمہ رسالہ موضوعات مؤلفہ علامہ ابوالحسنات مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نور اللہ مرقدہ موسوم بہ

تحفۃ السعاد

١٣١٤ھ

مسمیٰ بہ

ہدیۃ السعاد

١٨٩٦ء

باہتمام راجی رحمت رب رحمٰن محمد عبداللہ صدیقی غفرلہ المنان تاجر کتب لکھنؤ چوک و مالک مجتبائی

مطبع مجتبائی لکھنؤ میں مطبوع ہوئی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بعد حمد و نعت کے یہ رسالہ ہے کہ ابکی
ہدیۃ السعادت حاشیہ تحفۃ السعادت
جسمین نہایت مختصر طور پر ان بزرگون
کے حالات و تاریخ ولادت و
وفات لکھے گئے ہین جنکا نام نامی رسالہ
تحفۃ السعادت مین مذکور ہے اور بعض
اون الفاظ یا مصطلحات کے معنی
و ادو قوم ہین جنکو عام اردو خوان
نہین جانتے اور اس ہیچمدان کے ناظرین
رسالہ ہذا دعا خیر سے یاد کرین مؤلف
بالیقین نسبت ان الفاظ کے سنہ ولادت
وغیرہ کی نسبت بھی لکھے ہین کہ کبار کے
ساتھ صغار صلحاء کے ساتھ اشرار

[illegible]

۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین **اما بعد** خاکسار اپنے گناہوں سے شرمسار احقر عباد اللہ الصمد محمد المدعو بہ **قربان علی** لکھنوی امین آبادی عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ پر آشوب میں جیسا کہ علم دین وعلماء شرع متین کی باوجود قلت وقحط کے بیقدری ہے ویسا ہی بمقابلہ اسکے جہل وجہلاء مبتدعین کی کثرت وقدردانی ہے یہان تک کہ مجالس

Marfat.com

وعظ مین عموماً در محافلِ یازدہم و ذکرِ میلاد شریف مین خصوصاً وہی لوگ اکثر بلائے جاتے ہین جو علوم دین (فقہ تفسیر و حدیث) سے اجنبی و بے بہرہ ہین چونکہ عالم کا پہچاننا ذی علم کا کام ہے باین وجہ چندہی روز مین تمام شہر مین ایسے جاہل واعظین مشہور ہو جاتے ہین۔ وہ خاندان جن مین جہالت صدہا سال سے موروثی چلی آئی ہے اور وہ شریف قومین جنہون نے مدت دراز فنونِ شریفہ و علومِ دینیہ کی طرف سے بالکل توجہ اوٹھالی ہی بوجہ لاعلمی اوس جاہل واعظ کے معتقد ہو جاتے ہین انمین اگر چند صاحب علم و ہمت ہوئے بھی تو اونہون نے اپنی اولاد کو مکتب مین سکندرنامہ ابوالفضل تک یا مدارس و اسکول مین مڈل و انٹرنس تک تعلیم دلائی اسی قسم کے دونون تعلیم یافتہ گروہ مولوی یا منشی کہلاتے ہین اسطرح

۳

ارباب طریقت کے نام لیوا لوگون کی حقیقت ومجاز کو
قیاس فرمائیے جب رسمی مولوی منشی اور صوفی کسی شخص کے
ارادت مند ومعتقد ہوجاتے ہین تو سمجھ لیجئے کہ تمام شہر
اوس جاہل واعظ کے دام تزویر مین پھنس جاتا ہے۔
اور ان عوام کالانعام کی کثرت دیکھکر امراء اور امراء کے
رؤس تسلیم خم دیکھکر تمام زمانہ اوسی کا کلمہ پڑہنے لگتا ہے
علماء حق کو ایسی بڑی جماعت کی مخالفت سے اپنی زبان
سیف قدرت کو بمجبوری نیام مصلحت مین بند کر لیتے
ہین اور علماء دنیا طلب اسقدر تقریراً وتحریراً اوسکی مدح
وثنا بیان کرتے ہین کہ پھر کوئی متنفس اوس طبقہ پر ایسا
نہین باقی رہتا جسکے جسد مین اوس کی اعتقادی روح
نہ پھونک دی گئی ہو الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ اب اگر کوئی
عالم متبحر ولی مقبول بندگان خدا کو گمراہی سے بچانیکے لئے

وس یاوہ گو کے عجیب وغریب بیانات مین سے کسی امر
بدیہی البطلان کا بھی رد کرتا ہے تو کوئی نہین سنتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین بلکہ لوگ خیال کرتے ہین کہ ان کو اوس
صاحب فضل وکمال ومقبول زمانہ عالم سے رشک و
حسد معاصرانہ ہے چونکہ محب واثق ودوست صادق جناب
منشی **احمد خان** صاحب نظم ٹائم کیپر ریلوے ورکشاپ
لکھنو کا مدت سے تقاضا تھا کہ تم کسی رسالہ مفیدہ مؤلفہ
علامہ ابو الحسناتؒ کا ترجمہ کرو کہ باعث استفادہ عوام
ہو لہذا حسب ایماء آن مکرم ایسے وقت مین بہتر ومناسب
معلوم ہوا کہ رسالہ **الآثار المرفوعہ فی الاخبار**
الموضوعہ مؤلفہ علامہ ابو الحسناتؒ بحر العلوم
القمر بین النجوم عمدۃ الفقہاء زبدۃ الفضلاء امیر العلماء
رئیس الکملاء قدوۃ المدققین امام المحققین مولنا وبرکتنا

Marfat.com

بلدنا ہذا حکیم حاج حافظ مولوی محمد عبدالحی اللکنوی فرنگی محلی
نوراللہ مرقدہ واسکنہ اللہ تعالیٰ فی بحبوبۃ جنانہ کا ترجمہ
کیا جاوے۔ وباللہ التوفیق والاخلاص والقبول۔ اور
اس ترجمہ کا نام **تحفۃ السعادت** اپنے آقا و مخدوم
و مولیٰ و محسن عالیجناب فیضمآب کریم النفس شریف
النسب کثیر المروت عمیم الاحسان جناب منشی محمد
سعادت خان سلمہ الرحمٰن کے نام نامی واسم گرامی
پر رکھا کیونکہ آنجناب کے ظل حمایت و عاطفت میں راقم
الحروف کو رسالہ ہذا کے ترجمہ کرنے کا موقع ملا بار
نے آپ کے اسم مبارک کو آپ کے نفس نفیس و ذات
شریف پر پوری پوری مطابقت دی اور گویا اسطرف
اشارہ ہے کہ اسم مسمیٰ کا عین ہوتا ہے نہ کہ غیر۔ فی الواقع
آپ کا نام نامی آپ کی ذات و صفات گرامی کی

Marfat.com

یا ہے اور نیز قاعدۂ تسمیۃ السبب باسم المسبب
ں تصدیق کرتا ہے۔ آپ صوفی طبیعت صافی طینت
لم دوست فقر پسند خوش عقیدہ ہین کتب حدیث و
تصوف پر آپکی نظر ہے صحاح ستہ وغیرہ کتب سنت
اور احیاء العلوم وغیرہ دفاتر تصوّف آپکے مطالعہ مین
رہتے ہین تحقیق کا آپ کو شوق اور تفتیش کا ذوق ہے
تذکرات صوفیۂ کرام سے اکثر محظوظ اور خدمت علماء
عظام سے ہمہ تن آپ مسرور رہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ
نے محض اپنے فضل وکرم سے آپکی اولاد کو جمیع حرکات
وسکنات اخلاق وعادات مین مانند آپ کے جوان
صالح خوش خلق نیک نیت بامروت کثیر الحیا باوفا،
اور صاحب اولاد سعید ورشید کیا ہے آپ کے صفات
حمیدہ اور اخلاق برگزیدہ سے کچھ بیان کرنا چھوٹا منہ او

الکلام المتین فی تحریر البراہین ای
المغلق فی بحث مجہول المطلق سلا

زاہر الطال اللاشاہی ۱۲ بر العیم
فی بحث المثناۃ بالتکرار ۱۲ والافادۃ
الحظ فی بحث سبع و عرض شرح ۱۲
تکملۃ حاشیۃ الوالد الامجد علی النفیسی
نفع المفتی فی الطب اور علم مناظرہ
مین ۱۵ الہدایۃ المختارۃ فی شرح الرسالۃ
الاصغریۃ باقی آیندہ ۔ ۱۲

مفتی احمد خان شاہ صاحب [illegible]
سنہ ۱۲۴۵ھ [illegible] سنہ ۱۲۰ھ مین پیدا ہو
کی بدریہ فارسیہ مین بعض مشہور
اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اوائل
طالب علمی مین طبیعت شعر کی طرف
مائل ہوئی چونکہ طبیعت ذکی اور جوہر
موزون تربیت جلد فن شعر مین [illegible]

بڑی بات ہے لہذا بپاس ادب اس تقریر کو اوس جملۂ
دعائیہ پر ختم کرتا ہون جسکے ساتھ ہمارے ملک کے
بحر العلوم ثانی فخر الہند علامہ ابو الحسنات نے اپنے آقا
نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر وزیر سلطنت
نظام کو دعا دی ہے اللہم لازالت اقمار دولتہ طالعۃ و
شموس اقبالہ بازغۃ۔ اللہم کما منحت علی عبادک بفضلہ
ولطفہ فامنن علیہ بعلو درجتہ فی الدنیا والآخرۃ واحفظہ
بحفاظتک من بلیات الدنیا والآخرۃ بحرمۃ نبیک
سید الانبیاء وآلہ روس الاتقیاء۔ آمین۔ کہا علامۂ ابو الحسنات
نے کہ بعض عزیزون نے مجھسے نماز یوم عاشوراء
(محرم کی دسوین تاریخ) کے پڑہنے کا حال و بیان دریافت
کیا کہ کسقدر رکعتین ہوتی ہین اور کس طرح پڑہی جاتی
ہین اور کسقدر ثواب ملتا ہے مین نے کہا کسی روایت

کی مہارت حاصل کی
مین [illegible] ان مین [illegible]
اور بوجہ بلند پروازی تخیل اور نزاکت
خاص کر [illegible] مضامین [illegible]
[illegible] مطلع [illegible]
لطائف شعری [illegible]
لطائف و ظرائف اشعار سے [illegible]
اشعار [illegible] طبیعت شعر [illegible]
جسمین خان [illegible] استقامت [illegible]
[illegible] طبیعت [illegible]
ایسی [illegible]
[illegible]
[illegible] اشعار [illegible] نہین

معتبر مین ان امور کا ذکر نہین آیا ہی اور جسقدر اس باب مین لوگون نے احادیث لکھی ہین وہ سب کی سب موضوع ہین حلال نہین کہ اونپر عمل کیا جاوے اس اعتقاد سے کہ وہ ثابت ہین اور نہ اونپر اعتماد کرنا چاہیئے اس اعتقاد سے کہ کوئی خاص ثواب اسپر مرتب ہوگا تو بحث کی مجھسے بعض اعزا نے کہ ذکر نماز یوم عاشورا اور اوسکی رات کا اور سوا ے ان کے اور ایام ولیالی متبرکہ کا ایک جماعت مشائخ صوفیہ نے اپنے دفاتر علیہ مین کیا ہے اور اس باب مین احادیث لکھی ہین پس کیونکر اونپر عمل نہ کیا جاوے اور کس طرح یہ حکم کردیا جاوے کہ وہ موضوع ہین ۔ مین نے کہا اون مشائخ صوفیہ کے ذکر کرنے پر کچھ عبرت نکرنا چاہیئے کیونکہ وہ لوگ محدث تھے اور نہ اونھون نے اون احادیث کو آئمہ مخرجین حدیث

Marfat.com

کی طرف مسند کیا ہی - اوس عزیز نے کہا آپ یہ کیا فرماتے
ہین ذرا غور تو فرمائیے جب ایسے بزرگون کے بیان پر
اعتبار نکیا جائیگا تو اور کون ایسا ہے جسکے نقل کرنے
پر اعتبار کیا جاوے گا مین نے کہا یہ ہمارا اعتبار نکرنا
کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر مقام
کیواسطے ایک بات اور ہر فن کیواسطے ایک اوستاد
پیدا کیا ہے (ہر کسے را بہر کارے ساختند) کتنے ہی فقیہ
بحار علوم قیاسیہ کے بڑے غواص لیکن دلائل اصلیہ کے
پرکھنے سے عاری - اور کتنے نقاد محدث علم حدیث کے
بڑے ماہر لیکن تفریع فروع فقہیہ ور قواعد اصلیہ اونکی
تاصیل سے عاجز - اور کتنے مفسر علوم قرآن مین بڑے
غائض لیکن اونکو صحیح و سقیم و مشہور و موضوع احادیث
کی معرفت مین کچھ تمیز نہین - اور کتنے ہی صوفی بحار علوم

Marfat.com

لدنی کے بڑے پیر اک لیکن علوم ظاہری کے ادراک سے
عاجز۔ اور کتنے عالم علوم ظاہری کے جامع لیکن لطائف
معنوی کے مذاق سے بیخبر۔ پس واجب ہی کہ ہر شخص کو
اوسکے درجہ پر رکھین (یعنی جن حضرات کو جس علم مین تجرد
کمال ہے اوس علم وفن مین اونہین کی تحقیقات پر اعتبار
کیا جاتا ہے) اور اوسکے مراتب درجات پہچانین اونکے
کو اعلی اور اعلی کو ادنی نہ بنادین ۔جس فن کے متعلق جو
امر معلوم کرنا ہو اوسکو اوسی فن کے ماہرین سے معلوم
کرنا چاہئے نہ غیر فن کے ماہرین سے کیونکہ گھر والے سے بڑھکر گھر
کی باتون کو کوئی نہین جانتا اور تحقیق یہ ہی کہ محدثین نے
ایسی نمازون کے متعلق احادیث کو موضوع کہا ہی اگرچہ
اون احادیث کو ایک جماعت صوفیہ نے (اپنی کتابون
مین) بیان کیا ہی۔ اوس عزیز نے کہا تعجب پر تعجب ہے

الشہاب الثاقب فی استماع الحدیث
بالحجون ۔۔ الاحبتہ الفاضلہ للاسئلۃ العاشرۃ
رسالہ الفاظ الجامعہ
الکلام المبرور فی الصلوٰۃ
النصوص الجلیۃ فی نفی الولایہ
الفلک المشحون فی انتفاع المرتہن
باجزاء الصلوٰۃ بالنیۃ باعبارۃ المستدلہ
ظفر الامانی فی تحصیل المعانی
السعی المشکور فی رد المذہب المأثور
الکلام المبرم فی نقض القول المحکم
الافادۃ الخطیرۃ فی مبحث نسبۃ سبع عرض
ابراز الغی الواقع فی شفاء العی
اوراد الاذکار بلسان الفارسی
اوراد الحبیب بلسان الفارسی
الانساف المدلل فی ردود
المتعلق بالتحقیق
المذہب الماثور پنیون رسالے

١١

اور رسالہ زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
ردین بن حجرج کیا اور
اردو
ہدایۃ المعتدین فی فتح المقتدین
دفع الوسواس فی اثر ابن عباس
الآیات البینات علی وجود الانبیاء
فی الطبقات اور یہ چند رسالے اردو
زبان مین میں المعارف بمانی شرح
الکوانف فی رفع الاطلاع عن
تعلیقات الکامل علی الحواشی
الرفع والتکمیل
الزاہرہ تعلیقات علی شرح المنہذب
التعلیق الممجد علی مؤطا محمد
الزاہد علی شرح الباکل
جمع الغرائب رسالہ فی التفضیل
النبات رسالہ نعم ذوالصلوٰۃ

کہ ان مشائخ کبار مین سے کوئی صاحب جیسے امام غزالیؒ اور مولٰنا عبدالقادر جیلانیؒ اور ابوطالب مکی رح وغیرہ اولیاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جہوٹی حدیث بناوین باوجود اس بات کے مشہور ہونے کے کہ جہوٹ بولنا رسول اللہ صلعم پر کسی مسلمان کو جائز نہین ہے چہ جائیکہ ایسے مسلمان (جہوٹ بولنا کسی شخص کی نسبت جائز نہین گناہ کبیرہ ہے اور سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو آنحضرتؐ پر جہوٹ باندہے تہمت لگاوے یا جان بوجہہ کر ایسی جہوٹی بات لکھے یا بیان کرے) مین نے کہا توبہ توبہ وہ لوگ اس عیب سے پاک ہین کہ جہوٹی حدیث بناوین اور جو کوئی اس فعل کو اونکی طرف منسوب کرے وہ خبیثون اور بدبختون مین

ہین علامہ ممدوح کو اجازت جمیع کتب حدیث وغیرہ کی بہت سے مشائخ عظام و فضلاء اعلام سے حاصل ہونیکا فخر و شرف ہوا ازانجملہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو اون سب علوم مین کہ جنمین اونکو اجازت دی گئی

نام لکھنکی اس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین اسکے سواے بہت سے رسائل اور حواشی وتعلیقات بزی جابجا کر ادر فرح الوفاۃ الحسنی با عیانۃ اور شفاء الزجر عن الیمینہ ارشادات الکشفی الاشم و فوزۃ تراجم فضلاء الہند فی الاواخر و رسالہ فی الاحادیث

شیخ الاسلام مولانا شیخ جمال مفتی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اور مفتی مکۃ المعظمہ مولانا سید احمد زینی دحلان شافعی نے جو نانی امام غزالی رح امام علامہ ابن حجر عسقلانی کی زبان سے تلمذ رکھتے ہیں

[illegible]

شمار کیا جاویگا خواہ کوئی ہو۔ کہا اوس عزیز نے جبکہ
حدیث وضع کرنا ان بزرگون کی طرف نہین منسوب کیا
جاتا تو آخر ان حدیثون کو کس نے بنایا مین نے کہا
جاہل زاہدون یا زندیقون اور ملحدون نے کیونکہ وہ
لوگ جو موضوعات ومکذوبات ومقلوبات کے راوی
ہین کئی قسم پر منقسم ہین جیسا کہ امام ابن جوزیؒ سیوطیؒ
عراقیؒ ابن الصلاحؒ ابن حجر عسقلانیؒ علی القاریؒ وغیرہ
نقاد محدثین متقدمین ومتاخرین نے بہ بسط تمام بیان
کیا ہے قسم اول وہ قوم ہے کہ جن پر زہد وفروتنی
اسدرجہ غالب ہوئی کہ حدیث کے حفظ وتمیز سے غافل
ہوگئے یا اونکی کتابین ضائع ہوگئین یا جل گئین بعد ازان
محض اپنی یادداشت پر حدیث بیان کی قسم دوم
وہ قوم ہے کہ جس نے روایت احادیث کے علم او قواعد

۱۴

نظر نہین کی لہذا اونسے غلطیان اور خطائین فاحش سرزد ہوئین قسم سوم وہ قوم ہے کہ باوجود معتمد وثقہ ہونیکے اون کے حواس وعقل وفہم آخر عمر مین بجانہ ہے اسیوجہ سے اونکی روایتون مین بھی خلط وخبط ہوا (کبھی کچھ کہا کبھی کچھ کہا) امام عراقی رح کے شاگرد علامہ حافظ ابراہیم حلبی سبط ابن العجمی نے ایک رسالہ المسمیٰ بہ الاغتباط بمن رمی بالاختلاط امام ذہبی کے میزان الاعتدال وغیرہ کتابون سے اخذ کرکے لکھا ہے اور دوسرا رسالہ المعروف بہ تبیین لاسماء المدلسین تالیف کیا ہے - اور تیسرا رسالہ کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث تحریر کیا - یہ تینون رسالے باوجود مختصر ہونے کے بہت نافع ہین قسم چہارم وہ قوم ہے جس پر اسدرجہ غفلت طاری ہوئی کہ جسنے جو تعلیم وتلقین کردیا بے سمجھے بوجھے اونہون نے اوسکو روایت کیا -

Marfat.com

قسم پنجم ۔ وہ قوم ہے جنہے نادانستہ طور پر موضوع حدیث روایت کی لیکن وہ جب اپنی غلطی پر مطلع ہوے تب بھی اوسی غلطی پر مصر و قائم رہے کہ مبادا یہ غلطی ہماری طرف منسوب ہوجاوے (یعنی پہلے تو جانتے ہی نہ تھے معذور تھے کہ یہ روایت موضوع ہے اسکا بیان کرنا دوسرے سے حرام ہے ۔ اور جب معلوم ہوگیا تو اب شرم آئی کہ بیشمار لوگون سے بیان کرچکے ہین کس کس شخص سے اپنی غفلت و غلطی کا بیان کرین) قسم ششم وہ قوم ہے جس نے دیدۂ دانستہ جھوٹون اور ضعیفون سے روایت کی اور جب اور لوگون سے اس خبر کو روایت کیا تو اون جھوٹے اور ضعیف راویون کو بدل دیا پس اون لوگون نے جھوٹ بنایا اور انہون نے اوسکو مشتہر کیا اور رواج دیا ایسے لوگون کو مدلس کہتے ہین قسم ہفتم وہ قوم ہے

Marfat.com

جس نے خود جان بوجھ کر حدیث بنائی اور روایت کی
پس ان لوگون مین سے بعض نے سند مین کذب اختیار
کیا کہ سنا کسی سے اور دوسرے کی طرف منسوب کردیا
یا اسناد حدیث کو بالکل بدل دیا پھر یہ بنانے والے کئی
قسم کے ہین قسم اول زندیقون مین سے ایک گروہ
ہے جسنے شریعت مین فساد اور امت مین اختلاف ڈالنے
کی غرض سے حدیثین بنائین چنانچہ عبدالکریم بن ابی العوجا
نے اپنے قتل ہونیکے وقت اقرار کیا اور کہا واللہ اسے
مسلمانون مینے تم مین چار ہزار حدیثین بناکر رائج کردین
جنمین مینے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنایا قسم دوم
وہ لوگ ہین جنھون نے اپنے مذہب کی حمایت اور نصرت
کے واسطے حدیثین بنائین یہ بات فرقہ سالمیہ ومرجیہ و
خوارج وروافض مین پائی جاتی ہے حماد بن سلمہ نے کہا

Marfat.com

مجھسے ایک بڈھے رافضی نے کہا ہم لوگ جب کسی بات
کو بہتر سمجھتے تو اوس بات کو حدیث بنا لیتے اور ایسا ہی
رئیس المرجیہ محمد بن قاسم کا حال تہا کہ اپنے مذہب کے
موافق حدیث بنا لیتا تہا ف محرر سطور کہتا ہے۔ بدنام
کن نام تکونامے چند۔ حنفیون اور شافعیون مین بہی
بعض لوگ ایسے ہی گذرے ہین جیسا کہ ملا علی قاری اور
علامہ ابو الحسنات اور صاحب قاموس کے کلام سے ثابت
ہے قسم سوم وہ قوم ہے جنے کسی شے کی برائی یا بہلائی
مین خوف یا رغبت دلانے کی غرض سے حدیثین بنائین
تاکہ لوگون کو نیکی پر راغب اور بدی سے متنفر کرائین اکثر
حدیثین دربارۂ نماز غیر معینہ مثل عاشورا وغیرہ اسی
قوم کی بنائی ہوئی ہین انمین سے بعض ایسے بہی ہین کہ
گمان کرتے ہین کہ یہ افعال شرعا جائز ہین کیونکہ اسلام کیواسطے

ابن علی البکری الصدیقی البغدادی الحنبلی
ابن علی البکری الصدیقی رضی اللہ تعالی عنہ
بن حضرت ابو بکر صدیق ابو الفرج عبد الرحمن
جلال الدین عبد الرحمن سیوطی
امام سیوطی رحمہ اللہ تعالی
صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ

سفید ہین کچھ مضر نہین ہین ابوعمار مروزی کہتے ہین کہ ابوعصمت
نوح بن ابی مریم مروزی سے کسی نے کہا بروایت عکرمہ
عن ابن عباس باب فضائل القرآن مین ہر ہر سورہ کے واسطے یہ حدیثین
تمہارے پاس کہان سے آئین فتم نجم وہ قوم ہی جنہے کسی
غرض دنیا کی وجہ سے حدیث بنانا اختیار کیا۔ جیسے تقرب
بادشاہان۔ حکایت خلیفہ مہدی باللہ عباسی کبوتر
بازی سے بہت شوق رکھتے تھے۔ غیاث بن ابراہیم
جب مہدی کے پاس پہونچے تو کسی نے انسے کہا کہ خلیفہ کو
کوئی حدیث سناؤ غیاث نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
نے مسابقت جائز نہین ہے مگر تیراندازی اور اونٹ
اور گھوڑے اور پرند مین۔ اس حدیث مشہور مین جملۂ
اوجناح (یعنی یا پرند) غیاث نے اپنی طرف سے خلیفہ
کا دل خوش کرنیکو بڑھا دیا خلیفہ نے غیاث کی اس

۱۸

امام عراقی زین الدین عبدالرحیم بن حسین

امام ابن الصلاح تقی الدین ابو عمرو عثمان بن صلاح الدین عبدالرحمن بن

Marfat.com

بات کو جان لیا اور کہا مین گواہ ہون کہ تو بہت بڑا جھوٹا ہی
کہ رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بولا مین نے تجھکو اس بات پر
آمادہ کیا اور حکم کیا کبوترون کے ذبح کرنیکا یعنی اگر
مین کبوترون کے پالنے کا شوق نہ رکھتا تو غیاث کو یہ جرأت
نہوتی۔ **قسم ششم** وہ لوگ ہین جنکو تعصب مذہبی
اور تجمد تقلیدی نے حدیث وضع کرنے پر آمادہ کیا جیسے
مامون ہروی (باشندۂ ہرات) نے یہ حدیثین وضع
کین **حدیث** جسنے نماز مین رفع یدین کیا رکوع کے
وقت اوسکی نماز نہین ہوتی **حدیث** جسنے امام کے
پیچھے پڑہا (یعنی سورۂ فاتحہ) اوسکی نماز نہین ہوتی۔
اور ایک **حدیث** امام شافعیؒ کی مذمت مین اور دوسری
حدیث امام ابو حنیفہؒ کی مدح مین بنائی مین نے دین
کے لفظ سے ہر جگہ اس سالے مین علامۂ ابو الحسنات مولوی

محمد عبد الحی لکھنوی اورف سے فائدہ ازجانب مترجم مراد
ہے) کچھ حال مامون ہروی کا مع اوسکی بنائی ہوئی حدیثون
کے حاشیۂ امام الکلام متعلق بہ قراءت خلف الامام المسمی
بہ غیث الغمام مین لکھا ہے ناظرین کو چاہیے کہ اوس رسالے
کو دیکھین قسم ہفتم وہ لوگ ہین کہ جنکو اونکی کمال محبت
پاس کہان ﷺ سے آگئین حالانکہ عکرمہ کے کسی جلیس کے
پاس ان حدیثون مین سے ایک حدیث بھی نہین ہے
جواب دیا کہ جب مینے لوگون کو دیکھا کہ مطالعۂ قران شریف
مین کم توجہی کرتے ہین اور فقہ امام ابو حنیفہ رح اور مغازی
(جنگنامے) ابن اسحاق رح کے دیکھنے مین مشغول ہین
تب مینے یہ حدیثین کہ فلان سورت کے پڑہنے مین اسقدر
اور فلان سورت کے پڑہنے مین اسقدر ثواب ہے
حصول ثواب کے واسطے حسبۃً للہ بنائین اسی طرح

Marfat.com

مدبن عیسی طباع نے کہا ابن مہدی میسرہ ابن عبدربہ سے
کہتے تھے تو یہ حدیثین کہ جو کوئی فلان سورت پڑہے تو اسقدر
ور فلان پڑہے تو اسقدر ثواب پاوے کہان سے لایا
ی کہا مینے یہ حدیثین اسواسطے بنائین ہین تاکہ لوگ
لاوت قرآن کی طرف راغب اور مائل ہون اور اسی
طرح سے ہین وہ حدیثین جو حقہ پینے کی ممانعت مین بنائی
ئی ہین کیونکہ مینے (مین کے لفظ سے ہر جگہ اس رسالہ
ن علامۂ ابو الحسنات مراد ہے) کیونکہ مینے حقہ سے
مانعت کرنے والون کے بعض رسالو ںمین چند حدیثین
موضوع پائین ١ سب قسم کے دہوین حرام ہین -
٢ زہریلے پتون کا دہوان جس جس پیٹ مین داخل
ہوگا ایمان کو خارج کریگا ٣ ایک ایسا وقت آئیگا کہ
میری امت کی لوگ دہوان پینگیے دل اونکے سیاہ

چہرہ ناقص لب سبز ہونگے کیونکہ تمباکو زمانۂ نوح
علیہ السلام مین ذریعۂ شیطان تہا شیطان نے اوسکو
اپنے پیشاب سے سینچا تہا جسنے ایک مرتبہ بہی اوسکا
دہوان پیا جنت مین داخل نہوگا ۲ ہر شے کا دہوان
حرام ہے ۳ قریب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا
کہ لوگ ایک درخت کے پتہ کا دہوان پینگے اونمین
چہہ خصلتین ہونگی (تین وہی جو پہلے مذکور ہوئین
رغبتین ناقص نگاہین کم ہمیشہ عذاب قبر مین مبتلا
رہینگے ۱ جسنے دہوان پیا اور موت کے وقت بہی
توبہ نکی (یعنی حقہ پیتے ہے) قیامت کے روز اوسکے
واسطے میری شفاعت نہوگی ۲ ہند کے شہر مین
ایک درخت ہوگا لوگ اوسکا دہوان پینگے عقل
اور دین دنیا مین جاتی رہیگی ۳ جسنے دہوان پیا

۲۲

56854

Marfat.com

اگرچہ ایک ہی مرتبہ پیا آگ دوزخکی اوسکے پیٹ مین بہری
جاویگی اور دل آگ سے جلایا جاویگا۔ یہ اخبار خود شاہد و
مخبر ہین اوس کے واسطے کہ جسنے کچہہ بہی محاورات زبان عرب
اور علم عربی سے وقفیت حاصل کی ہو حدیث مین مہارت
ہونا تو بڑی بات ہے کہ یہ خبرین موضوع ہین حقہ پینے
سے ممانعت کرنے والون نے بنائی ہین رسالہ ترویح
الجنان بہ تشریح حکم شرب الدخان مین ہمنے اس مسئلے
کو مفصل بیان کیا ہے اس قسم سے قضاے عمری کی نماز
کی بابت بہی حدیثین ہین اسکو ہمنے اپنے رسالہ ردع
الاخوان عن محدثات آخر جمعہ رمضان مین لکہا ہے آٹہ
طرح سے ہین وہ حدیثین جو ایام رجب و محرم کے فضائل
مین بنائی گئی ہین جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
تبیین العجب فی فضل رجب مین بیان کیا ہے

Marfat.com

[illegible]

قسم چہارم وہ قوم ہے جسنے ہر عمدہ کلام کیواسطے اسناد مثل حدیث کے بنا لینا جائز رکھا ہے بااین خیال کہ ہرایک عمدہ کلام امر شرعی ہے تو کیا مضایقہ ہے کہ وہ (فعل وکلام نیک) آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ یہ بات تو سچ ہے کہ جملہ افعال وکلام رسول اللہ صلعم کے عمدہ ونیک ہین۔ لیکن عکس کُلّیہ کا صادق نہین آتا لہذا یہ صحیح نہین ہوسکتا کہ کل کلام حسن رسول اللہ صلعم کے کلام ہون تو اس بنا پر منسوب کرنا اونکا آنحضرت کی طرف کذب ہے ہوا (وہ محبت جو الت کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے) نے وضع حدیث پر آمادہ کیا جیساکہ اہلبیت کے مناقب اور خلفای راشدین وغیرہ اصحاب کے مثالب مین اور امام ابوحنیفہ کی مدح مین لوگون نے احادیث بنائین اسکے نظائر سے کتب وفضـ

صحابی سے بات چیت یا کچھ روایت کی ہو یا نہ ہو (جیسا کہ ابن حجر نے تقریب التہذیب کے سوا دوسری کتاب مین اور ذہبی و سیوطی و ابن حجر مکی و ابن جوزی و دارقطنی و ابن سعد و خطیب و ولی العراقی [illegible]

[illegible]

وخوارج بدتر ہین) اور اسی قبیل سے وہ احادیث ہین جو دیا وامصار کی صفت اور مذمت مین واقع ہین اور وہ حدیثین ہین جو زبان فارسی کی فضیلت و مذمت مین ہین جیسے **حدیث** زبان اہل جنت عربی اور فارسی دری ہوگی **مین** نے بہت بسط کے ساتھ تحفۃ النقات فی تفاضل اللغات مین ان خبرون پر کلام کیا ہے یہ رسالہ ابھی ختم نہین ہوا **قسم ہشتم** وہ لوگ ہین جنکو عجیب وغریب مسائل اور قصون کے بیان کرنے کی خواہش نے وضع حدیث پر آمادہ کیا۔ اور یہ بات قصہ گو اور وعظ بیان کرنے والے لوگون مین بکثرت پائی جاتی ہے جو کہ علم وفہم سے بالکل بے نصیب ہین۔ اسی طرح پر اور بھی واضعان حدیث کے اقسام ہین باعتبار اونکے مختلف اغراض ومقاصد کے۔ اوس عزیز نے کہا بیان فرمائیے

کہ زاہد لوگ باوجود زہد وورع کے کس طرح حدیث بناتے ہین مین اس بات سے بہت متعجب ہون مین نے کہا یہ کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ بہت سے زاہد ایسے جاہل تھے کہ اونکو حلال وحرام مین کچھ تمیز نہ تھی تو وہ خیال کرتے تھے کہ حدیث بنانا نیک بات پر رغبت دلانے اور بُری بات سے خوف دلانے کے واسطے کچھ مضائقہ نہین بلکہ موجب ثواب ہے۔کیا آپ ہمارے اس زمانہ کے اون عابدون کی حالت کو نہین ملاحظہ فرماتے جو کہ علم وصحبت اہل علم وفہم سے بے بہرہ ہین کیسے ارتکاب بدعات مین بدل ساعی ومتوجہ ہین باین خیال کہ ارتکاب ان امور (بدعت) کا داخل حسنات ہے اور انہین لوگون مین بہت سے ایسے ہین کہ اونکے مشائخ نے اونکو خاص خاص ترکیبون کے ساتھ بعض نمازین

حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے بمقام بغداد ۱۸۱ھ مین وفات پائی رحمۃ اللہ امام بخاری رح ابو عبداللہ محمد بن ابو الحسن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن احنف الجعفی بخاری۔ یہ امام اور حافظ الحدیث ہین ۱۹۴ھ مین پیدا ہوئے طفلی مین اندھے ہوگئے تھے اونکی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین کہ خوش ہو کہ حق تعالے نے تیری دعا وزاری سے تیرے بیٹے کی آنکھون مین روشنی عنایت کی صبح کو دیکھا تو بینا پایا دس برس کی عمر مین حدیث یاد کرنا شروع کی جب سولہ برس کے ہوئے تو عبداللہ بن مبارک کی تصنیفات یاد کرلین اور وکیع کی اور بعد اسکے واسطے حج کے گئے اور جب اٹھارہ برس کے ہوئے فضائل اصحاب اور تابعین مین تصنیف کی

Marfat.com

(جیسے نماز ایام و لیالی عاشوراء وغیرہ) تعلیم کی ہین۔ اس خیال سے نہین کہ یہ نمازین احادیث سے ثابت ہین بلکہ اس بنا پر کہ تطوعات (نفل عبادات) مین مقدار اور کیفیت مقررہ کا اختیار کرنا کچھہ مضر نہین ہے۔ پس اون مشائخ نے اپنے مریدون کو یہ نمازین سکہائین تاکہ وسیر عمل کرین اور سستی نکرین مریدون نے یہ گمان کیا کہ یہ سب امور آنحضرتؐ سے ثابت ہونگے (جب اورلوگون نے اونسے سند طلب کی) چونکہ سند ان امور کی اُن حضرات مشائخ نے تعلیم نہ کی تہی لہذا اپنی طرف سے مریدون نے اونکو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب و مسند کر دیا۔ اوس عزیز نے کہا ایک جماعت مشائخ عالمان علوم حقیقت و شریعت نے کیونکر ان احادیث موضوعہ کو قبول کیا اور کیون اپنی کتابون مین درج کیا مین نے

Marfat.com

کہا بوجہ اس حُسن ظن وخیال کے کہ نبی صلعم پر کوئی مسلمان
جھوٹ نہ بولے گا۔ اوس عزیز نے کہا بعض صوفیہ نے
اپنی کتابون مین ان حدیثون کے اسناد بیان کی ہین تو
کیون اونپر اعتبار نہ کیا جاوے۔ مین نے کہا جنلوگون
نے احادیث بغیر ذکر سند کے لکھی ہین اونپر بوجہ اسکے اعتماد
نہ کیا جاویگا کہ وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین موجود
نہ تھے مدت دراز کے بعد پیدا ہوئے۔ اور جن لوگون
نے حدیثین سند کے ساتھ لکھی ہین اونکے راویون کے
حالات مین بحث، جانچ کی جاویگی (کہ وہ معتبر ہین یا غیر
معتبر) اوس عزیز نے کہا اون احادیث کے بیان کرنے
والون مین بہت سے ایسے بزرگ بھی تھے جو کہ عالم
خواب وبیداری مین رسول اللہ صلعم کی زیارت سے
مشرف ہوئے اور صاحب کرامات والہام تھے تو

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری امام و حافظ حدیث اعلیٰ درجہ کے مشہور محدثین سے ہیں صحیح مسلم ہجری کی مقبول و مسلم کتاب ہے امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں سنہ ۲۰۴ ہجری میں پیدا ہوئے سنہ ... اہل حدیث اونکی بزرگی کے قائل ہیں اور بڑے بڑے محدث اونکے شاگرد ہیں ... اعلیٰ درجہ کے رازی اور ترمذی علم حدیث میں ...

شاید اون بزرگون نے آنحضرت صلعم کے روبرو (بالمشافہ)
ان احادیث کی تصحیح (صحیح کرنا) کر لی ہو حالت بیداری
یا خواب مین اور حدیث مین ہے جسنے آپ کو خواب مین
دیکھا تو بہ تحقیق اوسنے آپکو سچ مچ دیکھا - اور یہ بھی ہوسکتا
ہے کہ اون بزرگون کو ان حدیثون کے صحیح ہونیکی بابتہ
الہام ہوا ہو - مین نے کہا مطلق احتمال ان امور کا
کافی نہین ہے اور صرف ذکر کردینا ان بزرگون کا ان
روایات کو اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ اون بزرگون
نے آپ کے بیان کئے ہوے شرائط و قواعد مندرجہ
بالا کے ساتھ ان احادیث کی صحت معلوم کر کے اپنی
کتابون مین لکھا ہو) ہان اگر اون بزرگون مین سے
کسی بزرگ نے ان امور کو بہ تصریح بیان کیا ہو گا تو
اونکے قول کو اونکی صداقت و ثاقت اور علو مرتبت کے

بقیہ حالات امام بخاری

Marfat.com

اعتماد پر قبول کر لینگے - اوس عزیز نے کہا علو مرتبت اور جلالت قدر اونکی کیونکر اس امر کی مقتضی ہو گی کہ جو کچھ اون بزرگون نے بیان کیا ہے قبول کیا جاوے اگرچہ وہ بیان بے سند ہو - کیونکہ ہمارا حسن ظن اون بزرگون کے ساتھ ہے کہ اوہنون نے ان احادیث کو نہین ذکر کیا ہے لیکن بعد حاصل ہونے اس ثبوت کے کہ یہ احادیث معتبر سند کے ساتھ روایت کی گئی ہین مین نے کہا یہ بات تو جب ہو سکتی ہے کہ اون بزرگون کا فن روایت و علم حدیث مین بصیر و ماہر ہونا معلوم ہو جاوے لیکن اون بزرگون کا ان روایات کو صرف ذکر کر دینا (بغیر جانچے راویون کے) اسوجہ سے ہے کہ وہ بزرگ لوگ ہر مسلمان پر یہ نیک گمان اور اعتماد رکھتے تھے کہ کوئی مسلمان آنحضرت صلعم پر جھوٹ نہ بولے گا - یہ اوس گفتگو کی تفصیل ہے

جو میرے اور ایک عزیز کے درمیان ہوئی پس مین نے
اس موقع پر رسالۂ احادیث موضوعہ کی تکمیل کا ارادہ کیا
جسمین صرف اون نمازون کا ذکر ہے جو یوم عاشورا وغیرہ
کی بابت وضع کی گئی ہین۔ تاکہ بعلم اپنی جہالت پر فریفتہ
نہون اور اہل علم بیدار ہو جاوین یہ مقدمہ اون حدیثون کے
بیان مین ہے جنمین رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بولنے کے
وبال کا بیان ہے۔ اور ذکر بعض اون روایتون اور حکایتون
کا ہے جو کہ واعظ لوگ بیان کرتے اور عوام اونکو سنکر
معتقد ہو جاتے ہین کہ یہ سب سچ ہے اور موضوع حدیثون
کے لکھنے اور بیان کرنے اور اونپر عمل کرنیکی ممانعت کے
حکم مرقوم ہین جملہ فقہا اور محدثین اس بات پر متفق ہین
کہ موضوع حدیثون کا روایت کرنا لکھنا بیان کرنا نقل
کرنا اونپر عمل کرنا حرام ہے۔ لیکن بیان کرنا اس تنبیہ

زندگی سے نجات دے بڑے مقبول الدعا تھے یہ دعا آپ کی جناب باری مین قبول ہوئی ۲۵۶ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے

تاریخ

صدق تاریخ تولد و تاریخ وفات ۱۹۴ھ ۲۵۶ھ

حضرت عبد الواحد طوسی اوس زمانہ کے بڑے ولی کامل تھے اونہون نے خواب مین دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم راہ مین مع چند اصحاب کے کھڑے ہین

واطلاع کے واسطے کہ یہ خبر موضوع ہے جائز ہے دتا کہ
اور لوگ سنکر عمل اور بیانِ حدیثِ موضوع سے
بازآوین) اور نرمی وسستی کرنا اس باب مین خواہ
یہ حدیثین احکام یا قصص یا ترغیب یا ترہیب وغیرہ
مین ہون اور تقلید کرنا اسکی نقل اور ذکر کرنے مین حرام
ہے اور یہ گناہ اکبر الکبائر ہے بلکہ بعض شافعیہ کے
نزدیک کافر ہوجاتا ہے۔ حدیث امام بخاریؒ اور
امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نے مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے مجھپر
جھوٹ بولنا (یعنی جو مین نے نہ کہا ہوا ور نہ کیا ہوا ور
نہ اوسے جائز رکھا یا تسلیم کیا ہوا وسے آپ کی طرف
منسوب کرنا) ایسا نہین ہے جیسا کسی اور پر جھوٹ
بولنا جسنے مجھپر جھوٹ بولا پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا ٹھہرالے

دوزخ مین - امام ابن عدی نے کامل مین بریدہ
رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ مدینہ منورہ سے
دو میل کے فاصلہ پر کچھہ لوگ خاندان بنی لیث کے
رہتے تھے ایک شخص نے اسی خاندان کی کسی عورت کے
ساتھہ زمانۂ جاہلیت مین منگنی کی تھی لیکن وہ لوگ اسکے
ساتھہ اوس عورت کا نکاح نکرتے تھے یہ شخص اونکے
پاس ایک حُلّہ پہنکر آیا اور کہا کہ یہ حُلّہ رسول اللہ صلعم
نے مجھکو پہنا کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ مین تمہاری جان
ومال پر حکم کرون (یعنی حاکم بنا کر بھیجا) اور اوس عورت
کے مکان پر فروکش ہوا جسکے ساتھہ اسکی نسبت ہوئی
تھی اون لوگون نے رسول اللہ صلعم کی طرف اپنا قاصد
روانہ کیا - آنحضرت صلعم نے یہ حال سنکر فرمایا جھوٹ
بیان کیا اللہ کے دشمن نے اور ایک شخص کو اوسکی طرف روانہ کیا

جمع کرنے مین حق تعالیٰ نے فیض بخشا
کرتا ہے - امام ترمذی ابو عیسیٰ
محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن
ضحاک السلمی الضریر البوغی الترمذی
امام حافظ مشہور اون اسمون مین
ہین جنکی علم حدیث مین پیروی
کیجاتی ہے یہ امام بخاری کے شاگرد
و خلیفہ ہین بہت سی کتابین اس
فن شریف علم حدیث اور اوسکے
متعلقات مین انکے یادگار ہین اور
سب مین اعلیٰ درجہ جامع ترمذی
کا ہے امام بخاری و مسلم اور
ابو داود کے ... اور
اونکی مصنفات ... یادگار
مصنفات ...

العوفی احتیاط بیان غسل وغیرہ
وغیرہ صفات مین زیادہ تفصیل
محامد شاہ عبد العزیز رح کی کتاب
بستان المحدثین اور فوائد المدرسین
مؤلفہ علامہ ابو الحسنات مین دیکھو
سنہ ٢٧٥ یا ٢٧٩ھ مین رحلت
فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ -

امام طبرانی کنیت ابو القاسم
سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر
لخمی طبرانی اپنے زمانہ کے بہت
بڑے حافظ حدیث تھے
شام عراق حجاز یمن مصر جزیرہ
وغیرہ بلاد مین بغرض طلب حدیث
سفر کیا شیوخ حدیث انکے

Marfat.com

اور فرمایا اگر اوسکو زندہ پانا تو قتل کرنا اور اگر مرچکا ہو تو جلا دینا دیکھا تو وہ سانپ کے کاٹنے سے مرچکا تھا پس آگ سے جلا دیا - دوسری روایت مین قبر سے کھود کر جلا دینے کا ذکر ہے - حدیث امام طبرانی نے اوسط مین حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے قریب مضمون حدیث اول روایت کی ہے - اور اسی مین ہے کہ مالک ابن دینار رح نے میمون الکردی سے فرمایا کہ آپ اپنے والد سے جو کہ رسول اللہ صلعم کے صحابی تھے کیون نہین روایت کرتے جواب دیا کہ میرے والد اس خوف سے رسول اللہ صلعم کی کوئی حدیث ہمسے نہین بیان کرتے تھے کہ مبادا بیان کرنے مین کچھ کمی بیشی ہوجاوے - بوجہ کمال خوف کے اپنی یاد پر اطمینان نہ تھا - اور ایک حدیث مین ہے کہ حدیث بنانے والے یا موضوع حدیث عمداً بیان

کرنے والے کے واسطے جہنم مین ایک خاص مکان بنایا
جاویگا۔اور امام ابن عدیؒ و بزارؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ
تین شخص جنت کی بو بھی نہ سونگھ سکینگے ۱؎ (ایک) وہ شخص
جو اپنے باپ کے سوائے دوسرے شخص کو اپنا باپ بیان
کرے ۲؎ (دوسرے) وہ شخص جسنے اپنے نبی پر جھوٹ بولا ۳؎
(تیسرے) وہ شخص جسنے اپنی دونون آنکھون پر جھوٹ بولا
یعنی بغیر دیکھے ہوے بیان کرنا کہ مین نے دیکھا ہے عالم خواب
ہو یا بیداری اور ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر جھوٹ بولنے والے پر اللہ اور اوسکے سب فرشتون
اور تمام بنی آدم کی طرف سے لعنت پڑنیکا ذکر ہے۔
کہا حافظ سیوطیؒ نے کہ یہ حدیث (جسنے مجھپر جھوٹ بولا اوسکا
ٹھکانا جہنم ہے) سو صحابیون سے زیادہ نے روایت کی ہے

۳۵

Marfat.com

معتمد و معتبر ہین سنہ ۱۱۲۲ھ مین رحلت
کتابین مالک مصر مین چھپ گئی ہین
الدینیہ مالکی مذہب ہین یہ دونون
شارح موطا امام مالک و مواہب
بہت مشہور محدث فقیہ اور محقق
علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمہ
مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ
مفصل مرقوم ہے سنہ ۱۰۹۹ھ

فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
علامہ ابو نعیم محدث صاحب
حلیۃ الاولیاء حافظ الحدیث احمد
بن عبداللہ اصبہانی مشہور محدث
ہین ترجمہ الکاشف فرحۃ المدرسین مین
مفصل مرقوم ہے ۴۳۰ھ مین رحلت

امام ابن الجوزیؒ نے روایت کی ہے محمد بن احمد بن
عبدالوہاب الاسفرائی سے کہ دنیا مین کوئی حدیث ایسی
نہین ہے کہ جسکے روایت مین جملہ اصحاب عشرہ مبشرہ
جمع ہون سوائے اس حدیث کے۔ علاوہ ان احادیث
کے اور بہت سی حدیثین علامۂ ابوالحسناتؒ نے بروایت
آئمۂ اعلام نقل کر کے فرمایا مین کہتا ہون ان روایتون
سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
جھوٹ بولنا اور آپ کی طرف نسبت کرنا اوس قول کی
کی جو آپ نے نہین فرمایا مطلق حرام ہے اور مستوجب
ہے عذابِ دوزخ کا۔ خواہ یہ وضع حلال امور کے
بیان مین ہو یا حرام مین ترغیب مین ہو یا ترہیب
یا اسکے سوائے پس باطل ہوا خیال بعض اون
وضاع اور جہلار کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

٣٦

فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ ابن
عراقی محدث شیخ ابوالحسن علی
بن محمد بن عراق کنانی محقق فقیہ
ہین جامع الحدیث ۹۶۳ھ مین رحلت
فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ تنبیہ حالات
علامۂ ابوالحسنات ج
اور تفصیل اجازات و اسانید
مشائخ و شیوخ مشائخ علامہ
ابوالحسنات ابنا ابنار الخلان با نبار
علمار ہند و سندھ ان اتحفہ الدرایہ
سبب ترجمہ کی تذئیل مع
بعض رسائل منضم
از تحقیقات علامہ ابن ... علامہ
مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ

جھوٹ بولنا ترغیب و ترہیب کی غرض سے جائز ہو
کیونکہ آپ کے حق مین وہ مفید ہے مضر نہین ہے
اور یہ بھی ان روایات سے ثابت ہوا کہ جس طرح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا قولاً و عملاً
اکبر الکبائر گناہون مین سے ہے اوسی طرح نسبت کرنا
کسی فضیلت یا مرتبہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف جو کہ آیات قرانیہ یا احادیث صحیحہ سے ثابت
نہو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ پس چاہیے کہ ہوشیار
ہو جاوین وعظ بیان کرنے والے اور پرہیز کرین حکایات
وقصص بیان کرنے والے اور خطیب لوگ جو کہ حکم
بیان کرنے اور زجر و توبیخ کرتے ہین (یا خوشخبری
یا فضل و مراتب بیان کرتے ہین) غیر ثابت حدیثون
سے اور خیال کرتے ہین کہ اس کام مین ثواب عظیم ہے

اسوجہ سے کہ آپ کے فضائل وعلو قدر ان باتون کے
بیان سے ثابت ہین - اور یہ نہین جانتے کہ فضائل
نبوی جو کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہین اسقدر
کثرت سے ہین کہ وہ بے پروا کرتے ہین ان جھوٹی باتون
کے بیان کرنے سے کیونکہ فضائل آپ کے احاطۂ و احصاء
کی حد سے خارج ہین تو کیا حاجت ہے باطل خبرون
سے فضیلت بیان کرنے کی بلکہ یہ امر موجب گناہ
عظیم ہے اور باعث ہی گمراہی کا - اب ہم اس موقع
پر بعض اون قصون اور حکایتون کا ذکر کرتے ہین جنکو
ہمارے زمانہ کے اکثر واعظ اپنے مجالس وعظ مین بیان
کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ یہ امور ثابت وصحیح
ہین حالانکہ محض موضوع ہین - منجملہ اونکے یہ حکایت
ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین

Marfat.com

جانب عرش معلی پہونچے توارادہ فرمایا کہ نعلین مبارک
اوتار ڈالین باین خیال کہ باریتعالی نے حضرت موسے
علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اپنی جوتیان اوتار ڈالو الخ۔
تو عرش اعلی سے آواز دیگئی کہ یا محمدؐ اپنی جوتیان نہ اوتارو
کیونکہ عرش کو آپ کے جوتی پہنے ہوے تشریف لانے
سے اپنے غیرون پر شرف و فخر ہے پس آپ عرش معلیٰ
کی طرف چلے اور آپ کے دونون قدمون مین نعلین
تھی بہت لوگون نے اس قصہ کو اپنی تالیفات مین درج
کیا ہے۔ اس قصہ کے موضوع ہونیکی بابت علامۂ
احمدؒ مقری مالکی نے فتح المتعال فی مدح خیر النعال
مین اور علامۂ رضی الدینؒ قزوینی نے اور محمدؒ بن
عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ مین لکھا
ہے کہ یہ پورا قصہ موضوع ہے خرابی ہو اوسکے بنانیوالیکی

معراج کی حدیثون مین کہین اسکا ذکر نہین ہے۔ غایۃ المقال فیما یتعلق بالنعال مین علامہ ابو الحسنات نے اسکا مفصل ذکر کیا ہے۔ منجملہ اون کے یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین وآخرین دیا گیا مفصلاً اور علم ماضی واستقبال عنایت فرمایا گیا کلیاً وجزئیاً اور آپ کے اور اللہ تعالی کے علم مین باعتبار احاطہ وشمول کے کچھ فرق نہین ہے البتہ یہ فرق ہے کہ اللہ تعالی کا علم ازلی ابدی ہے بذات خود بغیر تعلیم غیر کے بخلاف علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ حاصل ہوا ہے اللہ تعالی کی تعلیم سے۔ اور یہ **قول** محض بناوٹ اور دروغ ہے جیسا کہ علامہ **ابن** حجر مکی نے منح المکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ مین اور انکے سوا اور لوگون نے تصریح کی ہے۔ اور

Marfat.com

آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے جو بات ثابت
ہو وہ یہ ہے کہ احاطہ وشمول اور علم کل غیب کا خاص
اللہ تعالی کی صفت ہے جو کسی کو نہین دیگئی ہان
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ نسبت جملہ انبیاء
ومرسلین کے علوم کے زیادہ علم دیا گیا ہے اور اللہ
تعالی نے امور غیبیہ کی تعلیم سب سے زیادہ آپکو فرمائی
ہے۔ لہذا آپ ازروے علم وعمل ورتبہ وفضل تمام
مخلوقات سے افضل واکمل ہین۔ اور منجملہ اونکے
ایک طویل حدیث قصۂ عکاشہ کے متعلق ہے جو کہ امام
ابو نعیم رح نے حلیۃ الاولیاء مین عبد اللہ بن عباس رض سے
روایت کی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ ایک روز وعظ فرمانے
کے بعد آپنے جملہ حاضرین انصار ومہاجرین کو مخاطب کرکے
فرمایا جس کسی کا کوئی حق مجہپر ہو چاہیے کہ وہ مجھسے اوسکا

Marfat.com

عوض قبل از قیامت بے لیوے - ایک سن رسیدہ شخص جسکا نام عکاشہ تھا اوسنے بیان کیا کہ ایک مرتبہ آپ نے اونٹنی سے اوترتے وقت ایک کوڑا مارا جسکا صدمہ مجھے پہونچا مین نہین جانتا کہ آپ نے عمداً مجھکو مارا یا آپ نے اونٹنی کے مارنے کا ارادہ فرمایا تھا اور ناگہان مجھکو صدمہ پہونچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ سے کوڑا منگایا اور عکاشہ کو دیا - ہر چند حضرت ابوبکر و عمر و علی و حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین نے سمجھایا اور کہا کہ ہم سے عوض لیلو لیکن عکاشہ نے منظور نہین کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عکاشہ سے دوبارہ تاکید عوض لینے کی تو عکاشہ نے کہا کہ اوس وقت مین برہنہ تھا یعنی پیٹھ پر چادر نہ تھی آپنے اپنا شکم مبارک کھولدیا لوگ بآواز بلند رونے لگے

کہ آخر وقت صبح کا طلوع آفتاب ہے اور یہی قول ہے امام سفیان ثوری کا اور ایک جماعت سلف کا لیکن ان مین سے بعض کے نزدیک ایک رکعت قبل از طلوع آفتاب ملنا شرط ہے - بعضون امامت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ

سے امام مالک کا قول نقل کیا ہے ہونا اسفار کہلاتا ہے) اور ابن وہب (روشن ہونا آفتاب بالکل ظاہر نہ ہو (دور روشن ہیں یہی روز صبح کا کہ آخر وقت نماز صبح کا اسفار ہے ہے قاسم نے امام مالک سے آخر شب ہیں) اور روایت کی

Marfat.com

عکاشہ نے اس حیلہ سے شکم مبارک کو بوسہ دیا (اور بعض لوگ اپنے وعظ مین بجاے شکم مبارک کے پشت مبارک پر مہر نبوت کا بوسہ دینا بیان کرتے ہین) حاضرین عکاشہ کے اس فعل سے بہت خوش ہوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ میرے جنت کے رفیق کو دیکھے تو چاہیے کہ اسکو دیکھے (یعنی عکاشہ کو) الخ پوری حدیث امام ابن الجوزیؒ نے کتاب الموضوعات مین لکھی ہے اور کہا ہے یہ حدیث موضوع ہے۔ عبد المنعم نے یہ خرابی کی ہے۔ امام سیوطیؒ نے لآلی مصنوعہ فی احادیث الموضوعہ مین اور امام ابن عراق نے تنزیہ الشریعت مین اور ان کے سوا اور لوگون نے اسکے موضوع کہنے مین امام ابن الجوزیؒ کی متابعت کی ہے۔ امام ذہبیؒ نے

۴۳

Marfat.com

میزان الاعتدال فی نقد الرجال مین کہا ہے "عبد المنعم بن ادریس یمانی مشہور قصہ گو ہے اسکو بہت لوگون نے متروک کہا ہے"۔ اور بہت صاف طور پر اسکے نسبت بیان کیا ہے امام احمدؒ بن حنبل نے "یہ جھوٹ بولتا تھا وہب بن منبہ پر"۔ امام بخاری نے ذاہب الحدیث کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے کہا ہے "یہ اپنے باپ پر حدیث موضوع وضع کرتا تھا" یعنی جھوٹی حدیث کے نسبت بیان کرتا کہ یہ مین نے اپنے والد سے سُنی ہی۔ اور ایضاً امام موصوف کا قول ہے "کہ اپنے والد کے سوا اور لوگون پر بھی حدیث وضعی کو منسوب کرتا تھا" بغداد مین ۲۲۸ھ مین مرا۔ امام ابن عدی نے ضعیف امام دارقطنیؒ نے متروک کہا ہے اور اس سے اسکا بیٹا عبد المنعم روایت کرتا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی

Marfat.com

نے لسان المیزان مین لکھا ہے "امام ابن ابی حاتم نے
اسمعیل بن عبد الکریم سے نقل کی ہے کہ ادریس کے مرنیکے
وقت عبد المنعم شیر خوار تھا۔ امام احمدؒ نے بھی ایسا ہی
فرمایا ہے جبکہ آپ سے دریافت کیا گیا فرمایا" اسنے
اپنے باپ سے کچھ نہین سنا" اور عبد الخالق بن منصور
نے امام ابن معینؒ سے نقل کی ہے کہ وہ کذاب خبیث
ہے۔ امام ابو زرعہؒ نے واہی الحدیث کہا ہے (یعنی
بیہودہ اخبار غلط بے اصل بیان کرنے والا) اور کہا
فلاسؒ نے متروک ہے اپنے باپ کی کتابون سے
روایت کرتا ہے اسنے اپنے باپ سے کچھ سنا نہین ہے
اور کہا ابو احمد حاکمؒ نے ذاہب الحدیث ہے۔ اور کہا
امام ابن المدینیؒ نے یہ ثقہ نہین ہے کچھ کتابین پا گیا
اونسے روایت کی۔ اور کہا امام نسائیؒ نے ثقہ نہین ہے

Marfat.com

۴۶

اور کہا ساجیؒ نے کتب سیرۃ خرید کرتا تھا اور اوسکے
روایت کرتا تھا نہ اسنے اپنے باپ سے ان روایات
کو سُنا نہ اور لوگون سے ۔ حدیث اور منجملہ اون باتونکے
جو وعظ بیان کرتے ہین ایک یہ ہے جیسے ذکر مولد نبی
مین بیان کرتے ہین کہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ
کے نور سے پیدا کیا گیا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ
کو نور ذاتی کا نور ذات محمدی ایک جز ہے) اور اس
احتمال وحیرت مین مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام
عبدالرزاقؒ نے مصنف مین جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ میرے مان
اور باپ آپ پر قربان ہون مجھے خبر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ
نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا ۔ فرمایا اے جابر
اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے

Marfat.com

ہے کے نور کو پیدا کیا الخ یہ پوری حدیث مواہب اللدنیہ
ین مذکور ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگون نے
ا صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلب و مراد سمجھنے مین بہت
ہی خطا و غلطی کی ہے اور یہ نہ جانا کہ اضافت آپکے
ل من نورہ مین ایسی ہی ہے جیسے قصۂ آدم مین اللہ
خالی کے اس قول ونفخت فیہ من روحی (یعنی اوس مین
نے اپنی روح پھونکدی) اور روح منہ قصۂ سیدنا عیسے
علیہ السلام مین اور لوگون کے قول مین کعبہ کو اور نیز مساجد
کو بیت اللہ اور حضرت عیسی کو روح اللہ کہنا اور اسکے
سوا ے اور بہت سے اسکے نظائر ہین ۔ کہا امام زرقانی
نے شرح مواہب اللدنیہ مین من نورہ مین اضافت
تشریفی ہے اسبات پر مشعر ہے کہ یہ (یعنی ذات بابرکات
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) خلق عجیب ہے اور نہایت بڑی شان ہے

اور اوسکو ایک خاص مناسبت ہے اون صفات کے
ساتھ جو منسوب ہین حضرت ربوبیت کے ساتھ۔ یہان
تک کہ اللہ تعالی کے اس قول ونفخت فیہ من روحہ کا
حوالہ دیا اور کہا یہ اضافت بیانیہ ہے یعنی اوس نور سے
جو اوسکی ذات ہے نہ یہ کہ وہ نور (نور الہی) ایک مادہ ہے
اوسکے نور کی پیدایش کا بلکہ اوس نور کے وجود مین بغیر
کسی شے کے واسطہ ہونے کے اوسکے ساتھ ارادہ کا تعلق
ہے۔ اور اوسی کتاب مین بعد چند اوراق کے لکھا ہے
۔ اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے چہرہ
کے نور سے ایک مشت نور لیکر اوسکی طرف دیکھا وہ
نور عرق عرق ہوگیا اللہ تعالی نے ہر قطرہ سے ایک نبی
پیدا کیا اور وہ مشت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہ
نور مثل ستارہ روشن ومروارید درخشندہ کے تھا اور

Marfat.com

تمام عالم اوسی نور سے پیدا کیا گیا۔ اور وہ نور قبل از پیدائش
اپنے والدین کے موجود تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے قرآن شریف قبل آنے جبرئیل علیہ السلام حفظ کرلیا
تھا اور مثل ان باتون کے اور بہت سی باتین ہین کہا
حافظ ابوالعباس احمد بن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی مین اور
نقل کیا امام ابن تیمیہؒ کے اس کلام کو امام ابن کثیرؒ نے
اپنی تاریخ مین اور بحال رکھا اوسکو۔ یہ سب جھوٹ اور افترا
ہی باتفاق اہل علم کے تنبیہ امام عبدالرزاقؒ کی روایت
سے نور محمدی کا سب سے پہلے مخلوق ہونا ثابت ہے۔
حدیث اول ما خلق اللہ نوری عام لوگون مین مشہور ہے
ولیکن یہ حدیث ان الفاظ سے ثابت نہین کہا امام سیوطیؒ
نے تعلیق جامع ترمذی مسمی بہ قوت المغتذی مین متعلق
بشرح حدیث اول ما خلق اللہ قلم کہا زین العرب نے

شرح مصابیح مین اس حدیث کے معارض ہوئی ہین
یہ حدیثین ان اول ما خلق اللہ العقل وان ما خلق اللہ نوری
وان ما خلق اللہ الروح وان ما خلق اللہ العرش یعنے
سب سے اول جو شئے خدا نے پیدا کی وہ عقل ہے نور
محمدی ہے روح ہے عرش ہے اور ان یکے با دیگرے
معارض حدیثون کے رفع تعارض مین یہ جواب دیا
گیا ہے کہ اولیت ان امور کے اضافی ہے یعنی اپنی
اپنی جنس مین ہر شئے کا اول پیدا ہونا مراد ہے۔ اجسام
مین قلم۔ انوار مین نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
اجسام لطیفہ مین عقل۔ کثیفہ مین عرش سب سے پہلے
پیدا ہوئے تمام ہوا مضمون عبارت کلام زین العرب
مین کہتا ہون (امام سیوطی کا قول ہے) وہ حدیث
جسمین عقل کا اول پیدا ہونا مذکور ہے موضوع ہے

Marfat.com

اور باقی پچھلی تین حدیثین ان الفاظ سے وارد نہین
لہذا تاویل کی کچھ ضرورت نہین مین کہتا ہون (علامۂ
ابوالحسنات رح کا قول ہے) اس حدیث اول ما خلق اللہ
نوری کی نظیر باعتبار عبارت ولفظ غیر ثابت ہونیکے
اور از روے معنی وارد ہونیکے حدیث لولاک لما
خلقت الافلاک ہے جو قصہ گو اور عام وخاص لوگون
کی زبان پر مشہور ہے کہا علامہ علی قاری رح مکی نے تذکرۃ
الموضوعات مین حدیث لولاک لما خلقت الافلاک
کہا عسقلانی رح (شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی) نے
موضوع ہے ایسا ہی ہے خلاصہ مین (ختم ہوا کلام
عسقلانی کا) لیکن معنی اس حدیث (بیان خلقت نور)
کے صحیح ہین کیونکہ دیلمی رح نے ابن عباس رض سے مرفوعاً
(بسند متصل) روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک
ما خلقت النار (ختم ہوا کلام علی قاری کا) ذکر کیا ہے
قسطلانیؒ نے مواہب اللدنیہ مین اور زرقانیؒ نے اوسکی
شرح مین کہ حاکمؒ نے مستدرک مین حضرت عمرؓ سے
مرفوعاً روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اسم مبارک
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر لکھا ہوا دیکھا فرمایا اللہ
تعالیٰ نے اگر محمدؐ نہوتے تو تمکو نہ پیدا کرتا۔ اور روایت
کی ہے ابو الشیخ نے اصفہانیون کے طبقات مین اور
حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ علیہ السلام پر "ایمان لاؤ محمدؐ پر اور حکم کرو اپنی امت
کو کہ وہ بھی اونپر ایمان لاوین کیونکہ اگر نہوتے محمد نہ پیدا کرتا
مین آدم کو نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور جب پیدا کیا مین نے
عرش کو پانی پر تو عرش مضطرب ہوا لیس مین نے اوسپر

ہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا۔ اور اس حدیث کی سند
ن عمرو بن اوس مجہول سے کہا ذہبیؒ نے اور روایت
ہے دیلمیؒ نے ابن عباس سے مرفوعاً نہ پیدا کرتا جنت
ار کو الخ اور ایسا ہی جو مشتہر ہوا ہے لوگون کی زبان
ر مین نبی تھا اور آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان تھے (یعنی
ونکا جسد بنانے کے واسطے مٹی گوندہی گئی تھی) اور ایک
روایت مین ہے "مین نبی تھا اوس وقت مین کہ نہ
دم تھے نہ پانی نہ مٹی" امام سخاویؒ نے مقاصد الحسنہ
ی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ مین
اور سیوطیؒ نے درر المنتشرۃ فی الاخبار المشتہرۃ مین اور
انکے سوا اور لوگون نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع
ہے ان الفاظ سے ہان مستدرک حاکمؒ مین یہ حدیث
ثابت ہے حاکمؒ نے صحیح کہا ہے اور ابو نعیمؒ نے حلیۃ الاولیاء

Marfat.com

مین اور بخاری رح نے اپنی تاریخ مین اسکو لکھا ہے اور ا[مام]
احمد رح نے اپنی مسند مین میسرہ ضبی سے روایت کی ہے
"مین نے کہا یا رسول اللہ آپ کب سے نبی ہین فرما[یا]
"اور آدم روح وجسد کے درمیان تھے" (یعنی آدم کی
روح ابھی اونکے جسم مین نہین ڈالی گئی تھی) اور امام
اور امام احمد رح نے عرباض بن ساریہ سے مرفوعا روا[یت]
کی ہے "مین اللہ تعالی کے نزدیک خاتم النبیین تھا
درآنحالیکہ آدم اپنی سرشت مین منجدل تھے اور امام ترمذ[ی]
نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے "لوگون نے عرض کی یا [رسول]
اللہ کب سے آپ پر نبوت واجب ہوئی" فرمایا (درآنحالیکہ
آدم روح وجسم کے درمیان تھے" اور منجملہ اون باتون [کے]
جو واعظ لوگ بیان کیا کرتے ہین ایک یہ ہے کہ کسی شخص
کو حضرت عائشہ صدیقہ کے دست مبارک سے سوئی گر [گئی]

مین ثقہ ہین بڑے فقیہ ... امام مالک کے ... ۱۷۹ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ ... ابو عبداللہ بن یزید مخزومی مدنی ... ثقہ ہین ... بخاری نے ... ابن لہیعہ عبداللہ بن عقبہ حضرمی ابو عبدالرحمن مصری قاضی ہین ساتوین طبقہ مین سے ہین جب انکی کتابین جل گئین تو انکے یاد و بیان مین خرابی واقع ہوئی ۱۷۴ھ مین وفات پائی

۵۴

حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالی ... بن دینار البصری ابو سلمہ ثقہ عابد ... اثبت الناس فی ثابت ... تغیر حفظہ بآخرہ ... جلیل القدر لوگون مین سے ... ۱۶۷ھ مین رحلت فرمائی ...

ید تلاش کی نہ ملی تو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
کے دندان مبارک کے نور سے حجرہ روشن ہوگیا اور
ضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس روشنی مین سوئی دیکھ لی“
یہ خبر اگرچہ معارج النبوۃ وغیرہ کتب سیر مین ”جو کہ جامع
ب و یابس ہین“ مذکور ہے لیکن ان کتابون کی ہر بات
پر وہی شخص سند و اعتبار کرتا ہے جو سوتا ہے اور بے خبر
غافل لاعلم) اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر جو درود پڑھتا ہے آپ اوسکو سنتے ہین بغیر
واسطے کے اگرچہ درود پڑھنے والا دور ہو اور یہ باطل
ہے کسی روایت سے ثابت نہین بلکہ اسکے خلاف ثابت
ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے مجھپر
نزدیک میری قبر کے درود بھیجا اوسکو مین سنتا ہون
اور جو مجھپر دور سے درود بھیجتا ہے اسکے واسطے فرشتے

اللہ تعالیٰ نے موکل مقرر کیے ہین کہ وہ مجھکو درود پہونچا
ہین اور کفایت کرتا ہے اوسکی امر دارین مین اور مین او
واسطے شفیع ہونگا اور گواہ ہونگا قیامت کے دن"۔ رو
کیا اس حدیث کو بیہقیؒ نے شعب الایمان مین اور ابو الشیخ
کتاب الثواب اور عقیلیؒ نے کتاب الضعفاء مین اور
حدیث کے اور بھی شواہد ہین جنمین بسط کے ساتھ کلا
کیا ہے سیوطیؒ نے لآلی المصنوعہ اور ابن عراق نے تنز
الشریعت مین اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ بیان کرتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس مجالس
وعظ مین بموقع ذکر مولد خود تشریف لاتے ہین۔ او
اسی بنا پر لوگون نے قیام کو مولد کے بیان کے وقت
تعظیماً و اکراماً قائم کیا ہے۔ اور یہ خیال (حاضر ہونیکا خیال
اور اوسپر تعظیم) بھی منجملہ اور اباطیل و مزخرفات کے باطل

Marfat.com

یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہین ہوئی اور محض احتمال
اور مجرد امکان حد بیان سے خارج ہے **ف** برعکس نہند
نام زنگی کافور۔ ایسی باطل اور بے اصل بات پر اسقدر
زور و تشدد کرنا اور امر لغو و باطل کو مستحب قرار دینا اوسپر بھی
بس نکرنا مستحب کہکر واجب و فرض سے زیادہ تاکیدی بنا
دینا تارک قیام کو ہدف ملامت بنانا اوسکے ایمان و اسلام
مین قصور و نقص بتانا بڑی غفلت و شرم کی بات ہے۔
بفرض محال اگر عوام کے کہنے کے موافق یا کسی اہل علم کے
استنباط کے مطابق مستحب مان بھی لیا جاے تو کیا مستحب
کے احکام و تعریف کتب اصول فقہ مین بھی لکھے ہین انتہی۔
(در مثل ان قصون اور بے ثبوت خبرون کے جو ہمنے
علامۂ ابو الحسنات کا قول ہے) بیان کی ہین بہت
ہین جو کہ واعظانِ فضائلِ محمدی اور ذاکرانِ مولدِ

Marfat.com

احمدی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود موضوع و بے ثبوت
ہونیکے بیان کیا کرتے ہین اس خیال سے کہ ذکر کرنا
عظمت وجلالت قدر محمدی کا باعث ثواب عظیم ہے
اور اوس گناہ عظیم سے جو آنحضرت صلی اللہ پر جھوٹ
بولنے مین خواہ وہ جھوٹ قول وفعل ووصف جمال
یا اور کمالات پر دلالت کرتا ہو مرتب ہوتا ہے غافل
ہین جیسا کہ اخبار صریحہ اور آثار صحیحہ سے ثابت ہے
الحاصل ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسے امور مین
احتیاط کرے اور کچھ نہ بیان کیا کرے لیکن محققین کے
کتب معتبرہ سے تحقیق وتنقیح کرنیکے بعد (اور ان پڑھ
اور کم استعداد ناواقف لوگون کو چاہیئے کہ کوئی قول
یا فعل یا وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب کرکے نہ بیان کیا کرین جب تک کہ اوسکو کسی

Marfat.com

مقبول ومعتمد علیہ عالم سے نہ سنا ہو اور اپنی یاد پر پختہ بھروسہ نہو۔ اس بات سے بہت خوف کرین کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک حرف بھی خلاف منسوب کیا اوسکا ٹھکانا جہنم ہے اسیواسطے بعض وہ لوگ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کو سنتے تھے اگر اپنی یادداشت مین کچھہ بھی شُبہ پاتے تو اوس بات کو بالکل بیان نکرتے یا حدیث بیان کرتے وقت اپنے شبہ وشک کو بھی ذکر کر دیتے) اور نہ اپنی ہر طبعزاد بات پر دلیری کرے اور نہ اون لوگون کی ہر تحریر پر جو اوس سے پہلے گذرے جرأت کرے اگرچہ وہ لوگ جامع غث وسمین (دُبلے اور موٹے کے جمع کرنے والے یعنی صحیح وغیر صحیح سب قسم کی باتین اپنی کتابون مین لکھہ دینے والے) اور نہ فرق کر سکنے

٥٩

فی زمین ابلیس سے زیادہ ضرر رسان ہوگا۔ اور لسان المیزان مولفہ امام ابن حجر مین ہے کہ امام ابونعیم نے مقدمہ مستخرج علی صحیح مسلم مین مامون سلمی اہل ہرات سے بہ حیثیت وضاع لقب مشہور بعض اعلی درجہ کے لوگون کے نام سے حدیث موضوع روایت کرتا ہے مثل ہشام بن عمار وغیرہ روایت احمد جوئباری کذاب حدیث فی اسی رجل الحدیث روایت کرتا ہے یہ اور جو ایسے شخص ہو اسکا راوی ہو اور عامہ السلمین سے لعنت کا مستحق ہے

عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہے قرشی ہاشمی مطلبی شافعی ابن نسب بن ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف مین جمع ہوتے ہین اور باقی نسب آپکے جد امجد شافع تک مشہور ہے

شافع بن سائب بن عبید بن ادریس بن عباس بن عثمان بن

امام شافعی ... انکا نام محمد

واحمد جویباری دجال وکذاب

نسخہ بھی دونون ہین مامون

کہ اسکے واضع پدر او مورد

... ابن جوزی نے موضوعات

واے درمیان شمال ویمین کے ہون (یعنی اونکو بری
وبھلی قوی وضعیف موضوع وصحیح باتون کی جانچ مین
کچھہ تمیز کرنیکی لیاقت نہو) کیونکہ یہ فعل (یعنی غیر معتمد
قول یا تحریر پر بھروسہ یا عمل یا سند کرنا) گناہ عظیم اور خیانت
جسیم ہے - **حدیث** جسنے ہفتہ کے روز چار رکعت
نماز پڑہی ہر رکعت مین الحمد ایکمرتبہ قل یا ایہا الکافرون
تین مرتبہ قل ہو اللہ تین مرتبہ اور جب نماز سے فارغ
ہوا تو آیتہ الکرسی ایکمرتبہ پڑہے اللہ تعالی اسکے صلہ
مین ثواب ہاے ذیل اوسکے نامہ اعمال مین درج
کرتا ہے - دنیا مین جسقدر یہود و یہودیہ ہین اونکے شمار
کے برابر سالانہ عبادت دن کا روزہ رات بھر کی عبادت
اور اسیقدر شہر اوسکے واسطے جنت مین بناتا ہے اور
اسقدر ثواب عطا فرماتا ہے گویا اوسنے اسیقدر غلام

٦٠

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... امام شافعی سے زیادہ ... ملاقات کی ہے ... عرب ولغت ... اختلاف ...

ولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے آزاد کئے ۔ اور گویا اوسنے
تب اربعہ (قرآن و توراۃ و انجیل و زبور) کی تلاوت
ں اور اللہ شمار بالا کے موافق ایک ایک عدد کے
قابلہ مین ہزار ہزار شہیدونکا ثواب عطا فرمائے گا
وراسکی قبر اور دل کو روشن کریگا ہزار نورون سے اور
ہزار حلے پہناویگا اور دُنیا و آخرت مین اوسکی عیب
پوشی کریگا ۔ اور قیامت کے دن وہ شخص اللہ تعالیٰ کے عرش
کے نیچے نبیوں اور شہیدون کے ساتھ ہوگا اور اونہین
کے ساتھ مواکلت و مشاربت کریگا اور قرآن شریف
کے ہر حرف کی تلاوت کے عوض مین ایک حور
ور ہر آیتہ کے صلہ مین ثواب ہزار صدیق اور ہر سورۃ
کے عوض مین ثواب اولاد اسمٰعیل کی ہزار گردنونکے
زاد کرنے کا عنایت کریگا اور لکھے گا اس نمازی کے

واسطے موافق شمار جملہ یہودی و نصرانی کے ایک
ایک حج اور عمرہ روایت کیا اسکو جوزقانی نے
ابوہریرہؓ سے مرفوعاً اور یہ تحقیق ذکر کیا ہے اسکو
امام غزالیؒ نے احیاء العلوم مین کہا حافظ ابن
الجوزیؒ نے یہ حدیث موضوع ہے اسمین ایک
جماعت راویونکی مجہول ہے اور اسحٰق بن یحییٰ ایک
راوی متروک ہے اور اسی بات کو ثابت و مقرر
رکھا ہے سیوطیؒ وغیرہ نے کہا حافظ عراقیؒ نے
احیاء کی تخریج مین (تخریج اصطلاح حدیث مین
اوس دفتر کا نام ہے جسمین کسی نقاد محقق نے
کسی مشہور و متداول کتاب کی حدیثون کی تنقید
(جانچ) کی ہو) روایت کیا ہے اسکو جعفر بن
محمد فریابی نے رسالہ فضل صلوٰۃ الایام مین لطریق

Marfat.com

(بواسطہ یا بذریعہ یا بروایت) محمد بن حمید رازی
اور روایت کیا ہے اسکو حافظ ابو موسیٰ مدینی نے
وظائف لیالی والایام مین دوسری وجہ (طریق)
سے اور یہ حدیث باطل ہے انتہی کلام العراقی **حدیث**
جسنے ہفتہ کی رات کو چار رکعت نماز پڑہی ہر رکعت
مین الحمد ایکمرتبہ قل ہو اللہ پچیس مرتبہ اللہ تعالے
اوسکے جسم کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے **روایت**
کیا ہے اسکو جوزقانی رح نے حدیث انس سے مرفوعاً
ایسا ہی مقرر رکھا سیوطی ابن عراق وغیرہ نے کہا ابن
جوزی رح نے موضوع ہے اکثر راوی اسکے مجہول ہین
یزید ضعیف ہشیم متروک اور بشر سے روایت حلال
نہین ہے۔ اور احمد بن عبد اللہ وہی جوئباری وضاع
ہے انتہی **حدیث** جسنے یکشنبہ کے روز نماز پڑہی

چار رکعت ایک سلام سے اور ہر رکعت مین الحمد
ایکمرتبہ اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایکمرتبہ۔ اللہ
تعالی اوسکے واسطے موافق شمار جملہ نصرانی ونصرانیہ کے
ہزار حج اور ہزار عمرہ لکھتا ہے (یعنی فی نصرانی وفی نصرانیہ ہزار
ہزار) اور ہر رکعت کے عوض مین ہزار نماز کا ثواب
لکھتا ہے اور اوسی نمازی اور دوزخ کے درمیان ہزار
خندق کا فاصلہ کردیتا ہے اور آٹھون دروازے جنت
کے اوسکے واسطے کھول دیتا ہے جس دروازہ سے
چاہے جنت مین داخل ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالے
اوسکی حاجتین پوری کریگا روایت کیا ہے اسکو
جوزقانی نے ابوہریرہ کی حدیث سے اور یہ موضوع
ہے وفی اسنادہ مجاہیل ایسا ہی کہا ہے ابن الجوزی
اور سیوطی وغیرہ نے اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو

Marfat.com

امام غزالیؒ نے احیا رمین اس عبارت سے لکھی جاتی
ہین موافق شمار کل نصرانی ونصرانیہ کی نیکیان اور عطا
کرتا ہے اللہ تعالیٰ جنت مین بعوض ہر حرف کے ایک
شہر مشک تیز بوکا" کہا عراقیؒ نے روایت کیا ہے اسکو
ابو موسیٰؒ مدینی نے ابو ہریرہ کی حدیث سے بسند ضعیف
اور زمی کی ہے حافظ ابو موسیٰ نے اسکے ضعیف کہنے
مین حالانکہ یہ حدیث کذب وموضوع ہے انتہی حدیث
جینے دوشنبہ کے روز چار رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین
الحمد ایکمرتبہ آیۃ الکرسی ایک مرتبہ قل ہو اللہ ایکمرتبہ معوذتین
ایکمرتبہ (یعنی قل اعوذ برب الفلق اور برب الناس)
اور جب سلام پھیرا اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی (یعنے
استغفار پڑہا) دس مرتبہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
درود بھیجا دس مرتبہ جملہ گناہ اوسکے بخشدیے جاتے ہین اور

Marfat.com

اللہ تعالی اوسکو ایک محل عطا فرماتا ہے جنت مین سف
موتی کا اوس کے اندر سات گھر ہر ایک گھر تین ہزار گ
مربع (طول وعرض مین یکسان) پہلا گھر سفید چاندی کا
دوسرا سونے کا - تیسرا موتی کا - چوتھا زمرد کا - پانچوا
زبرجد - چھٹا مروارید بزرگ - ساتوان نور درخشندہ کا او
ان گھرون کے دروازے عنبر کے اور ہر دروازے پر
ہزار پردے زعفرانی اور ہر ایک گھر مین ہزار تخت ک
ہر تخت پر ہزار فرش ہر فرش پر ایک حور جسے اللہ تعالی نے
نہایت پاکیزہ خوشبو سے پیدا کیا - قدم سے زانو تک
زعفران تر سے زانو سے ثدیین (دونون پستان
تک مشک تیز بو سے ثدیین سے گردن تک ع
اشہب سے گردن سے سر کی مانگ تک سفید کا
سے - ہر ایک حور ہزار جنتی حلے ایسے عمدہ کہ تو

ہین دیکھے پہنے ہو گی روایت کیا اسکو محمد بن طاہر نے
ن علی بن احمد البزار عن المخلص عن البغوی عن
صعب عن مالک عن ابن شہاب عن سالم عن ابن
لمر مرفوعاً اور جوزقانی نے اونسے اس حدیث کی
روایت مین ابن جوزی نے خود جوزقانی کو بھی متہم
ایا ہے کیونکہ راوی اسکے کل ثقہ ہین لیکن امام ابن
جر نے اس اتہام مین ابن جوزی کی غفلت پر عجب
یا ہے حالانکہ یہ عہدہ اسناد اس متن پر جو کہ موضوع
و لگادی گئی ہو الغرض حدیث موضوع ہو اور اس اتہام پر بہت سے
تاہین حدیث جسنے دوشنبہ کے روز بارہ۱۲ رکعت نماز پڑھی - ہر رکعت
ین سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور جسوقت
ارغ ہوا قل ہو اللہ بارہ مرتبہ اور استغفار بارہ۱۲ مرتبہ
رہا- قیامت کے دن پکارا جاویگا کہان ہے فلان

Marfat.com

ابن فلان کھڑا ہواور اپنا ثواب لے۔ پس سب سے
پہلے جو اوسکو عطا فرمایا جاویگا ہزار حلے ہونگے ا
تاج۔ اور اوس سے کہا جاویگا جنت مین داخل ہو
پس لاکھ فرشتے اوسکا استقبال کرینگے۔ اور ہر فر
کے ساتھ ایک ہدیہ وتحفہ ہوگا کہ وہ اوسکو آشکارا
کرینگے یہانتک کہ وہ دورہ کرے گا ہزار محلون پر ج
نور درخشندہ سے بنے ہونگے ذکر کیا ہے اس
حدیث کو امام غزالی رح نے احیاء مین بروایت انس
کہا عراقی رح نے تخریج مین ذکر کیا ہے اسکو ابوموسی
مدینی نے اور یہ روایت نہایت منکر ہے حدیث
جنے سہ شنبہ کے روز دوپہر کے وقت یا قبل ا
دوپہر دس رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین سورہ
فاتحہ وآیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ تین م

ستر روز تک اسکی بدیان نہین لکھی جائینگی اور اگر اس مدت
ستر روز مین وہ مرگیا تو شہید ہے اور ستر برس کے گناہ
بخشدیے جاوینگے ذکر کیا ہے اسکا امام غزالی نے احیاء
مین کہا عراقی رح نے روایت کیا ہے اسکو ابو موسے رح
مدینی نے ضعیف سند کے ساتھ حدیث جنے سہ شنبہ
کے روز دو رکعت پڑہین ہر رکعت مین سورہ فاتحہ
ایکمرتبہ اور انا انزلناہ قل ہو اللہ سات سات مرتبہ۔
آزاد کرتا ہے اللہ تعالی ایک بردہ دوزخ سے اور قیامت
کے روز وہ عمل ہادی و معین ورہنما ہوگا جنت کی طرف
ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی نے منسوب بروایت عمر رض
کہا عراقی نے پہلی حدیث کی نسبت کہ ذکر کیا ہے اسکو
ابو موسی نے بغیر اسناد کے بعض مصنفین سے بطور حکایت
کے اور ایک حدیث سند کے ساتھ ابو مسعود رض و جابر رض سے

Marfat.com

روایت کی ہے جسمین چار رکعت کا ذکر ہے اور یہ سب
منکرمین **حدیث** جسنے شب سہ شنبہ کو دو رکعت نماز
پڑہی ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ و قل ہو اللہ و معوذتین
پندرہ پندرہ مرتبہ پڑہے اور بعد سلام کے آیۃ الکرسی
واستغفر اللہ پندرہ پندرہ مرتبہ پڑہے تو یہ شخص بہت
بڑا ثواب پاویگا ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی نے اور
یہ حدیث **موضوع** ہے **حدیث** جسنے شب یکشنبہ
کو بیس رکعتین پڑہین ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ و قل ہو اللہ
پچاس مرتبہ معوذتین ایکمرتبہ استغفار سو مرتبہ اور استغفار
کیا اپنے اور اپنے والدین کے واسطے سو مرتبہ اور درود
پڑہا آنحضرت پر سو مرتبہ اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ
پڑہا اور اللہ تعالی سے التجا کی۔ پھر کہا اشہد ان لا الہ
الا اللہ وان آدم صفوۃ اللہ وفطرتہ۔ وابراہیم خلیل اللہ

وموسیٰ کلیم اللہ وعیسیٰ روح اللہ ومحمداً حبیب اللہ - اوسکو
ثواب ملے گا حسب شمار اون لوگون کے جو اللہ تعالیٰ
کے صاحب ولد ہونے کے قائل ہین اور جو لم یلد ولم
یولد کے معتقد ہین - اور اللہ تعالیٰ اوسکو بروز قیامت
اون لوگون کے ساتھ اوٹھاویگا جو صاحب امن ہونگے
اور اللہ تعالیٰ پر اوسکا حق ہوگا کہ نبیون کے ساتھ اوسکو
جنت مین داخل کرے ذکر کیا ہے اسکو امام غزالیؒ
نے تخریج احیاء العلوم مین منسوب بروایت انسؓ کہا
عراقیؒ نے تخریج احیاء مین ذکر کیا اسکو ابو موسیٰ مدینی
نے بغیر اسناد کے اور یہ حدیث منکر ہے اور ایضاً
انسؓ سے فضل نماز مین ایک روایت مین چھ دوسری
مین چار رکعت اور یہ دونون روایتین نہایت ہی
ضعیف ہین حدیث جسنے شب چہار شنبہ کو دو رکعت

نماز پڑہی اول مین سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق
دس مرتبہ اور دوسری مین سورۂ فاتحہ کے بعد قل اعوذ
برب الناس دس مرتبہ پھر جب سلام پھیرا استغفار
دس مرتبہ پڑہا اور آنحضرت صلعم پر درود دس مرتبہ
بھیجا۔ تو ہر ایک آسمان سے ستر ہزار فرشتے اوترتے
ہین جو کہ اوس شخص کے واسطے قیامت تک ثواب
لکھا کرتے ہین ذکر کیا ہے اسکو امام غزالیؒ نے بروایت
فاطمہؓ اور دوسری روایت مین امام غزالی رح نے
سولہ رکعتین ذکر کین ہین کہ بعد سورۂ فاتحہ کے جو اللہ
چاہے پڑہے (یعنی قرآن شریف مین سے کچھ پڑہے)
اور پہلی دو رکعتون کے آخر مین آیۃ الکرسی تین۳ مرتبہ اور
اول دو رکعتون مین تیس۳۰ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑہے
تو یہ شخص (اس عمل کی بدولت) اپنے اہلبیت مین سے

اور ناخیر وقت ظہر کا سو کسی حدیث
صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا
بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے
اسی واسطے صاحبین نے اسکو رد کیا
حضرت امام ابو حنیفہ کی مخالفت اور
جمہور کی موافقت کی ہے اور
کہا فتح الباری مین ہے اور کسی
اہل علم سے منقول نہین کہ اونہون
نے اسمین مخالفت کی ہو سوا
امام ابوحنیفہ کے قول مشہور مین
کہ اونہون نے کہا ہے کہ اول وقت
عصر کا دو مثل کے بعد ہے

۷۷

ایسے دس شخصون کی شفاعت کریگا جنپر دوزخ مین داخل
ہونا واجب ہوچکا ہوگا کہا عراقی رح نے روایت کیا ہے
ابوموسی مدینی نے نہایت ضعیف سند سے **حدیث**
جسنے چہارشنبہ کے روز بارہ رکعت نماز آفتاب بلند
ہوتے وقت پڑہی ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی
ایکمرتبہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ اور معوذتین تین
مرتبہ پڑہے۔ ایک پکارنے والا عرش کے نزدیک
سے پکارتا ہے اے اللہ کے بندے شروع کر عمل
کو بتحقیق تیرے پہلے گناہ بخشدیے گئے اور اللہ نے
عذاب قبر کو تجہسے اوٹھالیا اور اوسکی ظلمت وتنگی کو
دور کیا اور قیامت کی سختیون سے بچالیا اور آج کے
روز سے اوسکے واسطے نبی کا عمل بلند کیا گیا ذکر کیا
ہے اسکو امام غزالی رح نے بروایت معاذ کہا عراقی رح نے

روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ مدینی نے اور کہا یا ہے کہ راوی اسکے ثقہ ہین حالانکہ یہ مرکب الاسناد ہے دوسری سند اسمین لگا دی گئی ہے اور راوی کذاب ہی حدیث جسنے شب پنجشنبہ کو مغرب اور عشار کے درمیان دو رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی و قل ہو اللہ احد و معوذتین پانچ پانچ مرتبہ پڑہی اور جب فارغ ہوا پندرہ مرتبہ استغفار پڑہا اور ثواب اسکا اپنے والدین کو بخشدیا تو اسنے گویا اون حقوق کو جو والدین کے اسپر واجب تھے ادا کردیا اگرچہ اسنے والدین نے عاق بھی کردیا ہوتا اور عطا کریگا اللہ تعالی اسکو وہ ثواب و درجات جو شہیدون اور صدیقون کو عطا فرمائیگا ذکر کیا اسکو امام غزالی نے بروایت ابو ہریرہ کہا عراقی نے

Marfat.com

روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ مدینی اور ابو منصور دیلمی رح
نے مسند الفردوس مین بسند اضعف اور یہ حدیث منکر
ہے **حدیث** جسنے پنجشنبہ کے روز ظہر و عصر کے درمیان
دو رکعت نماز پڑھی پہلی مین سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی
سو مرتبہ اور دوسری مین سورہ فاتحہ و قل ہو اللہ احد سو
مرتبہ اور آنحضرت پر درود پڑھا سو مرتبہ۔ اللہ تعالے
اوسکو مثل اوسکے ثواب عطا فرماتا ہے کہ جسنے رجب و
شعبان و رمضان کے روزے رکھے ہون اور اوسکو
مثل حاجی بیت اللہ کے ثواب ملتا ہی اور اوسکے واسطے
ثواب حسنات حسب شمار کل مومنین اور متوکلین محسنین
کے لکھا جاتا ہے **ذکر کیا** ہے اسکو امام غزالی رح نے **کہا**
عراقی رح نے روایت کیا ہے اسکو ابو موسیٰ مدینی نے نہایت
ضعیف سند سے **حدیث** جسنے شب جمعہ کو مغرب و عشاء کے

درمیان بارہ رکعت نماز پڑہی ہر رکعت مین سورہ فاتحہ ایکمرتبہ قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑہا گویا اوسنے بارہ برس تک اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کی کہ دن بھر روزہ رکھا اور رات بھر نماز مین قائم رہا ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی نے بروایت جابر کہا عراقی رح نے باطل لا اصل لہ حدیث جسنے شب جمعہ کو بعد از نماز عشار بجماعت و دو رکعت سنت پڑہنے کے دس رکعت نماز پڑہی ہر ایک رکعت مین سورہ فاتحہ قل ہو اللہ احد ومعوذتین ایک ایک مرتبہ پڑہا اور وتر تین رکعت پڑہی اور داہنی کروٹ پر روبقبلہ سور ہا گویا اوسنے شب قدر کو زندہ کیا یعنی تمام شب عبادت مین گذاری ۔متن وحاشیہ مین ہر مقام پر خط وحدانی کی عبارت مترجم کی طرف سے ہے) ذکر کیا ہے اس حدیث کو امام غزالی رح نے بروایت انس رض کہا عراقی رح نے

باطل لا اصل لہ حدیث جنے شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھی اور
ان دونون رکعتون مین سورہ فاتحہ و سورہ اذا زلزلت پندرہ
مرتبہ - اور ایک روایت مین پچاس مرتبہ پڑھی تو اللہ تعالے اسکو عذاب
قبر اور ہول (خوف و دہشت) قیامت سے محفوظ رکھیگا روایت
کیا ہے اسکو ابراہیم بن المظفر نے کتاب وصول ثواب قرآن بہ میت
مین اور مظفر بن حسین نے کتاب فضائل قرآن مین بروایت انسؓ اور
ابو منصور دیلمی نے انسؓ اور ابن عباسؓ کی روایت سے
کہا عراقی رح نے یہ روایتین سب کی سب ضعیف اور منکر
ہین اور ان روایات نماز ایام و لیالی سبعہ مین سے
کوئی روایت صحیح نہین (یعنی ہفتہ کے دن سے جمعہ تک
ساعات روز و شب) حدیث جنے جمعہ کے روز ایک
نیزہ یا اس سے زیادہ آفتاب بلند ہونے پر اچھی طرح
وضو کرکے دو رکعت نماز چاشت نفل پڑھی تو اوسکی

دوسو نیکیان لکھی اور اسیقدر بدیان مٹائی جاتی ہین ا
اسی طرح جسنے چار رکعت پڑہی تو اللہ تعالی جنت مین
اوسکے چار سَو درجے بلند کرتا ہے (اسی طرح بارہ رکعت
تک حساب لگاکر ثواب واضافہ بیان کیا گیا ہے) ذکر
کیا ہے اسکو امام غزالی رح نے بروایت علی رض کہا عراقی رح
نے لَمْ اَجِدْ لَہٗ اَصْلًا وَّہُوَ بَاطِلٌ حدیث جو شخص جامع
مسجد مین قبل از نمازِ جمعہ چار رکعت پڑہے ہر رکعت مین
الحمد للہ وقل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑہے تو وہ شخص
ہرگز نہ مریگا جب تک کہ اپنا مقامِ جنت نہ دیکھ لیوے
یا اوسکو وہ مقام جو جنت مین ملیگا دکھا نہ دیا جاوے
ذکر کیا ہے اسکو امام غزالی رح نے بروایت نافع از ابن
عمر رض کہا عراقی رح نے روایت کیا ہے اسکو دارقطنی نے
غرائب مالک رح اور خطیب رح نے رواۃ مین امام مالک رح

Marfat.com

کہا ہے دارقطنی رح نے صحیح نہین اور عبداللہ بن وہب اس
حدیث کا ایک راوی مجہول ہے - اور خطیب رح نے نہایت
غریب کہا ہے - اور اپنی کتاب **موضوعات** مین ملا
علی قاری مکی رح نے ذکر کیا ہے بعد بیان حدیث یوم یکشنبہ
کے "برباد کرے اللہ اسکے بنانے والے کو کس قدر جرات
کی ہے اسنے اللہ ورسول پر" اور بعد ذکر حدیث شب
یکشنبہ کے فرمایا "تار باندھ دیا ہے اس کذاب اشر
(بہت بڑا شریر فتنہ انگیز) نے ہزار کا" اور بعد بیان حدیث
شب دوشنبہ کے لکھا ہے "خراب کرے اللہ اسکے واضع
کو کہ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیث وضع
کی اور یہ فعل جویباری خبیث کا ہے - اور بعد ذکر حدیث
کے لکھا ہی مگر بجاے یوم دوشنبہ کے شب دوشنبہ لکھی ہی
"حدیث طویل مین بہت لاف وگزاف بیان کیا ہے اور

Marfat.com

یہ فعل حسین بن ابراہیم دجال کذاب کا ہے یہ روایت کرتا ہی محمد بن طاہر سے - باقی امین

از نتائج طبع المعی النجیب لوذعی الاریب ادیب اللبیب بدر سما الکمال کوشہاب

افق افضال لمعۃ من لمعات اللہ الولی جناب مولٰنا مولوی واجد علی وجد لکھنوی سلمہ الرب القوی

عالم و علامہ بیمثل قربان علے	چون بنشت این رسالہ لو بخش باصرہ
وجد گفتا صوری و ہم معنوی سالش بدیہ	سیزدہ صد چاردہ از ہجرت آمد نادرہ ۱۴ ۱۳ ۱۳ھ

ولہ

چو قربان علی مولوی و منشی یکتا ئے	نوشتہ این رسالہ خوش جزاک اللہ ناخیر
برائے سال اوای وجد بر جوان صوری و معنی	ز ہجرت یکہزار و سہ صد و ہم چاردہ طولی ۱۴ ۱۳ ۱۳ھ

ولہ

یہ رسالہ نہین بشارت ہے	مومنونکی دلو نکا راحت ہے
ترجمہ اوس کتاب کا ہے یہ	جسمین اخبار خیر خلقت ہے
مترجم ہے اوسکا بس لایق ئے	نام قربان علی بصفوت ہے
وصف مین اوسکے گنگ میری زبان	بلکہ عاجز تمام خلقت ہے
اوس رسالہ کی گر لکھون مین صفت	یہ سراسر مری حماقت ہے
کیونکہ تحفہ ہے وہ تمام وکمال	نام بھی تحفۃ السعادت ہے
بس پے سال تو بھی کہدے وجد	وہ مگر تحفہ سعادت ہے ۱۴ ۱۳ ۱۳ھ

ولہ

قربان علے نے یہ رسالہ لکھا ئے	ایسا کہ ہو کم علم بھی جس سے ما
ہے کیا ہی زبان صاف سبحان اللہ	اور طرز عبارت اوسکا ازبس نا
نام اوسکا ہے تحفۃ السعادت ای وجد	تاریخ بھی اوسکی اوسمین کیجیے ظا
ہیو سوسہ بہر سال ہجری ظاہر	کہدیجیے تحفۃ السعادت نا
	۱۳۱۴ سنہ ہجری

Marfat.com

ایک رسالہ کا فصاحت اور بلاغت ایسا	[illegible]
ان دلکش ایک زباندان عرب کو فیض تھا	[illegible]
جس خالق سے کیا اردو مین اوسکا ترجمہ	[illegible]
جسے مؤلف اور مترجم کو خدا اسکی جزا	[illegible]
حج اکبر سے جنھین حق نے مشرف کر دیا	[illegible]
کیا کرون تحریر خامہ عجز سے ہے جبہ سا	[illegible]
مولوی قربان علی نے ترجمہ اچھا کیا	[illegible]
۱۳۱۴ھ	

وله

کیا ہے کیا خوب ترجمہ یہ	[illegible]
سلیس لکھی ہے کیا عبارت	فصاحت اردو زبان کی دیکھو
حروف منقوط نظم گن لے	[illegible] ہے مطلوب طبع [illegible]
رسالۂ تحفۃ السعادت	[illegible] کے مطبوع یا الٰہی

[illegible] جناب مولوی غلام محمد خان صاحب تپش دہلوی مہتمم
[illegible] قیصر لکھنو

چھپا یہ رسالہ عجیب و غریب	[illegible]
تپش تم لکھو - ارمغان حبیب	[illegible]

[illegible] بابو محمد نعمت اللہ صاحب المتخلص
[illegible] آغش و مہتمم یتیم خانہ شہر لکھنو

خوب عبارت لکھی اپنا دکھایا کمال	[illegible]
شوق اسے تم کہو - اک سخن بیمثال	[illegible]

۱۳۱۴ ہجری

Marfat.com

[illegible] کتاب الجواب [illegible]

[illegible]

احقر الانام محمد [illegible]

یمین بخش [illegible]

اسلام [illegible]

[illegible]

Marfat.com

مجموعہ رسائل اربعہ یعنی

موعظۃ الحسنہ

و

ازالۃ الشین وتحفۃ البررہ وابرار الحق

واسطے ہدایت خیر الانام ومقتدین مذہب امام ائمۃ الاسلام یعنی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس زمان

سعادت اقتران مین باہتمام منشی محمد رضا

و محمد وزیر مالکان

مطبع واقع محلہ دال منڈی شہر بنارس مین

طبع ہوا

قیمت فی جلد مع محصول ۴ ر

Marfat.com

Marfat.com

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

الحمد للہ کہ اس زمان سعادت توامان مین وہ مجموعۂ اربع رسائل کہ جسمین کا ایک رسالہ موعظۃ الحسنہ شات مسئلون یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے اور امام کے پیچھے قرارت نکرنے اور آمین آہستہ کہنے اور رفع یدین نکرنے اور فرض نماز کی بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح اور اونکے سنت موکدہ ہونے اور تین رکعت وتر کی تحقیق مین اپنا آپ ہی نظیر ہے باہتمام منشی محمد رضا و محمد وزیر مالکان

موعظۃ الحسنۃ فی تحقیق المسائل المستحسنۃ

ازالۃ الشین باثبات المصافحۃ بالیدین

مجموعۂ اربع رسائل

١٣١٢

مطبع نسیم بنارس واقع محلہ دال منڈی بنارس میں طبع ہوا

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الذی فرض علینا الصلوات واوجب علی المقتدی الاستماع و الانصات وامرنا باطاعته واطاعة الرسول اولی الامر الذین بذلوا جهدھم فی تدوین العبادات والمعاملات والصلوٰة والسلام علی رسولہٖ وحبیبہ الذی انزل علیہ القراٰن فیہ اٰیات محکمٰت ھن ام الکتٰب واخر متشبھٰتٌ وعلی الہ واصحابہ الذین ھم منابع الفیوض والبرکات ✦ **اما بعد** یہ گمنام خاکپائے انام امیدوار رحمت رب مجید الوارث محمد عبد الحمید فریدی فاروقی پانی پتی خوشہ چین خرمن افضال عالم باعمل فاضل عدیم البدل جامع شریعت وطریقت کاشف اسرار معرفت وحقیقت مرشدنا واستاذنا ومرشدنا ومولٰنا مولوی حسین علی پانی پتی مد اللہ ظلہ علی کافۃ الخفی والجلی کاسب اہل اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ چونکہ امر تصنیف اہم امور ہے اور یہ ہیچمدان محض بے شعور ہے اسلئے اس سے پہلے کبھی اس میدان مین قدم نرکھا اور اس باغ کے میوہ کا مزہ نہ چکھا تھا لیکن چونکہ اس زمانہ مین حضرات مقلدین اور غیر مقلدین کو اکثر مسائل

Marfat.com

اور علی الخصوص ان سات مسائل یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے اور امام کے پیچھے قرأۃ نہ کرنے اور آمین آہستہ کہنے اور رفع یدین نکرنے اور فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھا کے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح اور انکے سنت موکدہ ہونے اور تین رکعت وتر کے ثبوت مین جھگڑتے اور ہر ایک کو حد سے بڑھتے دیکھا تو بمقتضائے قول شیخ رح

اگر بینی کہ نابینا و چاہ ست ✽ اگر خاموش بنشینی گناہ ست ✽ کے حق بات سے سکوت کو برا جان کر یہ ایک رسالہ مختصر طور پر اردو زبان عام فہم مین مسائل مذکورہ کی بیان مین لکھا اور انکے ساتھ تہوڑی سے امام صاحب کے فضائل اور مسئلہ تقلید کا بھی ذکر اسمین کر دیا اور نام اسکا الموعظۃ الحسنہ فی تحقیق المسائل السبعہ رکھا اور اسمین چھہ باب اور ایک خاتمہ قرار دیا۔ **پہلا باب**۔ امام صاحب کی فضائل مین اسمین آٹھہ فصلین ہین **پہلی فصل** امام صاحب کے نام و نسب کے بیان مین **دوسری فصل**۔ امام صاحب کے مشائخ علم کے تعداد مین اور اسی مین انکے شاگردون اور آپ کی تصنیفات کا بھی ذکر ہے۔ **تیسری فصل** انکے طبقہ کے بیان مین **چوتھی فصل**۔ آپ کے روایت حدیث مین ثقہ ہونیکے بیان مین **پانچوین فصل** آپ کے معرفت حدیث کے بیان مین **چھٹی فصل** آپ کی روایات حدیث کے بیان مین **ساتوین فصل** آپکے فضائل متفرقہ مین **آٹھوین فصل** آپکی تاریخ ولادت اور وفات کے بیان مین **دوسرا باب** تقلید کے بیان مین اسمین دو فصلین ہین۔ **پہلی فصل**۔ تقلید کی تعریف مین **دوسری فصل** تقلید شخصی کے بیان مین **تیسرا باب** نماز مین ہاتھ باندھنے کے بیان مین اسمین چار فصلین ہین **پہلی فصل** امام صاحب کے مذہب کے بیان مین **دوسری فصل** امام مالک رح کے مذہب کے بیان مین **تیسری فصل** امام شافعی رح کے مذہب کے بیان مین **چوتھی فصل** امام احمد رح کے مذہب کے بیان مین

Marfat.com

چوتھا باب امام کے پیچھے قراۃ کرنیکے بیان مین اسمین بھی اوسی ترتیب سے چار فصلین ہین **پانچوان باب** آمین کہنے کے بیان مین اسمین بھی حسب ترتیب سابق چار فصلین ہین **چھٹا باب** رفع یدین کے بیان مین اسمین بھی حسب ترتیب مذکور چار فصلین ہین اور فصل اول کے آخر مین امام صاحب اور امام اوزاعی کے مناظرہ کا ذکر اور رَفْعُ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْقُنُوْتِ فِی الْوِتْرِ کی تحقیق بھی ہے **خاتمہ** فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھا کے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح اور اونکی سنت موکدہ ہونیکی تحقیق اور تین رکعت وتر کے ثبوت کے بیان مین اسمین تین فصلین ہین۔ **پہلی فصل** فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھا کے دعا مانگنے کے بیان مین **دوسری فصل** - بیس رکعت تراویح اور اونکے سنت موکدہ ہونے کی تحقیق مین۔ **تیسری فصل** - تین رکعت وتر کے ثبوت مین اب امید ناظرین باتمکین سے یہ ہے کہ اگر بمقتضائے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ کے اس خاکسار سمند فہم نے کسی مقام پر ٹھوکر کھائی ہو یعنی کہین بھول چوک کی نوبت آئی ہو تو اوسکو کشش لگام اصلاح سے سنبھال لین نہ یہ کہ تازیانہ طعن سے اوسکی کھال نکال لین مضمون اِنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی کا خیال رکھین اور دعاء خیر سے اس خاکسار کو نہال رکھین۔ اللہ تعالے اس رسالہ کو مفید خاص و عام اور میرا ذخیرہ آخرت گردانے آمین یارب العالمین **پہلا باب** امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل مین **پہلی فصل** امام صاحب کے نام و نسب کے بیان مین۔

جاننا چاہیے کہ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم اور فقیہ اقدم ہین اور اکثر عالم آپ کے مذہب کی طرف مائل ہے اور بڑے بڑے فضلاء عالم آپکی بزرگی کے قائل ہین اور بڑے بڑے ولی صاحب مجاہدہ و مشاہدہ مانند ابراہیم بن ادہم اور شقیق بلخی اور معروف کرخی اور ابویزید بسطامی اور فضیل بن عیاض اور داؤد

Marfat.com

طائی اور ابو حامد لقاف اور خلف بن ایوب اور عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور ابو بکر وراق وغیرہم کے آپ کے مذہب مین داخل ہین اور اسم سامی اور نام نامی آپکا نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ اور نسب آپکا یہ ہے نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور آپکے دادا نعمان ابناء فارس سے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آپ نعمان بن ثابت بن زوطی ابن ماہ اہل کابل سے ہین اور نعمان بن مرزبان حضرت ثابت کے باپ ہین آپکے دادا وہ شخص ہین جنھون نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے پاس مہرجان کے دن فالودہ ہدیہ بھیجا تو حضرت علیؓ نے فرمایا ہمارا مہرجان ہر روز ہے ایسا ہی کہا ہے خطیب نے اپنی تاریخ مین اور حضرت ثابت آپکے باپ صغر سنی مین حضرت علیؓ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے آپ کے اور آپکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور مفتاح السعادۃ مین ہے کہ آپکے والد حضرت ثابت وفات پا گئے تو آپ کی والدہ ماجدہ سے حضرت امام جعفر صادق نے نکاح کر لیا تو آپ نے اونھین کی گودی مین پرورش پائی اور یہ اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے +

یہ قول غیر معتبر ہے ۱۲

دوسری فصل - امام صاحب کے مشائخ علم کی تعداد مین مخفی نرہے کہ آپکے مشائخ علم بہت ہین تہذیب الکمال مین پینسٹھ ۶۵ سے زیادہ شمار کیے ہین اور ملا علی قاری نے آپ کی مسند کی شرح مین آپکے مشائخ کے تعداد چار ہزار لکھی ہے اور ایسا ہی مفتاح السعادت مین بھی ہے اور ایسا ہی ابن حجر وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے **اگر کوئی کہے** کہ پینسٹھ ۶۵ یا چار ہزار مشائخ کا ہونا کچھ فضیلت کی بات نہین ہے امام بخاری کے مشائخ دس ہزار کے قریب ہین **تو ہم کہینگے** کہ شیخ حدیث شیخ فقہ کے مانند نہین ہے کیونکہ شیخ فقہ کا فقیہ اور عالم ہونا ضرور ہے اور شیخ حدیث کا بایں صفت موصوف ہونا ضرور نہین ہے اسیوجہ سے رواۃ حدیث بہت ہوگئے اور فقہاء کم اور شاگرد آپ کی خلق کثیر ہے اونمین سے اکثر کو ملا علی قاری نے اثمار الجنیہ

Marfat.com

فی طبقات الحنفیہ مین ذکر کیا ہے اور آپ کی تصنیفات سے فقہ اکبر اور کتاب الوصیۃ اور کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المقصود وغیر ذلک چند کتابین ہین۔

تیسری فصل - آپکے طبقہ کے بیان مین - پوشیدہ نرہے کہ آپکے طبقہ مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ آپ تبع تابعین مین سے ہین چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین اسیطرف گئے ہین - اور بعض کہتے ہین کہ آپ تابعین مین سے ہین آپ نے حضرت انس رضؓ کو جب وہ کوفہ مین آئے تھے کئی مرتبہ دیکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور ماسوا اسکے سب غلط ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے بھی جب انسے پوچھا گیا تو ایسا ہی فرمایا اور اسی پر نص کی ہی خطیب بغدادی اور دارقطنی اور ابن جوزی اور نووی اور ذہبی اور ابن حجر مکی اور سیوطی وغیرہم بڑے بڑے محدثون نے ایسا ہی ذکر کیا ہے محقق لکھنوی نے اقامۃ الحجۃ مین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ تابعی کی تعریف مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ تابعی وہ شخص ہے جو کسی صحابی کی صحبت مین رہا ہو اور بعض کہتے ہین کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا اور بس ایسا ہی ذکر کیا ہے میر سید شریف جرجانی نے اپنی مختصر مین اور یہی یعنی فقط صحابی کی رویت کا تابعیت مین کافی ہونا صحیح ہے اور وجہ صحت کی گننا علما مذکورین کا ہے آپکو تابعین سے باوجود جاننے اس امر کے کہ کسی صحابی کی صحبت مین آپکا رہنا پختہ طور سے ثابت نہین ہے اور میر مذکور نے بھی اسیکو اظہر کہا ہے - اور محقق لکھنوی نے بھی ظفر الامانی شرح مختصر جرجانی مین اسیکو مختار ایک جماعت ارباب تقویٰ اور فتویٰ کا لکھا ہے **تنبیہ** مصنف ابجد العلوم نے جو لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے باتفاق اہل حدیث کسی صحابی کو نہین دیکھا اور اگرچہ بعض صحابہ کے ہمعصر ہوئے - سو اسمین غلطی ہے ایسا ہی تحقیق کیا ہے محقق لکھنوی نے ابراز الغی مین بالجملہ آپ ادنیٰ اعیان تابعین مین سے ہین جنکو اللہ تعالیٰ کا قول وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

Marfat.com

باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ شامل ہے **چوتھی فصل** آپکی روایت حدیث مین ثقہ ہونیکے بیان مین **واضح ہو** کہ آپ روایت حدیث مین بھی ثقہ ہین ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین ذکر کیا ہے کہ یحیی ابن معین نے آپکے حق مین کہا ہے **لا باس بہ لم یکن متہما** انتہی اور ابن معین سے یہ لفظ قایم مقام ثقہ کی ہے تصریح کی ہے اسکے حافظ ابن حجر وغیرہ نے اور ابن عبد البر نے علی بن مدینی سے روایت کرکے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے ثوری اور ابن المبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی ہے اور وہ ثقہ ہے لا باس بہ انتہی + **اگر کوئی کہے** کہ سفیان ثوری اور دارقطنی اور خطیب اور ذہبی وغیرہم محدثون نے امام صاحب کو مجروح کیا ہے **تو ہم کہین گے** کہ اگر مطلق جرح موجب چھوڑ دینے مجروح کا ہے تو خدا ہی خیر کرے شریعت کا سب کارخانہ تہ وبالا ہوتا ہے کیونکہ مطلق جرح سے تو بخاری اور مسلم اور شافعی اور احمد اور مالک اور اصحاب رسول بلکہ خدا اور رسول کوئی بھی خالی نہین ہی ہان جو جرح موجب ترک مجروح کا ہے اوس سے امام صاحب کی شان بہت بلند ہے اور دور کما لا یخفی علی من طالع کلام المبرور **پانچوین فصل** ۔آپ کی معرفت حدیث کے بیان مین مخفی نرہے کہ آپ حدیث بھی خوب پہچانتے تھے چنانچہ مسئلہ بیع الرطب بالتمر مثلاً بمثل[۱] کے بارہ مین اہل بغداد آپ کے اوپر بڑی خار کھائے ہوئے تھے۔ تو جب آپ بغداد مین رونق افروز ہوئے تو اونھون نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا رطب دو حال سے خالی نہین یا تمر ہے یا نہین اگر تمر ہے تو اوسکی بیع تمر سے مثلاً بمثل بموجب قول رسول مقبول صلعم التمر بالتمر مثلاً بمثل[۲] کے درست ہوگی اور اگر نہین ہی تو بموجب قول آنحضرت صلعم اذا اختلف النوعان[۳] بیعوا کیف شئتم الخ

ف۱ یعنی خرما تر کو خرمائے خشک کی ساتھ برابر بیچنے کے مسئلہ کے بارہ مین ۱۲

ف۲ یعنی خرمائے خشک کی بیع خرمائے خشک کے ساتھ برابر برابر ہے ۱۲

ف۳ یعنی جب دو قسمین مختلف ہون تو جیسے چاہو بیچو ۱۲

Marfat.com

فیبقی الیف سنة تم کے عقد جائز ہوگا تو اوسوقت اونھون نے لاجواب ہوکر حدیث سعد بن ابی وقاص رض پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث زید بن عیاش پر دائر ہے اور وہ مقبول الحدیث نہین ہے تو اہل حدیث نے آپ کی اس طعن کو بہت پسند کیا یہان تک کہ ابن مبارک نے کہا کہ لوگ کیونکر کہتے ہین کہ ابوحنیفہ حدیث نہین پہچانتے حالانکہ وہ فرماتے ہین کہ زید بن عیاش مقبول الحدیث نہین ہے ایسا ہی ذکر کیا ہے مبسوط مین **چھٹی فصل** آپ کی روایات حدیث کے بیان مین + پوشیدہ نرہے کہ آپکی روایات حدیث اگرچہ بنسبت اور محدثون کے کم ہین لیکن یہ کمی آپکے مرتبہ کو نہین گھٹا سکتی جیسا کہ بعضے جاہلون نے گمان کیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رض افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق بہی بہ نسبت اور صحابہ کے قلیل الروایت تھے تو چاہیے کہ انکا مرتبہ بھی اور صحابہ سے کم ہوجائے حاشا ثم حاشا اور ایسے آپ قلیل الروایت بھی نہ تھے جیسا کہ بعض جہلا کہتے ہین کہ آپنے کل سترہ حدیثین روایت کین چنانچہ زرقانی شارح مواہب لدنیہ وغیرہ نے آپکی روایتون کی تعداد مین کئی قول لکھے ہین ایک قول مین آپکی روایتونکا شمار پانچ سو اور دوسری مین چہ سو چہاسٹھ اور تیسری مین سات سو اور چوتھی مین کچھہ اوپر ایک ہزار اور پانچوین مین سترہ سو لکھا ہے - **اگر کوئی کہے** کہ جو لوگ آپکی روایتون کی تعداد سترہ بیان کرتے ہین وہ کیا اپنی طرف سے کہتے ہین تاریخ ابن خلدون مین ایسا ہی لکھا ہے **توہم کہین گے** کہ یہ قول ابن خلدون کا بوجہ مخالفت عقل و نقل کے شاذ اور مردود ہے مخالفت عقل کی تو یہ ہے کہ جو شخص ایسا قلیل الروایت ہو کہ کل سترہ حدیثین روایت کرے وہ کیونکر اجتہاد اور استنباط کر سکتا ہے اور کیسے مجتہد ہو سکتا ہے اور پھر مجتہد بھی کیسا

Marfat.com

کہ جسکی مجتہدیت پر فقہا اور محدثین اور مورخین بلکہ جمیع علماء معتبرین کا اتفاق ہے اور مخالفت نقل کی وہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق اور تصانیف دارقطنی اور تصانیف حاکم اور تصانیف بیہقی اور تصانیف طحاوی وغیر ذلک کے دیکھنے والی پر ظاہر ہے کہ انکے اندر کسقدر روایتیں آپکی بھری ہوئی ہین اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ ابن خلدون اگرچہ امور تاریخیہ مین ماہر تھا لیکن علوم شرعیہ مین چندان ماہر نہ تھا چنانچہ نص کی ہے اسپر شمس الدین سخاوی نے اوسکے ترجمہ مین جو الضوء اللامع فی اعیان قرن التاسع مین لکھا ہے تو جبکہ امور شرعیہ مین اوسکو چندان مہارت نہ تھی تو وہ کیا جانے کہ امام صاحب نے کتنی حدیثین روایت کین ہین۔ **ساتوین فصل** آپ کے فضائل متفرقہ مین۔ جاننا چاہئے کہ خطیب نے اپنی تاریخ مین اور اور علمانے اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہے کہ آپ نے خواب مین دیکھا کہ آپ رسول مقبول صلعم کی قبر شریف کو کھودتے ہین اور آپکے جسم مبارک کی ہڈیون کو سینہ کی طرف جمع کرتے ہین تو آپنے کسی شخص کو محمد بن سیرین کے پاس اسکی تعبیر لینے کو بھیجا تو اونھون نے فرمایا کہ اس خواب والا شخص ایسی علم کو پہونچیگا کہ اوس سے پہلے کوئی نہ پہونچا ہوگا۔ اور آپ کی فضیلت مین احادیث صحیحہ بھی وارد ہین اونمین سے ایک تو وہ ہے جو مسلم نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْکَانَ الدِّیْنُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اَوْقَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰی یَتَنَاوَلَهٗ۔ یعنی ابوہریرہ رض نے کہا کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوگا تو فارس کا ایک مرد اوسکو پالیگا اور اپنے قبضے مین کر لیگا اس حدیث کو امام بخاری اور ابونعیم اور طبرانی وغیرہ نے بھی بعض الفاظ کے اختلاف سے روایت کیا ہے تو اول تو

آپ کے آباؤ اجداد فارسی ہی تھے جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرا ابن حجر مکی
نے خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ فارس سے مراد جنس عجم ہے۔ لیجیے اب تو کابل
اوربابل کا سب جھگڑا ہی طے ہوگیا اور حافظ سیوطی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل
صحیح اور معتمد علیہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ مین اور علامہ
شامی صاحب سیرت تلمیذ حافظ سیوطی نے کہا ہے کہ وہ جو ہمارے شیخ نے یقین
کیا ہے اس بات کا کہ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ ہی مراد ہین ظاہر ہے اسمین
کچھہ شک نہین کیونکہ ابنا ، فارس سے علم مین آپ کے مرتبہ کو کوئی نہین پہونچا
انتہی اور نیز اونھین حدیثون مین سے جو آپ کی فضیلت مین وارد ہین ایک
وہ ہے جسکو علامہ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ تحقیق رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے
ترفع زینۃ الدنیا سَنَۃَ خَمْسِیْنَ وَمِائَۃ یعنی اوٹھائی جائیگی زینت
دنیا کی سنہ ڈیڑھ سو ہجری مین شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق مین ہے کیونکہ اونھون نے اسی سنہ مین انتقال
فرمایا ہے **اگر کوئی کہے** کہ آپکی وفات کے سنہ مین تو بہت قول ہین پھر
کیسے یہ حدیث آپکے اوپر محمول ہو سکتی ہے **تو ہم کہین گے** کہ صحیح اور مشہور
بین الجمہور یہی قول ہے چنانچہ تصحیح کی ہے اسکی امام نووی نے تہذیب الاسماء مین
اور آپ فقیہ بہت بڑے تھے چنانچہ ربیع نے امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ
سب لوگ فقہ مین عیال امام ابو حنیفہ کے ہین **اور** ابن مبارک نے کہا ہے
کہ فقہ مین مین نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برابر نہین دیکھا **اور** ابو نعیم نے کہا ہے
کہ ابو حنیفہ مسائل مین بڑے غوطہ زن تھے **اور** آپ عقلمند بھی بہت بڑے تھے
چنانچہ علی بن عاصم سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا کہ اگر امام ابو حنیفہ کی عقل سب زمین والون
کی عقل سے تولی جاتی تو البتہ سب سے زیادہ ہوتی **اور** امام شافعی نے فرمایا ہے

Marfat.com

کہ امام مالک سے کہا گیا کیا آپنے ابو حنیفہ کو دیکہا ہے اونھون نے فرمایا ہان
دیکہا ہے ایسے شخص تھی کہ اگر اس ستون کے سونا بنانے مین تجہسے بحث کرتے تو غالب
آتے اور آپ زاہد اور عابد اور متقی اور کثیر الخشوع اور کثیر الصمت اور دائم
التضرع الی اللہ تعالیٰ اور صاحب کرامات بھی تھے چنانچہ امام ابو یوسف سے
مروی ہی کہ ایک مرتبہ مین اور امام صاحب چلے جاتے تھے تو ایک شخص نے کہا یہ شخص
تمام رات نہین سوتا۔ تو امام صاحب نے سنکر فرمایا جو کام مین نہین کرتا وہ
مجہہ سے مشہور نہ ہونا چاہئے بس اوسی روز سے تمام شبکو نماز اور دعا اور
گریہ وزاری مین گذارنا شروع کر دیا اور یحییٰ بن ایوب سے مروی ہے کہ امام
ابو حنیفہ تمام رات نہین سوتے تھے اور مسعر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ
رات کو مین مسجد مین گیا تو دیکہا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ شخص قراۃ
ہی پڑھتا رہا یہانتک کہ تمام قرآن ایک رکعت مین ختم کر دیا جب مین نے
اوس شخص کو دیکہا تو ابو حنیفہ تھے اور زائدہ سے مروی ہے کہ امام صاحب کی
ساتھ ایک مسجد مین عشا کی نماز پڑہی جب سب لوگ چلے گئے اور میرا حال
امام صاحب کو معلوم نہوا کہ مین مسجد مین ہون تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز
شروع کی تو اول سے قرآن پڑھتے پڑھتے جب آیہ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا
عَذَابَ السَّمُوْمِ تک پہونچے تو اسی کو مکرر سہ کرر پڑھتے رہے یہانتک کہ
صبح کی اذان ہوگئی اور مروی ہے کہ آپنے پچپن ۵۵ حج کئے ہین اور چالیس
برس تک فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی ہے اور اکثر اوقات شبکو تمام
قرآن ایک رکعت مین پڑھتے تھے اور رات کو خدا کے خوف سے آپ ایسا روتے
تھے کہ پڑوس والون کو رحم آتا تھا اور امام غزالی نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ بڑے
عابد اور زاہد اور خدا کے پہچاننے والے اور خدا سے ڈرنے والے تھے امام

یعنی احسان کیا خدا نے ہمپر اور بچایا ہمکو گرم ہوا کے عذاب سے ۱۲

Marfat.com

شافعی کے مقلدون سے مجکو بڑا تعجب ہے کہ وہ کیونکر طعن کرتے ہین ایسے امام پر جسکا
امام شافعی ادب کرتے تھے **اور** یزید بن ہبیرہ امیر عراقین نے مروان بن محمد بنی امیہ کے
اخیر بادشاہ کے زمانہ مین آپ کو کوفہ کا قاضی کرنے کا ارادہ کیا آپ نے انکار کیا تو اوسنے
آپ کو دس روز مین سو کوڑے مارے دس کوڑے ہر روز لیکن آپ انکار ہی کرتے
رہے جب اوسنے یہ دیکھا تو آپ کو چھوڑ دیا **اور** ابو جعفر منصور آپ کو کوفہ سے بغداد
مین لے گیا اور ارادہ آپ کے قاضی بنانے کا کیا آپ نے انکار کیا تو ابو جعفر نے
قسم کھائی کہ مین ضرور آپ کو قاضی بناؤنگا۔ آپ نے بھی قسم کھائی کہ مین ہرگز
نہ ہونگا غرضکہ اسی بارہ مین بہت گفتگو ہوئی لیکن آپ انکار ہی کرتے رہے تو اوسنے
آپ کو قید کر دیا **الحاصل** آپکی ذات ایسی بابرکات ہے کہ چارون مذہبون کے
بڑے بڑے علمائے نامدار اور فضلائے ذوی الافتخار نے مثل ابن حجر مکی اور
سیوطی اور ذہبی اور یافعی اور ابن خلکان اور ابن حجر عسقلانی اور نووی اور
امام غزالی اور حافظ ابن عبد البر اور یوسف بن عبد الہادی وغیرہم کے آپ کے
فضائل اور مناقب مین بہت کتابین تصنیف کین ہین اور اسقدر کثرت سے
آپکی مدائح و مناقب ہین کہ اگر سب جمع کیے جاوین تو بہت بڑی کتاب تیار ہو
تو اون سب کی تو اس مختصر مین گنجایش کہان لیکن تاہم بھی بمضمون۔ مَا
لَایُدْرَکُ کُلُّهٗ لَایُتْرَکُ کُلُّهٗ کے عوام کی آگاہی کے واسطے بحر ذخار کا ایک
قطرہ یہان پر ذکر کر دیا ہے اور اگر کسیکو زیادہ دیکھنے کا شوق ہو تو آپ کی
مناقب کی کتابون کو مثل معدن الیواقیت الملتمعہ فی مناقب الائمۃ الاربعہ
اور تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور خیرات الحسان فی مناقب النعمان
اور قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب النعمان اور روضۃ العالیۃ المنیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ اور مواہب الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور حقم

Marfat.com

السلطان فی مناقب النعمان اور انتصار لامام الائمۃ الامصار اور بستان فی مناقب النعمان وغیر ذلک کے دیکھی اور امام صاحب کے شاگرد عبداللہ ابن مبارک نے چند شعر آپ کے فضائل مین ایسے کہے ہین کہ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے اور وہ یہ ہین

اشعار

لقد زان البلاد ومن علیها
البتہ تحقیق سجادیا شہرون اور شہرون والون کو

امام المسلمین ابو حنیفة
مسلمانون کے امام ابو حنیفہ رح نے

باحکام و آثار و فقه ٭
ساتھ احکام اور آثار اور فقہ کے ٭

کآیات الزبور علی الصحیفة
مانند آیتون زبور کے اوپر صحیفہ کے ٭

فما فی المشرقین له نظیر ٭
پس نہین ہے دونون مشرقون مین اسکا نظیر

ولا بالمغربین ولا بکوفة
اور نہ دونون مغربون اور کوفہ مین

اماما صار فی الاسلام نورا
ایسا امام کہ ہوگیا اسلام مین نور

امینا للرسول وللخلیقة ٭
امین واسطے رسول اور خلقت کے

یبیت مشمرا سهر اللیالی
گذارتے تھے راتونکو بیداری مین ٭

وصام نهاره لله خیفة
اور روزہ رکھتے تھے دنکو خدا کے خوف سے

وصان لسانه عن کل افك
اور نگاہ رکھا اپنی زبان کو ہر بری بات سے

وما زالت جوارحه عفیفة
اور ہمیشہ رہے اعضا اونکے پارسا ٭

یعف عن المحارم والملاهی
بچتے تھے محارم اور ملاہی سے

ومرضاة الاله له وظیفة
خدا کی رضا اونکا وظیفہ تھا

فمن کابی حنیفة فی علاه ٭
پس کون ہے مانند ابو حنیفہ کا اونکی مرتبہ بزرگی

امام للخلیقة والخلیفة
امام واسطے خلقت کے اور خلیفہ

رأیت العائبین له سفاها
خلاف الحق مع حجج ضعیفة

دیکھا مین نے اونکو عیب کرنیوالون کو بے عقل | خلاف حق کے ساتھ ضعیف دلیلونکے

وَکَیفَ یَحِلُّ اَن یُؤذیٰ فَقِیہَۃٌ | لَہٗ فِی الاَرضِ آثارٌ شَرِیفَۃٌ

اور کیونکر حلال ہوگا ستایا جانا ایسے فقیہ کا | کہ اوسکے واسطے زمین مین آثار شریف ہین

وَقَد قَالَ ابنُ اِدرِیسٍ مَقَالاً | صَحِیحُ النَّقلِ فِی حِکَمٍ لَطِیفَۃٍ

اور تحقیق کہا ہے ابن ادریس یعنی امام شافعی نے ایک قول | صحیح النقل بیچ حکمتون لطیفہ کے +

بِاَنَّ النَّاسَ فِی فِقہٍ عِیَالٌ + | عَلیٰ فِقہِ الاِمَامِ اَبِی حَنِیفَۃَ

باین طور کہ تحقیق لوگ فقہ مین عیال ہین | اوپر فقہ امام ابو حنیفہ کے

فَلَعنَۃُ رَبِّنَا اَعدَادَ رَملٍ | عَلیٰ مَن رَدَّ قَولَ اَبِی حَنِیفَۃَ

پس لعنت ہو پروردگار ہمارے کی برابر ریتہ کے ذرّون | اوپر اوس شخص کے جو رد کرے قول ابو حنیفہ کو

اگر کوئی شخص پچھلے بیت پر اعتراض کرے اور کہے کہ یہ بیت مسلمان پر لعنت کرنیکی ممانعت کی حدیثون کے خلاف اور نیز اس مسئلہ کے کہ لعنت کفار پر جائز ہے مسلمانون پر نہین منافی ہے **تو اسکا جواب** دو طرح سے دیا جائیگا۔ **ایک** تو یہ کہ لعنت کے دو معنی ہین ایک مطلق رحمت سے دور کرنا۔ دوسرے اوس رحمت سے دور کرنا جو نیکون کے ساتھ خاص ہے تو لعنت بمعنی ثانی مسلمان پر کرنا جائز ہے۔ **دوسرے** یہ کہ مسلمان پر لعنت کرنا دو طرح پر ہے ایک تو کسی شخص مسلمان کو معین کرکے لعنت کرنا مثلاً کہنا کہ زید پر لعنت ہے دوسرے بغیر معین کے لعنت کرنا مثلاً کہنا کہ جو کوئی غیر خدا کے نام پر ذبح کرے اوسپر لعنت ہے تو اول ناجائز ہے اور ثانی جائز اور کیسے نہ جائز ہوگا حالانکہ واصلہ اور مستوصلہ اور واشمہ اور مستوشمہ اور متشبہات بالرجال اور سوا انکے اور گنہگارون پر لعنت حدیثون مین آئی ہے۔ **اگر کوئی کہے** کہ یہ مناقب مذکورہ سب بلا سند اور غیر معتبر ہین **تو**

واصلہ اوس عورت کو کہتے ہین جو بالون مین جوڑ لگادے اور مستوصلہ اوسکو جو بالون مین جوڑ لگوادے اور واشمہ اوسکو جو کسی کے گودنا گودے اور مستوشمہ اوسکو جو گودوائے اور متشبہات بالرجال وہ عورتین ہین جو لباس وغیرہ مین مردون کی مشابہت کرین ۱۲

Marfat.com

ہم کہین گے کہ نہین بے سند نہین ہین بلکہ ابو نعیم اصفہانی کی حلیۃ الاولیاء اور خطیب بغدادی کی تاریخ وغیرہما مین یہ سب مع سند کے مذکور ہین اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہے کہ ان اوصاف جمیلہ کے ذکر کرنے والی اور ان مدائح جلیلہ کے نقل کرنے والی وہ دین کے ستون ہین کہ جنکے طرف باب تراجم اور اخبار اور احکام مین رجوع کیجاتی ہے اور نیز جنکے قول کی سند لیجاتی ہے اور نیز جنکی نقل سے حجت پکڑی جاتی ہے۔ توان اوصاف ومدائح کا ایسے لوگون سے مذکور اور منقول ہونا انکے معتبر ہونے کے واسطے کافی ہے۔ اور مصنف اتحاف النبلاء اور اوسکے مقلدون اور متبعون کے طرح کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ اس قسم کے فضائل اور مدائح غلو حنفیہ سے ہین کیونکہ فقط حنفیہ ہی انکی ناقل نہین ہین بلکہ بڑے بڑے محدث باخبر اور بڑے بڑے مورخ معتبر انکے ساتھ متفق ہین۔

آٹھوین فصل آپکی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کے بیان مین

پوشیدہ نرہے کہ آپکی ولادت سنہ اسی ہجری مین کوفہ مین ہوئی ایسا ہی کہا ہے ابن حجر نے اور وفات آپ کی سنہ ڈیڑھ سو ہجری مین رجب کے مہینہ مین ہوئی ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین اور مزی نے تہذیب الکمال مین اور آپکے جنازہ پر پچاس ہزار آدمیون نے نماز پڑہی۔ اور آپ بغداد مین دفن کئے گئے اور آپ کے قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور یہ بات صحت کو پہونچی ہے کہ جب امام صاحب کو علامات مرگ ظاہر ہوئین توآپ سجدہ مین چلے گئے اور سجدہ ہی کے حالت مین اس دار فانی سے طرف دار جاودانی کے رحلت فرما ہوئے رضی اللہ عنہ وعن تابعیہ

دوسرا باب تقلید کے بیان مین

پہلی فصل تقلید کی تعریف مین

جاننا چاہیے کہ تقلید کے لغوی معنی کئی ہین اول تو اگر

Marfat.com

لڑکے کو جو صغر سنی مین دار الحرب سے اوٹھا کر دار الاسلام مین لایا گیا ہے اور اوسکے سوا کسی اور چیز کو کسی کی گردن مین ڈالنا منہ یقال قلدت المراۃ انا فتقلدت بھی **دوسری** کوئی کام کسیکے ذمہ کرنا منہ یقال قلدۃ العمل **تیسری** قربانی کی گائے کی گردن مین ہدی کے علامت کیواسطے کوئی چیز لٹکانا **چوتھے** تلوار حمایل کرنا۔ **پانچوین** گلوبند گردن مین ڈالنا۔ **چھٹے** اپنے گردن پر کوئی کام لینا ایساہی ہے صراح اور منتخب وغیرہما کتب لغت مین آور اصطلاحی معنی فقط ایک مین یعنے ائمہ اربعہ مین سے کسی ایک کے پیروی اس شرط پر کرنا کہ اوسکے اقوال کتاب وسنت کے خلاف نہون ایسا ہی سمجھا جاتا ہے تفسیر عزیزی سے **دوسری فصل** تقلید شخصی کے بیان مین۔ پوشیدہ نرہے کہ چونکہ نفس تقلید عند الفریقین مسلم اور آیت کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے ثابت ہے اور نیز خروج عوام بلکہ خواص غیر مجتہدین کا اوس سے عند العقل من المحالات ہے لہذا اوسکے ذکر کو چھوڑ کر تقلید شخصی کو بوجہ مختلف فیہ ہونے اوسکے درمیان فریقین کے ذکر کرتا ہون۔ جاننا چاہئے کہ تقلید شخصی واجب ہے **کیونکہ** وہ سبیل مومنین سے ہے دوسری صدی کے بعد سے آجتک اکثر مسلمان اسکو برابر کرتے چلے آئے ہین چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح انصاف مین لکھتے ہین۔ اعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجتمعین علی التقلید بمذہب معین وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ انتہی بقدر الحاجۃ یعنے جان تو کہ تحقیق لوگ پہلی اور دوسری صدی مین مذہب معین کی تقلید یعنی تقلید شخصی نکرتے تھے آور دو صدی کے بعد مذہب معین کا اختیار کرنا یعنی تقلید شخصی کا کرنا اونمین ظاہر ہوا اور تھوڑی تھے وہ لوگ جو مجتہد معین کے مذہب کی

Marfat.com

تقلید نکرتے تھے اور سبیل مؤمنین کے ساتھ اتباع کا امر یعنی اتبعوا سبیل
المؤمنین تابعداری کرو مومنونکی راستے کی آیۂ کریمہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم سے اشارۃ النص کی طریق سے ثابت ہے اور موجب امر کا
وجوب ہے کما ھو مقرر فی مقرہ تو سبیل مؤمنین کی تابعداری کرنے بدلیل
اس آیت کے واجب ٹھہری اور سبیل مؤمنین ایک کلی ہے اور اسکی جزئیات سے تقلید شخصی کرنا بھی ہے تو اس آیت سے
تقلید شخصی کرنی بھی واجب ہوئی اور نیز حضرت رسول مقبول ﷺ نے اپنے قول علیکم
بالجماعۃ والعامۃ سے اسکے لازم پکڑنے کا امر فرمایا ہے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ لازم پکڑو جماعت اور مجمع کو یعنی اکثر علماء کی اعتقاد
اور قول و فعل کو لازم پکڑو تو اس سے تقلید شخصی کے لازم پکڑنے کا حکم اس طرح سے ثابت
ہوا کہ آپنے اکثر علماء کے اعتقادات اور اقوال و افعال کو لازم پکڑنے کا حکم فرمایا تو منجملہ
اقوال و افعال اکثر علماء کے تقلید شخصی کرنے کا حکم دینا اور خود کرنا بھی ہے تو اس
حدیث سے اسکے لازم پکڑنے کا بھی حکم ثابت ہوا اور نیز اسکے وجوب پر امت محمدیہ کے علماء کا
اجماع ہے چنانچہ شیخ محی الدین نووی روضۃ الطالبین مین لکھتے ہین اما الاجتہاد
المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا تقلید واحد من ھؤلاء
علی امتہ ونقل امام الحرمین الاجماع علیہ۔ یعنی علماء نے کہا ہے کہ اجتہاد
مطلق تو ختم ہوگیا ائمہ اربعہ پر یہانتک کہ واجب کیا ہے اونھون نے یعنے علماء نے ان
چارون مین سے ایک کی تقلید کو اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے اسپر یعنے ان چارون
مین سے ایک کی تقلید کے ایجاب پر اجماع کو اور ظاہر ہے کہ اجماع بڑی پختہ دلیل
ہے دلائل اربعہ شرعیہ سے تو تقلید شخصی کے وجوب پر اجماع ثابت ہونے کی بعد اسکے
وجوب مین کیا کسر رہی اور نیز اسکا وجوب اسطرح سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ائمہ کی
تقلید کو ملتزمین کو علی الاطلاق انتقال کا حکم دیدیا جائے تو مسلمانون مین آپسمین ایسے

Marfat.com

فتنہ اور فساد پیدا ہو جاوین کہ جنکا روکنا دشوار ہو جائے اور افساد وبناء عض کی حرمت
نصوص قطعیہ مثل آیہ لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا سے ثابت ہے تو
جس چیز سے یہ سب محرمات ظہور مین نہ آوین وہ بھی ضروری وواجب ہوگی اور ایسی چیز
تقلید شخصی کی دنیا مین کہان اور نیز ایک وجہ اسکے وجوب کی یہ بھی ہے کہ مجتہد معین کے
تقلید کا التزام کرلینا ایک طرحکا عہد اور میثاق ہے اوسکے اتباع پر تو اگرچہ بر تقدیر تسلیم
قبل التزام کے اوسکی تقلید واجب نہ تھی بلکہ جائز تھی لیکن بعد اس امر مباح پر عہد
کرلینے اور اوسکو اپنے اوپر لازم کرلینے کے پورا کرنا عہد کا بدلیل آیہ اوفوا بالعہد
ان العہد کان مسئولا کے واجب ہوا۔ اور اس التزام کا عہد ہونا کلام بیضاوی
سے جو کہ خدا کے قول والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کی تفسیر مین ہے صاف ظاہر ہے
چنانچہ اونھون نے کہا ہے ویندرج فیہ ای فی العہد ما یلتزم المکلف ابتداء
من تلقاء نفسہ ما یکون بلینہ وبین اللہ تعالیٰ اوبلینہ وبین رسولہ
اللہ اوبلینہ وبین الناس انتہی ملخصاً + اور جب یہ التزام عہد ہو گیا تو
پھر کیا تھا پھر تو اسکا نباہنا بیشک واجب ہوگا اور نیز علامہ محلی شافعی جمع الجوامع کی
شرح مین لکھتے ہین یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد
التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین یعنی جاہل اور ایسے
عالم پر جو مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچا ہے مذاہب مجتہدین مین سے مذہب معین کا
لازم پکڑنا واجب ہے اور نیز عارف ربانی عبدالوہاب شعرانی میزان مین لکھتے
ہین ۔ کان سیدی علی الخواص اذا سألہ انسان عن التقلید بمذہب
معین الآن ھل ھو واجب ام لا یقول لہ یجب علیک التقلید بمذہب
ما دمت لم تصل الی عین شہود الشریعۃ فہناک لا یجب علیک التقلید
بمذہب لانک تری اتصال جمیع المذاہب بہا۔ یعنی میرے سید علی خواص

ع
اور ایسے فتنہ اور فساد وانحر
مثلاً کسی حنفی نے اپنی زوجہ سے
جو کسی سفر کو جاکے مفقود
ہو گیا ہو بعد مدت کے حنفی نے چار برس
مین اسکی زوجہ نے دوسرے سے نکاح کرلیا
تو اوسنے امام مالک صاحب کی
تقلید کا دعویٰ کیا ہے اپنی ضرورت سے
بعد چند دنون وقوع ضرورت قاضی مالکی المذہب
اور بلا رجوع طرف اوس استفتا کے
اور اوسکو حکم کر لیا اسکے بعد اوس
عورت نے نکاح کر لیا تو جاوے کی عورت
زوج اول اگر آیا تو نکاح کی بابت مین
کرے وہ اپنی زوجہ کو بسبب تقلید
زوج ثانی مالکی کا عذر سناکر یگا
امام مالک کی تقلید سے قبول کرینگا
اختلاف اور فتنہ اور فساد زیادہ
نوبت پہونچا پہنچے اسکی
اور بعد بہانہ بعض بین ١٢
١٢ ١٢
١٢

جب کوئی انسان مذہب معین کی تقلید سے سوال کرتا تھا کہ اب واجب ہے یا نہین تو فرماتے تھے کہ جب تک تو عین شہود شریعت تک نہین پہونچتا تب تک کسی ایک مذہب کی تقلید تجھپر واجب ہے پھر وہان پہونچکر کسی مذہب کی تقلید تجھپر واجب نہین کیونکہ تو شریعت کے ساتھ سب مذہبون کی اتصال کو خود دیکھ لیگا اور نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بارہوین صدی کے مجدد اور عند الفریقین معتبر ہین اپنی کتاب عقد الجید مین فرماتے ہین کہ کرابسی نے قطعاً کہا ہے کہ عامی کے ذمہ واجب ہے کہ کسی مذہب معین کا التزام کرے اور جمع الجوامع مین اسبات کو اختیار کیا ہے کہ مذہب معین کا لازم پکڑنا واجب ہے انتہی اور عالم غیر مجتہد بھی حکم مین عامی ہی کی ہے اور نیز حضرت شاہ صاحب ہی نے اپنی کتاب انصاف مین تو صاف لکہا ہے وبعد المائتین ظهر فیهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هو الواجب فی ذلک الزمان وسبب ذلک ان المشتغل بالفقه لا یخلو عن حالتین احدیهما ان یکون اکبر همه معرفة المسائل التی قد اجاب فیها المجتهدون من قبل من دلتها التفصیلیة ونقدها وتنقیح ماخذها وترجیح بعضها علی البعض وهذا امر جلیل لا یتم له الا بامام یتاسی به قد کفی مؤنة فرش المسائل وایراد الدلائل فی کل باب باب یعنی اور دوصدی کے بعد لوگون مین مذہب معین کا اختیار کرنا یعنی تقلید شخصی کرنا ظاہر ہوا اور تھوڑے تھے وہ لوگ جو مجتہد معین کے مذہب کی تقلید نہین کرتے تھے اور اوسوقت مین یہی (یعنی مجتہد معین کے مذہب کی تقلید کرنا) واجب تھا اور سبب اسکے واجب ہونیکا یہ ہے کہ فقہ مین مشغول ہونے والا دو حال سے خالی نہین اول یہ کہ بڑا مطلب اوسکا اون مسائل کا پہچاننا ہو جنکا جواب پیشتر

Marfat.com

تفصیلی دلیلوں سے مجتہد دے چکے ہین اور نیز اون مسائل کا پرکھنا اور اونکی
ماخذ کی تحقیق اور اونمین سے بعض کو بعض پر ترجیح دینا منظور ہو اور یہ کام
ایسا بڑا ہے کہ بدون اقتدا کسی ایسے امام کی اوس سے بن نہین سکتا جسنے
مسائل کے پھیلانے اور دلائل لانے کی مشقت سے ہر ہر باب مین فارغ کر دیا
ہو۔ **تنبیہ** بعض علماء غیر مقلدین نے اپنی بعض تصانیف مین
شاہ صاحب کے اِس عبارت کی جملہ وکان ھذا ھو الواجب فی ذلک
الزمان مین کے لفظ ھذا کا مشار الیہ عدم اعتماد بر مذہب مجتہد معین کو
قرار دیا ہے اور اِس جملہ کا ترجمہ یون کیا ہے اور اوسوقت یہی (یعنی مجتہد معین کے
مذہب پر اعتماد نکرنا) واجب تھا سو یہ قرار دینا اونکا محض غلط ہے اسکا رد اِس
خاکسار نے رسالہ ہدایۃ المعتدی برد ما فی تعلیم المبتدی مین بخوبی کر دیا ہے اور
مختصر سا جواب تو اوسکا ایک یہان بھی دیدیتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اونھون نے
دلیل یہ لکھی ہے کہ ھذا اِسم اشارہ قریب کے لئے ہے تو اسکا مشار الیہ قریب
ہونا چاہیئے اور قریب وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ
ہی ہے تو اول تو اونکے اِس قول کو اسی رسالہ کے صہ ۶۹ مین شاہ صاحب ہی کا
کلام فان قلت کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی زمان وواجبا
فی زمان اخر مع ان الشرع واحد فلیس قولک لم یکن الاقتداء
بالمجتھد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا +
صاف صاف غلط کر رہا ہے اور ھذا کا مشار الیہ تمذہب للمجتہدین باعیانہم
کو ٹھیرا رہا ہے اور دوم اگرچہ نحاۃ ذا کو قریب کے لئے اور ذلک کو بعید اور
ذاک کو متوسط کے واسطے کہتے ہین لیکن اونکے محققین نے مثل ابن حاجب
وغیرہ کے اس فرق کو اپنا مذہب نہین قرار دیا ہے بلکہ غیر کے حوالہ کر دیا ہے

Marfat.com

آور وجہ ندیے کی یہ ہے کہ جبکہ اونھون نے ان تینون کلمون مین سے ہر ایک کو دوسرے
دونون کی جگہ مین اکثر مستعمل ہوتے دیکھا تو اونکو انمین سے بعض کے قریب کی ساتھ
اور بعض کے بعید کی ساتھ خاص ہونے مین شک پڑ گیا اور اونپر شتبہ ہو گیا کہ انمین
سے کون توقریب کیلئے ہے اور کون بعید کے واسطے لہذا اونھون نے اس فرق کو مذہب
نہین پکڑا بلکہ غیر کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ غایۃ التحقیق شرح کافیہ مین ابن حاجب کے قول
ویقال ذا للقریب الخ کے تحت مین لکھا ہے وانما احال المصنف الفرق الی غیرہ
حیث قال ویقال ذا للقریب الخ ولم یقل ذ اللقریب لانہ لما رای کثرۃ تخلف
ھذا الفرق باستعمال ذا مکان اخویہ وبالعکس لم تیخذ مذھبہ و
واحال الی غیرہ فقال ویقال انتھی اور ملا جامی نے بھی فوائد ضیائیہ مین اسکی
تحت مین لکھا ہے ولما رای المصنف کثرۃ استعمال کل من ھذہ الکلمات
الثلث مقام الاخرین منھا لم تیخذ ھذا الفرق مذھبا واحال الی غیرہ
فقال ویقال انتھی آور علوی نے بھی ملا جامی کے قول ولما رای المصنف
کے اوپر لکھا ہے ای لما رای کثرۃ استعمال کل من ذی القرب من اسماء الاشارۃ
مکان ذی البعد منھا وکذا کل من ذی التوسط منھا فکان کل من ذی القرب
ذا البعد وبالعکس فغلبہ الشک فی اختصاص لبعضھا بالقرب وبعضھا بالبعد
واشتبہ علیہ ان ایھا للقریب وایھا للبعید لم تیخذ ھذا الفرق مذھبا
واحال الی غیرہ انتھی اور جبکہ یہ فرق محققین نحاۃ کا مذہب نہین ہے، آور نہ ذا
قریب کے ساتھ خاص ہے بلکہ بعید کے لیے بھی اکثر مستعمل ہے تو پھر اس دلیل سے انکا
دعوی کب ثابت ہو سکتا ہے فتدبر اور نیز حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ تفسیر عزیزی مین
فرماتے ہین پس کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است ششش گروہ اند انجملہ مجتہدین شرعیہ و شیوخ
اند بحکم ایشان لطریق واجب بغیر ہیز لازم الاتباع ست بر عوام امت آنہا کہ ایشان اسرار شریعت و دقائق طریقت

Marfat.com

ایشان را میسر است فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون انتھی ۱
ملخصاً الحاصل ان سب اقوال مذکورہ سے تقلید شخصی کا وجوب بخوبی ثابت
ہوتا ہے والحق ھذا[1] اگر کوئی کہے علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالی مین سے محقق کمال الدین
ابن ہمام نے عدم وجوب تقلید مذہب معین کو اختیار کیا ہے اور نیز مولانا عبد العلی
بحر العلوم شرح مسلم الثبوت مین عدم وجوب تقلید شخصی کی طرف گئے ہین۔ اور نیز
مولانا ولی اللہ لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت مین اسکے بارہ مین لکھا ہے وبالجملۃ
لا یجب تقلید مذھب معین بل جاز الانتقال **تو جواب**
اسکا یہ ہے کہ یہ تینون قول (قطع نظر اس سے کہ مقید ہین ساتھ قید[2] لا بد ان
لا یکون علی قصد التلھی و توھین کبار المجتھدین کے جیسا کہ مولانا ولی
اللہ ہی نے شرح مسلم مین لکھا ہے) محمول ہین اوس شخص پر جو مرتبہ اجتہاد مطلق
کو پہونچ گیا ہو اور عین شہود شریعت تک واصل ہو گیا ہو **اور ظاہر ہے**
کہ ایسے شخص کا وجود اس زمانہ مین مثل وجود عنقا کے ہے چنانچہ امام نووی نے
شرح مہذب مین ثابت کیا ہے کہ مجتہد مستقل تو چوتھی صدی کے شروع
سے مفقود ہو گیا اوسکا وجود ممکن نہین انتہی **البتہ** مائۃ ثامنہ یعنی آٹھوین
صدی مین بہت سے لوگ مجتہد فی المذہب یعنی مرتبہ اجتہاد منتسب کو پہونچے ہوئے
تھے بعد اوسکے مائۃ تاسعہ یعنی نوین صدی مین علامہ جلال الدین سیوطی خاتمۃ
الحفاظ یعنی حدیث کے حافظون کے خاتمہ ہوئے۔ بعد اوسکے مائۃ عاشرہ یعنی دسوین
صدی مین بھی بعض علماء مثل ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی
وغیرہما کے محدثین کے قدم بقدم ہوئے لیکن اونکے مرتبہ کو نہین پہونچے
پھر بعد اوسکے ابتک کوئی ایسا نہین ہوا کہ صحیح حدیث کو ضعیف سے
کما حقہ تمیز کرلے اور مہارت تو اوسمین ہونی بہت بڑی بات ہے

ف ۱ اور وجہ اسکی حق ہونیکی یہ ہے کہ اگر عوام پر التزام مذہب معین کا واجب نکیا جائے تو بیشک رخصتین چننے لگین اور نتیجہ اسکا رفع تکلیف حاصل ہو ۱۲

ف ۲ یعنی ضرور ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف بدلنا کھیل کود اور کبار مجتہدین کی توہین کے ارادہ سے ہو ۱۲

Marfat.com

الا ما شاء اللہ تعالی آب اسوقت مین تو محدث اسکو کہتے ہین جو صحاح ستہ
کو پڑھا دی اور مطالب حدیث کی توضیح عام فہم کر دے - فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ ہ گر ہمین مکتب وہمین ملاست ؛ کار طفلان تمام خواہد شد
اگر محدثیت اسیکا نام ہے تو بس کام تمام ہے صاحب کشف الظنون علامہ تاج الدین
سبکی سے نقل کرتے ہین - اعلم ان قصاری نظر ابناء زمانا فی علم
الحدیث النظر الی مشارق الانوار فان ترفعت الی مصابیح البغوی
ظنت انہا وصلت الی درجة المحدثین وما ذلك الا لجهلهم بالحدیث
بل لو حفظهما احد عن ظهر قلب وضم الیهما من المتون مثلیهما
لم یکن محدثا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وانما الذی یعده اهل الزمان
بالغا الی النهایة وینادونه محدث المحدثین وبخاری العصر من اشتغل
بجامع الاصول لابن الاثیر مع حفظ علوم الحدیث لابن الصلاح
وتقریب النووی مع انه لیس فی شیء من رتبة المحدثین انما المحدث
من عرف المسانید والعلل واسماء الرجال وحفظ مع ذلك جملة
مستكثرة من المتون وسمع الكتب الستة ومسند احمد وسنن
البیهقی ومعجم الطبرانی وضم الی هذا القدر الفجزء من اجزاء
الحدیث هذا اقل درجاته - یعنی جان تو کہ علم حدیث مین ہمارے زمانہ کے
لوگون کی نظر کی حد مشارق الانوار ہے پس اگر مصابیح بغوی تک بڑھ گئے تو
سمجھ لیتے ہین کہ محدثین کے درجہ کو پہونچ گئے اور یہ گمان اونکا حدیث سے
ناواقفیت سے ہے بلکہ اگر کوئی شخص مشارق الانوار اور مصابیح بغوی
کو زبانی یاد کر لے اور ان دونون کے ساتھ انھین دونون ایسے اور متن
بھی ملا دی تب بھی ہرگز ہرگز محدث نہین ہو سکتا حالانکہ اس زمانہ کے لوگ تو

Marfat.com

اوسکو حافظ کے درجہ کا محدث شمار کرتے ہین اور محدث المحدثین اور بخاری
عصر کر کے پکارتے ہین آجی حضرت جو شخص کہ ابن صلاح کے علوم الحدیث
اور نووی کی تقریب کو زبانی یاد کرکے ابن اثیر کے جامع الاصول مین مشغول
ہو وہ بھی محدثین مین شمار نہین ہو سکتا محدث وہ ہے جو حدیثون کی
مسانید اور علل اور اسماء رجال کو پہچانے اور اسکے ساتھ بہت سے متن
یاد کرے اور صحاح ستہ اور مسند امام احمد اور سنن بیہقی اور معجم طبرانی کو
کسی شیخ سے سنی آور اسقدر کے ساتھ اور ہزار حصہ حدیث ملادی تو یہ کمتر
درجہ کا محدث ہوگا مقام غور ہے کہ جب کہ تاج الدین سبکی کے زمانہ کا کہ
دسوین صدی کے پہلے ہی یہ حال ہے تو اس زمانہ کا حال تو کیا لکھا جائے
تو بس حق تو اس امر مین یہی ہے کہ اس زمانہ مین عدم وجوب تقلید کے قابل
کوئی نہین ہے جو ہے سوا اُنکے وجوب ہے تو اس زمانہ مین تقلید مذہب
معین کی واجب ہی ہے ۔ لاغیر گو پہلے زمانہ مین جائز بھی ہو ۔ اور یہ کچھہ مشکل بات
نہین کہ ایک چیز ایک زمانہ مین جائز ہو پھر وہی چیز دوسرے زمانہ مین واجب
ہو جائے ۔ علامہ فخر الدین زیلعی شرح کنز مین اور شیخ الاسلام بدر الدین عینی
وغیرہ تصریح کرتے ہین کہ الاحکام تتبدل بتبدل الازمنۃ ۔ یعنی زمانونکے
بدلنے سے حکم بھی بدل جاتے ہین اور شاہد اس قول کی وہ حدیث ہے جو کہ
ابو داؤد مین حضرت عائشہ سے مروی ہے لو ادرک رسول اللہ ما احدثہ
النساء لمنعھن من المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل یعنی جو
کہ عورتون نے کھلائی ہین اگر انکو رسول اللہ پاتے تو البتہ اونکو مسجدون
مین آنے سے منع کرتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتین منع کی گئین اور
نظیرین اسکی شرع مین بہت ہین تو بس اب سب مسلمانون کو لازم ہے کہ

تقلید کے دامن کو ہاتھ سے ندین اور غیر مقلدوں کی باتوں کی طرف ہرگز ہرگز ملتفت نہون اور چارون مذہبون مین سے جسکو چاہین ایک کو مضبوط پکڑلین والا خسر الدنیا والاخرہ ہوجائینگے شاہ ولی اللہ رح عقد الجید مین تحریر فرماتے ہین اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا کلہا مفسدۃ کبیرۃ یعنی جان تو کہ بیشک ان چارون مذہبون کی اختیار کرنے مین بڑی مصلحت ہے اوران سب کے سب سے منہ پھیرنے مین بڑا فساد ہے اور انصاف مین لکھتے ہین وبالجملۃ فالتمذہب للمجتہدین سر الہمہ اللہ تعالیٰ العلماء وجمعہم علیہ من حیث یشعرون اولا یشعرون یعنے حاصل کلام کا یہ ہے کہ مذہب مجتہدین کی تقلید ایک بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کے دل مین ڈالا اور اسپر اونکو متفق کیا خواہ وہ اسکو جانین یا نہ جانین یعنی راز تقلید کے دل مین پڑنے کی حکمت اور تقلید کی خوبی ونکو معلوم ہویا نہو اور ہندوستان وغیرہ اوس جگہہ مین تو کہ اوسمین ایک عرصہ دراز سے مذہب حنفی ہی پھیلا ہوا ہے خاص کر مذہب حنفی ہی کا مضبوط پکڑنا واجب ہے اور اوسکے خلاف کرنا گناہ کیونکہ اوس جگہہ کے لوگون نے اولا تو تمام مسائل مین امام ابوحنیفہ رح ہی کی تقلید کا پکا ارادہ کرلیا ہے اور بگڑے ہین تو پھر بعد مین بگڑے ہین اور جب کہ جمیع مسائل یا کسی خاص مسئلہ مین ایک امام کی تقلید کا پکا ارادہ کرلیا تو پھر اوسکی مخالفت کرنا بیشک گناہ ہے چنانچہ شاہ صاحب عقد الجید مین کتاب انوار کے اختلاف کے حل مین فرماتے ہین۔ اقول وحل الاختلاف عندی واللہ اعلم ان معنی قولہ یعصی بالمخالفۃ انہ یعصی اذا عزم علی تقلیدہ فی جمیع المسائل اوفی ھذہ المسئلۃ ثم اقدم علی المخالفۃ فھذہ معصیۃ بلا شک یعنی مین کہتا ہون کہ میرے نزدیک کتاب انوار کے اختلاف کا حل واللہ اعلم یہ ہے کہ اوسکے قول (مخالفت سے گنہگار ہوگا) کے یہ معنی ہین کہ جبکہ کسی ایک مسئلہ یا سب مسائل

۴ شاہ صاحب کے اس قول سے تقلید شخصی خود ان کے اور تمام علماء امت کا متفق ہونا خوب ثابت ہوا ۱۲

Marfat.com

مین کسی امام کے تقلید کا پکا ارادہ کرلے اور پھر اوسکے مخالفت کرے تو بیشک گناہ ہے اور خاصکر ایسی صورت مین کہ مذہب حنفی موافق حدیث کے ہے آمدم بر کہ بعض حضرات کہتے ہین کہ مذہب حنفی خلاف حدیث کے ہے اسمین رنڈی کی خرچی وغیرہ حلال ہے یہ کذب صریح اور بہتان محض ہی اور اگر بالفرض والتقدیر کوئی مسئلہ خلاف حدیث کے معلوم بھی ہو تو اوس حالت مین جو کہ شاہ صاحب نے عقد الجید ہی مین لکھا ہے اوسکو اپنا مختار ٹھہرائیے اور وہ یہ ہے اعلم ان تقلید المجتهد علی وجهین واجب وحرام فاحدهما ان یکون من ابتاع الروایة دلالة تفصیله ان الجاهل بالکتاب والسنة لایستطیع بنفسه التتبع ولا الاستنباط فکان وظیفته ان یسأل فقیها ما حکم رسول الله صلعم فی مسئلة کذا وکذا فاذا اخبر تبعه سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منه او مقیسا علی المنصوص فکل ذلک راجع الی الروایة عنه صلعم ولو دلالة وهذا قد اتفقت الامة علی صحته قرنا بعد قرن بل الامم کلها اتفقت علی مثله فی شرائعهم وامارة هذا التقلید ان یکون عمله بقول المجتهد کالمشروط بکونه موافقا للسنة فلا یزال متفحصا عن السنة بقدر الامکان فمتی ظهر حدیث یخالف قوله نبذه واخذ بالحدیث انتهی اگر کوئی کہے کہ شاہ صاحب نے عقد الجید مین یہ بھی تو لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک کسی مسئلہ مین دوسرے امام کی تقلید کرکے اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا۔ جائز ہے **تو ہم کہین گے** کہ بیشک لکھا ہے لیکن جمہور نے اس امر کو کسی ایسے خاص مسئلہ مین (خدا کے قول) وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور رسول مقبول صلعم کے فعل کہ آپ کا دستور تھا کہ جب آپ کو دو چیزونکا اختیار ملتا تو آپ دونون مین سے زیادہ آسان کو پسند کرتے بشرطیکہ وہ گناہ نہوتے کا خلاف لازم آئے خیال سے جائز رکھا ہے کہ

Marfat.com

اور سپر مقلد کو عمل کرنا بہت دشوار ہے جیسا کہ فی المثل مسئلہ مفقود کا نہ بہہ کر بازیچہ
اور تماشہ قرار دیے اور کبار مجتہدین کی توہین کرنے کو (جیسا کہ آجکل کے عوام
کرتے ہین) عام طور پر جائز رکھا ہے تو ایسے مقام پر تو تم کیا کہتے ہو ہمارے علماء تو بھی
اسس امر کو جائز رکھا ہے چنانچہ درمختار مین کتاب الصلوۃ مین بحث جمع بین الصلوتین
مین ہے ولا بأس بالتقلید عند الضرورۃ لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبہ
ذلک الامام انتھی ۔ یعنی ضرورت کے وقت کسی مسئلہ مین اپنے امام کے سوا دوسرے
امام کی تقلید کرنے کا کچھہ خوف نہین ہے لیکن بشرطیکہ اوس مسئلہ مین اوسی امام
کے سب شروط کا التزام کرے اور شامی مین ہے ذکر ابن وھبان فی منظومتہ
انہ لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورۃ تجوز یعنی ابن وھبان نے ذکر
کیا ہے کہ اگر ضرورت کے وقت امام مالک کے قول پر فتوی دیا جاوے ۔ تو جائز ہے
اور جامع الرموز مین ہے قال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فتعتد عرسہ
بعدھا کما فی النظم فلو افتی بہ فی موضع الضرورۃ ینبغی ان لا بأس بہ
یعنی مفقود کی مدت انتظار کے تعین مین امام مالک اور امام اوزاعی چار برس تک
کے قائل ہین پھر بعد اوسکے اوسکی بیوی کو نکاح کرنیکی اجازت ہے پس اگر ضرورت
کے وقت ہمارے یہان بھی اس قول کے ساتھہ فتوی دیا جائے تو کچھہ خوف نہین
ہے ذکر تو ایسے مسائل مین اپنے امام کے تقلید سے نکلنے کا ہے کہ جنمین نہ کچھہ دشواری
اور نکوئی نقصان بلکہ آسانی ہے جیسا کہ فی المثل مسئلہ تامین بالسر اور قراءۃ خلف امام
نکرنا وغیرہ ہے سوایسے مسائل مین اپنے امام کی تقلید سے باہر نکلنا جمہور کے نزدیک
بھی منع ہے کما لا یخفی علی من لہ طبع سلیم و ذھن مستقیم اور خاص کر
ایسی صورت مین کہ اپنے امام کے پاس بھی مسائل مذکورہ مین حدیث ہے فتدبر
واستقم ھذا موضع خطیر و امر عسیر اور ہمارا کام تو بمصداق وما علی

اسی سولی الا البلیغ کے فقط کہدینا ہے ماننا نہ ماننا کام تمہارا ہے اگر کوئی کہے کہ تقلید شخصی کے اثبات مین تو تمنے بڑا زور لگایا مگر یہ تو کہو کہ تقلید شخصی کرتے کہان ہو آپ لوگ تو کبھی امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرتے ہین کبھی امام محمد کے قول پر کبھی امام صاحب کے قول پر تو یہ تقلید شخصی کیسے ہوئی **تو ہم کہین گے** کہ اول تو آپ نے تقلید شخصی کے معنی نہین سمجھے اے صاحب شخصی کے معنے معین اور معین صفت موصوف مقدر یعنی مذہب کی تو تقلید شخصی کے معنی کیا ہوئے۔ تقلید مذہب معین کے تو چونکہ مذہب حنفی عبارت انہین اقوال سے ہے جو کہ مفتی بہا ہین۔ اور وہ من حیث المجموع بیشک ایک مذہب خاص ومعین ہین اور ہم لوگ عامل انہین پر ہین لہذا ہمارے تقلید پر تقلید شخصی کا اطلاق درست ٹھہریگا **اور دوم** اگر تقلید شخصی کے وہی معنی لیجیے جو آپ نے سمجھے ہین یعنی تقلید شخص معین کے تو تب بھی ہماری تقلید غیر شخصی نہ ٹھہریگی کیونکہ جو اقوال کتب فقہ مین امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ تعالی کی طرف منسوب ہین وہ من حیث الظاہر انکے کہلاتے ہین ورنہ من حیث الباطن وہ امام ہمام رحمہ اللہ ہی کے اقوال ہین علامہ شعرانی نے میزان کبری مین لکھا ہے کہ ابن ہمام رحمہ نے امام صاحب کے شاگردون مثل صاحبین اور امام زفر اور امام حسن سے نقل کیا ہے کہ وہ سخت سخت قسمین کہا کہا کرتے تھے کہ ہم نے جس کسی مسئلہ مین جو قول کہا ہے وہ ہمنے اپنے طرف سے نہین کہا بلکہ وہ امام صاحب سے ہماری روایت ہے تو بس ان لوگون کے قول پر عمل وہ حقیقت مین امام صاحب ہی کے قول پر عمل ہے وللہ الحمد + **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حضرات غیر مقلدین تقلید شخصیہ کے بارہ مین مختلف ہین بعض حرام کہتے ہین اور متقدمین مین سے ابن حزم بھی اسیطرف گیا ہے تو یہ قول اونکا سراسر غلط ہے شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتے ہین ما ذھب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط یعنی اور جو

جوکہ ابن حزم تقلید کے حرمت کیطرف گیا ہے غلط ہے اور بعض شرک کہتے ہین اور کہتے ہین کہ تقلید آئمہ مجتہدین کے مثل تقلید مشرکین کے ہے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قیاس تقلید مجتہدین کا تقلید مشرکین پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مقلدین مجتہدونکو علم نبوت اور احکام شریعت اپنے تک پہونچنے کا واسطہ اور وسیلہ سمجھتے ہین بالاستقلال اونکو مصدر احکام نہین جانتے بخلاف مشرکین کے تو پھر تقلید شخصی شرک کیسے ہوسکتی ہے **تیسرا باب** نماز مین ہاتھ باندھنے کی جگہہ کے بیان مین۔ **پہلی فصل** امام صاحب کے مذہب کے بیان مین۔ پوشیدہ نرہے کہ اس مسئلہ مین ہمارے امام اعظم رح کا مذہب یہ ہے کہ نمازی بعد تکبیر تحریمہ کے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھے اور دلیلین آپکی اس مذہب کی کئی ہین منجملہ اونکے **ایک** تو وہ حدیث ہے جسکو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین باین اسناد ذکر کیا ہے حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رایت النبی ص وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ یعنی حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ اپنے باپ سے کہا دیکھا مین نے نبی کو کہ رکھا اپنے دہنے ہاتھ کو اپنے بائین ہاتھ پر ناف کے نیچے انتہی یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اسکے سب راوی ثقہ ہین **اگر کوئی کہے** کہ اس حدیث مین انقطاع ہے کیونکہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا بلکہ وہ اپنے باپ کے مرنے کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے **تو ہم کہین گے** کہ یہ قول بعض محدثین کا صحیح نہین ہے صحیح یہ ہے کہ اونکے باپ کے مرنے کے بعد اونکے بھائی عبدالجبار پیدا ہوئے تھے وہ نہین اونھون نے تو اپنے باپ سے سنا ہے اور حدیث بھی بیان کی ہے ایسا ہی سنن نسائی اور جامع ترمذی مین **دوسری** حدیث عن علی رض قال من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنے حضرت علی سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے

Marfat.com

کہ نماز مین ایک ہتھیلی کو دوسرے ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے یہ حدیث
ابوداؤد اور مسند امام احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیر ذلک
کتب حدیث مین ہے اور اگرچہ یہ موقوف ہے لیکن حکم مین مرفوع کی ہے اور وجہ اسکی
مرفوع کے حکم مین ہونیکی یہ ہے کہ قول صحابی کا من السنۃ کذا بغیر تقلید کے ساتھ
خلفا اور مثل اوسکیکے باتفاق ائمہ حدیث حجت ہے واسطے رفع کے اور علامت ہے واسطے
اتصال کے کذا فی ظفر الامانی اور نیز علامہ قسطلانی ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری
مین لکھتے ہین قول الصحابی من السنۃ کذا حدیث مرفوع عند الاکثر انتہی
اور نیز نواب صدیق حسن خان صاحب نے روضۂ ندیہ شرح دررہیہ مطبوعہ مصر کے
صہ ۶۵ مین لکھا ہے وقول الصحابی من السنۃ فی حکم الرفع کما حقق فی کتب اصول
الحدیث انتہی **اگر کوئی کہے** کہ یہ حدیث بباعث عبدالرحمن بن اسحق کی
ضعیف ہے لہذا حجت نہوگی اسکے جواب مین اولاً **تو ہم کہینگے** کہ ہم حنفیونکے لئے
عبدالرحمن کے ضعف سے اس حدیث کا ضعف لازم نہین آتا کیونکہ عبدالرحمن
زمانہ کے رو سے امام صاحب سے مؤخر ہین اور امام صاحب اون پر مقدم ہین تو
ہمکو تو امام صاحب تک سند جید ہونے چاہیے اونکے پیچھے کے ضعف سے ہمکو کیا غرض
تو یہ حدیث امام صاحب کے مقلدونکے واسطے بیشک حجت ہوگی اور ثانیاً یہ کہ ابوالحسن
شیخ قائم بن صالح سندی ثم مدنی نے اپنے رسالہ فوز الکرام مین لکھا ہے کہ جس شخص
نے عبدالرحمن راوی حدیث وضع الیدین تحت السرہ المخرج فی سنن ابی داؤد
کو ضعیف کہا ہے جز این نیست کہ اوسکے بعض مواضع مین مخالف ثقات
اور بعض مین منفرد بالروایات ہونے کی وجہ سے کہا ہے حالانکہ یہ کچھ مضر نہین ہے
ہان کثرت مناکیر اور کثرت مخالفت ثقات البتہ مضر ہوتی ہے سو وہ ثابت
نہین انتہی مترجماً تو اس تحریر کے بموجب عبدالرحمن ضعیف ہی نہین ہے

Marfat.com

فائدہ محقق غیر مقلدین اول نواب صدیق حسن خانصاحب نے
جنکے کسیقدر مدائح تحفۃ البررہ مین منقول ہین روضۂ ندیہ شرح درر بہیہ مین ناف کے
نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے نسبت لکھاہے وہ وضع تحت السرۃ و
فوقہا متساویان لان کلا منہما مروی عن اصحاب النبی ؐ اخرج احمد و ابوداؤد و
ابن ابی شیبۃ عن علی السنۃ وضع الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ یعنے ہاتھون
کا ناف کے نیچے اور اوسکے اوپر باندھنا دونون باتین برابر ہین کیونکہ صحابہ سے دونون
مروی ہین ابوداؤد اور احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضہ سے روایت
کیا ہے کہ نماز مین ہاتھون کا باندھنا ناف کے نیچے سُنت ہے تو اس سے صاف معلوم
ہوگیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا انکے محققین کے نزدیک بھی ثابت ہے وللہ الحمد

دوسری فصل امام مالک رح کے مذہب کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اس مقدمہ مین امام مالک رح کا مذہب یہ ہے کہ مصلی بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھونکو
باندھے نہین بلکہ تمام قیام مین چھوڑے رکھے اور دلیل اونکی شاید **ایک تو**
یہ حدیث ہے ان رسول اللہ ؐ کان اذا کان فی الصلوٰۃ رفع یدیہ قبال
اذنیہ فاذا کبر ارسلہما یعنی تحقیق رسول اللہ صاحب نماز کو شروع کرنیکو
ہوتے تھے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھون کو دونون کانون کے برابر پس جب
تکبیر تحریمہ کہ چکتے تو چھوڑ دیتے دونون ہاتھون کو اس حدیث کو طبرانی نے حضرت
معاذ سے روایت کیا ہے - اور **دوسری یہ** کان ابن الزبیر اذا صلی ارسل
یدیہ یعنے عبداللہ بن زبیر جب نماز پڑھتے تھے دونون ہاتھون کو چھوڑ دیتے
تھے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین عمرو بن دینار سے روایت
کیا ہے لیکن جمہور محدثین کے نزدیک اس ارسال سے مراد وہ ارسال ہے کہ
تکبیر تحریمہ کے بعد اور ہاتھون کے باندھنے کے قبل کسیقدر ارسال مستحب ہے

Marfat.com

نہ تمام قیام کا ارسال۔ **تیسری فصل**۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مذہب کے
بیان مین مخفی نرہے کہ امام شافعی کا مذہب اس بارہ مین یہ ہے کہ نمازی تکبیر
تحریمہ کے بعد ہاتھ سینے پر باندھے اور دلیل اونکی **ایک** تو یہ حدیث ہے
عن وائل بن حجر قال صلیت مع النبی صلعم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری
علی صدرہ یعنی حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہا نماز پڑھی مین نے
ساتھ نبی صلعم کے پس رکھا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر سینہ پر یہ حدیث
سند ابن خزیمہ مین ہی اور **دوسری** وہ حدیث جسکو امام احمد نے اپنی مسند
مین قبیصہ بن ہلب سے روایت کیا ہے اونھون نے اپنے باپ سے قال رایت النبی صلعم
ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ ورایتہ یضع یدہ علی صدرہ یعنے
کہا دیکھا مین نے نبی صلعم کو کہ آپ اپنی داہنے اور بائین جانب سے پھرتے تھے اور
دیکھا مین نے آپکو کہ رکھتے تھے ہاتھ اپنے کو سینہ پر تو اول تو ہمارے علماء کو
ان حدیثون کے صحت مین کلام ہے چنانچہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے صاف
فرمایا ہے لم یثبت فیہ حدیث یوجب العمل اور دوم ہمارے یہان عمل تو انپر
بھی ہے ہماری یہان ان دو نو حدیثون کو عورتونکی حق مین لیا ہے اور انھین کے
بموجب اونکو سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیا ہے۔ اور وجہ اونکی حق مین لینے کی
یہ ہے کہ اونکو واسطے سینہ پر ہاتھ باندھنا اچھا ہے کیونکہ اسمین ایک طرح کا پردہ ہے
چوتھی فصل امام احمد رح کی مذہب کے بیان مین واضح ہو کہ اس مسئلہ مین امام احمد سے تین روایتین
ہین ایک تو ناف کے نیچے باندھنے کی اور اسکی دلیل وہی ہے جو ہمارے امام صاحب کی دلیل ہے اور دوسرے یہ کہ افضل سینے کے نیچے باندھنا ہے
اسکی دلیل وہی حدیث وائل یا حدیث قبیصہ ہے اور تیسرے یہ کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے سینے کے نیچے ناف کے
اوپر باندھے چاہے ناف کے نیچے باندھے اسکی دلیل دونون قسم کی روایتونکا وجود ہے لیکن مذہب امام احمد کا
ان تینون روایتون مین سے روایت اول ہی **چوتھا باب** امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کے بیان مین۔
پہلی فصل امام اعظم رح کے مذہب کے بیان مین جاننا چاہیے کہ مذہب مشہور تو امام
صاحب کا یہ ہے کہ قراءت خلف امام مطلقاً مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ابن ہمام نے

Marfat.com

پہلی دلیل

فتح القدیر مین لکہا ہے وھی عندھم تکرہ والمراد کراھة تحریم یعنی اورامام کے پیچھے قرأت کرنا اہل کوفہ کے نزدیک مکروہ ہے اور مراد کراہت تحریم ہے اور انکے سوا اور علماء حنفیہ بھی اپنے اپنے تصانیف مین لکھتے ہین اور دلیلین بھی اسکی بہت ہین چنانچہ منجملہ انکے ایک تو آیہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ہے یعنے جب قرآن پڑہا جاوے تو سنو اور چپ رہو یعنی چپ ہوکر سنو شاید کہ تم رحم کیے جاؤ اس آیت سے جہری نماز مین امام کے پیچھے مطلق قراۃ کے ممانعت ثابت ہوتی ہے کیونکہ امام کے پیچھے پڑھنے والا دو حال سے خالی نہین یا تو پکار کے پڑہے گا یا آہستہ تو اگر پکار کے پڑہے گا تو خدا کے قول اِسْتَمِعُوْا پر عمل نہوگا کیونکہ پکار کے پڑھنے کی حالت مین امام کی قرأت کو ہرگز نہین سن سکتا اور اگر آہستہ پڑہے گا تو اللہ کے فرمان اَنْصِتُوْا پر عمل نہوگا کیونکہ خدا کہتا ہے چپ رہو اور یہ آہستہ پڑھتا ہے اور نیز امام رازی نے تفسیر کبیر مین واحدی کی ایراد کو نقل کرنیکے بعد لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اولا استماع کا امر کیا ہے اور مقتدی کا قرأت مین مشغول ہونا اوسکو استماع سے روکتا ہے کیونکہ سماع اور چیز ہے اور استماع اور شئے پس استماع مقتدی کے کلام مسموع کو کامل طور سے احاطہ کرنے سے مراد ہے جیسا کہ اللہ نے حضرت موسی عم کو فرمایا وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى اور جبکہ یہ ثابت ہوچکا اور ظاہر ہوگیا کہ قراۃ مین مشغول ہونا استماع سے روکنے والی چیزون مین سے ہے تو ہمنے جان لیا کہ امر بالاستماع متعلق قرأت سے نہی کو مفید ہے انتہے

تنبیہ بعض افاضل عصر نے جواپنے بعض تصنیفات مین اَنْصِتُوْا کے معنے آہستہ پڑھو لیے ہین سراسر غلط ہین کسی مفسر اور مترجم نے آجتک اپنی تفسیر اور ترجمہ مین ان معنون کو نہین لکھا اسکا رد اس خاکسار نے رسالہ ہدایۃ المعتدی مین بخوبی کردیا ہے جسکا نام

Marfat.com

چاہیے اوسمین دیکھ لے اور نیز اوسکے پیشوا نواب صاحب یعنی صدیق حسن خان نے حدیث ابوموسیٰ المخرج فی صحیح مسلم مین کے لفظ فانصتوا کا ترجمہ تو تم چپ رہو کیاہے چنانچہ اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین آیہ واذا قرئ القرآن الایہ کے تحت مین لکھاہے صحیح مسلم مین ابوموسیٰ اشعری سے مرفوعاً آیاہے کہ امام اس لئے ہے کہ اوسکی اقتدا کیجاوے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو اور کہاہے وکذا اسرواہ اهل السنن فی حدیث ابی ہریرۃ رض ایضا وصحح مسلم بن الحجاج ایضا ولم یخرجہ فی کتابہ اور کیون نکرے وہ شخص عالم تھا ایسے ایسے تاویلات واہیہ سے پرہیز کرتا تھا افسوس کہ ان لوگون مین آپس مین بھی اتفاق نہین ہر ایک اپنی اپنی سوا پاؤ کھچڑی الگ پکاتے ہین اور قطع نظر اس سے اگر کوئی اونسے پوچھے کہ حدیث ابوہریرۃ اذا قلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت المخرج فی الصحیحین کا ترجمہ کیا آپ یہ کیجئے گا کہ اگر جمعہ کے دن تو نے اپنے نزدیکی کو امام کے خطبہ پڑھتے ہوئے یہ کہا کہ آہستہ بول یا پڑھ تو تو نے لغو کام کیا تو بھلا وہ کیا جواب دیگے۔ **فائدہ** اس آیت کے شان نزول مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ خطبہ کے حق مین نازل ہوئی ہے یعنی جب خطبہ پڑھا جاوے تو سنو اور چپ رہو اور بعض کہتے ہین کہ مقتدی کے قرارت کرنیکے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور بعض کچھ اور بعض کچھ یہانتک کہ اسکے شان نزول مین نو قول ہین لیکن امام بغوی نے معالم مین اسیکو اولیٰ کہا ہے چنانچہ بعد نقل چہ قول کے لکھاہے والاولی اولٰہا وھو انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ یعنے ان سب قولون مین پہلا قول اولیٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ بیشک یہ آیت نماز مین قرارت کرنے کے بارہ مین ہے اور نیز محقق کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھاہے کہ اس آیت کے تفسیرون اور شان نزولون مین ایسے راجح ترجیح قول ہے اور اسکے سوا اور قولون مین سی

۴ یعنی مقتدی کی قرأت کرنیکے بارہ مین نازل ہوئی ہے یہ قول سب سے عمدہ ہے

Marfat.com

بعض مردود ہین بعض مخدوش ہین بعضے غیر منافی اور اس قول کی ترجیح کئی وجہ سے ہے منجملہ اونکے ایک یہ ہی کہ جمہور صحابہ کا یہی قول ہے اور دوسری یہ کہ بعض علماء نے اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے چنانچہ بیہقی نے امام احمد سے اخراج کیا ہے کہ اونھون نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے نماز مین نازل ہونے پر لوگون نے اجماع کیا ہے اور ابن عبدالبر نے استذکار مین کہا ہے کہ یہ آیت اہل علم کے نزدیک نماز مین قرآن سننے کے بارہ مین ہے انتہے ملخصا اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہا نبی ؐ نے نماز پڑہے تو آپکے پیچھے لوگون نے اس طرح پر قرأت کی کہ اپنی قرأت کو حضرت کی قرأت مین گڈمڈ کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس حدیث کو ابن مردویہ اور بیہقی نے نکالا ہے اور بہت سے قولون سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ۔

بالجملہ اس آیت کے شان نزول مین جتنے قول ہین سب مین یہی قول راجح ہے اور سب مرجوح ہین اور اگر بالفرض خطبہ یا اور کسی بارہ مین بھی نازل ہوئی ہو تب بھی ہمارے مدعا کے ثبوت مین کچھ خلل نہ آوے گا کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے نہ خصوص اسباب کا کما ہو متقرر فی مقرہ اور عموم لفظ کے اعتبار کی دلیلون مین سے صحابہ وغیرہم کا بہت سے واقعون مین ایسے آیتون کی عموم سے جو خاص سببون پر نازل ہوئین تھین حجت پکڑنا ہے ابن جریر نے بسند خود از محمد بن کعب اخراج کیا ہے کہ آیت ایک شخص کے حق مین نازل ہوتی تھی پھر عام ہو جاتی تھی ایسا ہی ذکر کیا ہے سیوطی نے اتقان مین **اور دوسری** حدیث

اذا کبر فکبروا واذا قرا فانصتوا یعنے جب امام تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب قرأت کرے تو چپ ہو رہو اس حدیث کو اماموں سے ایک جماعت نے اخراج کیا ہے چنانچہ ابوداود نے اپنے سنن کی باب التشہد اور باب الامام یصلی قاعدا مین اخراج کیا ہے اور ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی نے اپنی اپنی سنن مین اور زیلعی نے نصب الرایہ

مین کہاہے کہ اس حدیث کو بزار نے اپنی مسند اور ابن عدی نے کامل مین
روایت کیاہے اور امام مسلم نے بھی اپنے صحیح کے باب التشہد مین طریق قتادہ
عن یونس بن جبیر عن حطان سے اخراج کیاہے قال صلیت مع ابی موسی
الاشعری الحدیث اور اوسمین ہے اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم
لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
فقولوا آمین الحدیث پھر کہا اور حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے
کہا خبر دی ہمکو اسامہ نے کہا خبر دی ہمکو سعید بن ابی عروبہ نے ح اور خبر دی
ہمکو ابو غسان نے کہا خبر دی ہمکو معاذ بن ہشام نے کہا خبر دی ہمکو میرے
باپ نے ح اور خبر دی ہمکو اسحق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہمکو جریر نے
وہ روایت کرتی ہین سلیمان تیمی سے اور یہ سب کے سب روایت کرتے ہین قتادہ سے
اسی اسناد مین ساتھ مثل حدیث مذکور کے اور حدیث جریر عن سلیمان عن قتادہ
مین واذا قرأ فانصتوا زیادہ ہے **فائدہ** جانا چاہئے کہ حضرات غیر مقلدین
باوجود اسکے کہ صحیحین کو بالکل صحیح بتلاتے ہین اور اونپر بے کھٹکے عمل کرنے کو فرماتے
ہین جیسا کہ کیفیت مناظرہ مرشدآباد وغیرہ تصانیف مولوی محمد سعید بنارسی
مین ہے لیکن پھر اس حدیث سے بیزار ہو کر بڑ مچاتے ہین۔ لہذا عوام کی آگاہی کیواسطے
لکھا جاتا ہے کہ امام مسلم نے اس حدیث کی خوب عمدہ طرح سے تصحیح کی ہے
اور کیفیت اوسکی ابو اسحاق ابراہیم نے (جو مسلم کے شاگرد اور صحیح مسلم کو اونسے
روایت کرنے والے ہین) اس طرح پر بیان کی ہے کہ ابو بکر ابو نضر کے بھانجے نے
اس حدیث مین طعن اور قدح کیا تو مسلم نے کہا اتزید احفظ من سلیمان
یعنے کیا تو سلیمن سے بھی زیادہ کسیکو حافظ سمجھتا ہے اور مسلم کی مراد اس جملہ کے
کہنے سے یہ تھی کہ سلیمن بیشک کامل الحفظ والضبط ہے اوسکو اپنے غیر کی مخالفت مضر

Marfat.com

نہوگی ابوبکر نے کہا ابوہریرہ کی حدیث یعنی واذا قرا فانصتوا بھی صحیح ہے
مسلم نے کہا میرے نزدیک تو وہ صحیح ہے ابوبکر نے کہا تو آپ اوسکو یہان کیون
نہین لائے مسلم نے کہا جو صحیح میرے پاس ہین وہ سب مین یہان نہین لایا یہان تو
مین وہی لایا ہون جو مجمع علیہ ہین ایسا ہی ذکر کیا ہے امام نووی نے شرح مسلم
مین اور نیز صحیح کہا اس حدیث کو امام المحدثین ابوبکر بن خزیمہ نے مع زیادتی
واذا قرا فانصتوا کے کذا فی البنایۃ اور نیز امام احمد بن حنبل نے کذا فی الاستذکار
لابن عبد البر اور ابوخالد اور محمد بن عجلان کے ثقہ ہونے مین کچھہ شک نہین حافظ ابن
حجر تہذیب التہذیب مین ابوخالد کے نسبت لکھتے ہین کہ اسحق بن راہویہ نے کہا کہ
مین نے وکیع سے ابوخالد کے نسبت سوال کیا تو اونھون نے کہا ابوخالد سے سوال
کیا جاتا ہے اور ابن ابی مریم نے روایۃً از ابن معین ثقہ کہا ہے اور ایسا ہی کہا ہے
ابن مدینی نے اور نسائی اور دارمی نے روایۃ از ابن معین لیس بہ باس
کہا ہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے اور ابن حبان نے اونکو
ثقات مین ذکر کیا ہے اور عجلی نے کہا ثقہ اور ثبت ہین انتہی اور امام ذہبی کاشف
مین محمد بن عجلان کی نسبت لکھتے ہین محمد بن عجلان مدنی فقیہ اور نیک بخت ہین
یحیی بن معین اور امام احمد نے اونکو ثقہ کہا ہے انتہی اور نسائی نے بھی
اونکو ثقہ کہا ہے کذا فی مختصر المنذری تو جبکہ یحیی بن معین جو کہ فن اسماء الرجال کے
امام ہین محمد بن عجلان کو ثقہ کہین اور پھر امام احمد رح اور نسائی بھی اونکو ثقہ کہنے
مین اونکے ساتھہ شریک ہون تو پھر کسی سیئ الحفظ کا محمد بن عجلان کو سیئ الحفظ کہنا
مضر نہوگا تو بس جبکہ اس حدیث کے ان دونون راویون کی توثیق اور نیز ائمہ حدیث
مین سے ایک جماعت سے اس حدیث کی تصحیح ثابت ہوگئی تو اب اسکے صحیح ہونے مین
کچھہ شک نرہا **اگر کوئی کہے** کہ ابوداؤد نے تو اسکی تضعیف کی ہے چنانچہ

Marfat.com

کہاہے ھذہ الزیادۃ واذا قرأ فانصتوا لیست بمحفوظۃ والوھم عندنا من ابی خالد یعنی یہ زیادتی یعنے واذا قرأ فانصتوا محفوظ نہین ہے اور ہمارے نزدیک ابوخالد کا وہم ہے **توہم کہین گے** ابوداؤد کے قول کو حافظ عبد العظیم منذری نے اپنی مختصر مین رد کیا ہے چنانچہ کہاہے ۔

فیہ نظر فان اباخالد ن الاحمر ھذا ھو سلیمان بن حیان وھو من الثقات الذین احتج بھم البخاری ومسلم ومع ھذا فلم ینفرد بھذہ الزیادۃ بل تابعہ علیھا ابوسعید محمد بن سعد ن الانصاری الاشہلی المدنی نزیل بغداد وقد سمع من ابن عجلان وھو ثقۃ وثقہ النسائی وابن معین وغیرھما وقد اخرج مسلم ھذہ الزیادۃ فی صحیحہ من حدیث ابی موسی + یعنی ابوداؤد کے اس قول مین نظر ہے کیونکہ ابوخالد احمر یہ وہی سلیمان بن حیان ہے جو ایسے ثقہ لوگون مین سے ہے جنسے بخاری اور مسلم نے حجت پکڑی ہے اور مع اسکے وہ اس زیادتی کے ساتھ منفرد بھی نہین ہے بلکہ ابوسعید محمد بن سعد بن انصاری اشہلی مدنی نزیل بغداد نے اس زیادتی پر اوسکی متابعت کی ہے اور اوسنے یعنے ابوسعید نے محمد بن عجلان سے سناہے اور وہ ثقہ ہی ثقہ کہا ہے اوسکو نسائی اور ابن معین وغیرہما نے اور مسلم نے اس زیادتی کو حدیث ابوموسیٰ سے اپنی صحیح مین اخراج کیا ہے **پھر اگر کوئی کہے** کہ سوائے ابوداؤد کے ابن معین اور ابو حاتم رازی اور دارقطنی اور حافظ ابو علی نیشاپوری نے بھی اس حدیث مین کلام کیاہے اور نووی نے کہاہے واجتماع ھؤلاء الحفاظ علی تضعیفھا مقدم علی تصحیح مسلم **توہم کہینگے** کہ یہہ کلام امام نووی کا تعصب سے خالی نہین ہے کیونکہ ان لوگون کا اجتماع مسلم کی تصحیح پر جب مقدم ہوسکتاہے کہ وہ کسیوجہ معتدبہ کی طرف مستند ہو ورنہ اوسکی تقدیم کی کوئی وجہ نہین ہے

Marfat.com

پس اگر اسمین اون لوگونکا مستند سلیمان کا ضعف ہے تو یہ توضیح نہین
کیونکہ امام احمد اور ابن معین اور دارمی اور ابن سعد اور ابن حبان وغیرہم
نے اونکو ثقہ کہا ہے اور اگر اوسکا تفرد ہی جیساکہ انمین شہور ہے تو یہ بھی صحیح
نہین کیونکہ اسکے کئی متابع ہین جیساکہ اوپر گذرا اور اگر کوئی اور بات ہے تو
اوسے بیان کرنا چاہیے تاکہ اوسمین نظر کیجاوے - اور یون زبردستی تو ان لوگون
کا اجتماع مسلم کے تصحیح پر مقدم ہو نہین سکتا اور چونکہ ان لوگونکا اجتماع کسیوجہ معتد
کیطرف مستند نہین ہے اسیواسطے محقق لکھنوی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین
کلام کرنے والونکا سبکا کلام رد کیا گیا ہے اور اسکی صحت کا اقرار کرنے والے کا قول صحیح
ہے **اور تیسری حدیث** عن عبد اللہ قال کانوا یقرءون خلف
النبی صلعم فقال خلطتم علے القرأۃ یعنے عبد اللہ سے روایت ہے کہ لوگ نبی صلعم
کے پیچھے قرأت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے گڑبڑ کر دیا مجھپر قرأت کو اس
حدیث کو طحاوی نے بسند جید روایت کیا ہے اور اس سے امام کے پیچھے قرأت
کرنے کی ممانعت بخوبی ثابت ہوتی ہے **اور چوتھی حدیث** ان رسول
اللہ صلعم انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی احد
منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول مالی انازع
القران یعنے تحقیق رسول اللہ صلعم نے ایک جہری نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کیا تم
مین سے کسینے اسوقت میرے ساتھ پڑھا ہے تو ایک شخص نے کہا ہان یا رسول اللہ
پڑھا ہے آپ نے فرمایا تحقیق مین کہتا ہون کیا ہے میرے واسطے کہ مین قرآن مین
جھگڑا کیا جاتا ہون یہ حدیث موطائے امام مالک اور موطائے امام محمد اور سنن ابی داؤد
اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ اور شرح معانی الآثار طحاوی وغیرہا حدیث
کی بہت سی معتبر کتابون مین ہے اور ترمذی نے بھی اسکو اخراج کیا ہے اور حسن کہا ہے

اور اسکے ذیل مین قرات خلف الامام مین اہل علم کی اختلاف کو بھی ذکر کیا ہے اور امام کے پیچھے الحمد چھوڑنے کی عدم جواز کی ساتھ قائل ہونے والون کو تشدد کیطرف نسبت کیا ہے چنانچہ کہا ہے وشدد قوم من اھل العلم فی ترک الفاتحۃ وان کان خلف الامام وقالوا لا تجزئ صلوٰۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب وحدہ کان او خلف الامام یعنی اہل علم مین سے ایکقوم نے الحمد کے چھوڑنے مین تشدد کیا ہے اور اگرچہ امام کے پیچھے ہو اور کہا ہے کہ بغیر الحمد پڑھے کوئی نماز نہین ہوتی اکیلا ہو یا مقتدی اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین کہا ہے کہ میرک نے نقلاً عن ابن الملقن کہا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث اِنَّ رسول اللہ ؐ انصرف من صلوٰۃ الحدیث کو امام مالک اور امام شافعی اور چارون نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے انتہی یہان سے معلوم ہو گیا کہ امام نووی کا یہ کہنا کہ محدثین نے اس حدیث کے ضعف پر اتفاق کیا ہے درست نہین ہے اور اس حدیث سے جہر نماز مین قرات خلف امام کی ممانعت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور وجہ ثبوت کی یہ ہے کہ آپ نے اوس پڑھنے والے کو کیا ڈانٹ کے ساتھ فرمایا مالی انازع القرآن کیا ہے میرے واسطے کہ مین جھگڑا کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی ادھر مین پڑھتا ہون اودھر تم پڑھتے ہو یہ کیا بات ہے اور آپ کے اس فرمانے سے لوگون کا آپکے پیچھے قرات کرنے سے رک جانا جیسا کہ ابو ہریرہ رضؓ اور ابن شہاب نے خبر دی ہے پوری دلیل ہے اسبات کی کہ اس جملہ کا مفہوم ممانعت ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترمذی نے اپنی جامع مین جس باب مین اس حدیث کو اخراج کیا ہے اوسکو بترجمہ ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جھر الامام بالقراءۃ مترجم کیا ہے اور امام مالک کے موطا کے جس باب مین یہ حدیث مروی ہے وہ باین ترجمہ مترجم ہے ترک القراءۃ خلف الامام

Marfat.com

فیما جہر فیہ اور سنن نسائی کی جس باب مین مخرج ہے وہ ترجمہ ترک القراءۃ خلف الامام فیما جہر بہ سے ترجم ہے فافھم وتدبر ولا تکن من الغفلین **فائدہ**

چھوڑنا قراۃ خلف امام کا جہری نماز مین ۱۲

حضرات غیر مقلدین باوجود اسکے کہ جامع ترمذی پر بے کھٹکے عمل کرنے کا حکم دیتے ہین جیسا کہ رسالہ تعلیم المبتدی مصنفہ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی مین موجود ہے لیکن پھر ترمذی کی اس حدیث کے بارہ مین اس طرح پر کہتے ہین کہ اس حدیث کی ایک راوی ابن اکیمہ مجہول ہین کیونکہ اونسے بجز ابن شہاب کے اور کسی نے روایت نہین کی اور محدثین کے نزدیک وہ شخص جس سے ایک ہی شخص روایت کرے مجہول ہوتا ہے لہذا یہ حدیث قابل احتجاج نہین ہے سو اسکا جواب ہم **اوّل** تو یہ دینگے کہ مقدمہ ابن صلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری رحمہ نے اپنی صحیح مین بہت سے ایسے لوگونکی حدیثون کو اخراج کیا ہے کہ جنسے ایک ہی ایک شخص نے روایت کی ہے چنانچہ منجملہ اونکے ایک تو مرداس اسلمی ہین کہ انسے بجز قیس بن ابی حازم کے اور کسی نے روایت نہین کی دوسرے عمرو بن تغلب کہ انسے بجز حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور کسی نے روایت نہین کی اور اسی طرح مسلم نے اپنی صحیح مین حدیث نافع بن عمرو غفاری کو اخراج کیا ہے حالانکہ سوا عبداللہ بن صامت کے اونسے کسی نے روایت نہین کی اور نیز حدیث رفاعہ عدوی کو نکالا ہے حالانکہ بجز حمید بن ہلال عدوی کے اونسے کسی نے روایت نہین کی۔ اور نیز اغر مزنی کی حدیث کو اخراج کیا ہے حالانکہ ابو بردہ کے سوا کسی نے اونسے روایت نہین کی اور اسی طرح دونون نے حدیث مسیب بن حزن کو جو کہ ابو طالب کی وفات کی بارہ مین ہے نکالا ہے حالانکہ اونسے بجز اونکے بیٹے کے اور کسی نے روایت نہین کی اسیطرح اور بہت سی حدیثین ایسی ہی لوگونکی ان دونون کتابون مین ہین تو جو جواب حضرات غیر مقلدین ان لوگونکی مجہولیت کا دینگے وہی جواب

Marfat.com

ہماری طرف سے ابن اکیمہ کی مجہولیت کا ہے اور دوم یہ کہ ابن صلاح نے بعد ذکر کرنے اوس چیز کے جسکو ہمنے منع کیفذ رکمی وبیثی کے بجوالا اونکے مقدمہ کے ابھی ذکر کیا ہے (اس بات سے کہ بخاری اور مسلم نے صحیحین مین ایسے لوگون کی حدیثون کو اخراج کیا ہے جنسے ایک ہی ایک شخص نے روایت کی ہے الخ) کہا ہے وذلک دال علی مصیرهما الی ان الراوی قد یخرج عن کونه مجهولا مردود الروایة بروایة واحد عنه یعنے بخاری اور مسلم کا صحیحین مین ایسے لوگون کی حدیث کو اخراج کرنا دلالت کرتا ہے اون دونون کا اس بات کی طرف جانے پر کہ راوی کبھی اوس ہی ایک شخص کے روایت کرنے سے مجہول مردود الروایۃ ہونے سے نکلجاتا ہے استقرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت نکلجاتا ہے جبکہ راوی اوس سے ثقات اور حمل علم مین ایسا معروف اور مشہور ہو کہ قائم مقام دو راویونکے ہو تو اس استقرا اور ابو عمرو بن عبد البر اندلسی کہ مجہول کی تعریف کو جو کہ مقدمہ ابن صلاح مین ہے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ مجہول وہ شخص ہے کہ جس سے بجز ایک شخص کے اور کوئی روایت نکرے مگر یہ کہ وہ شخص سوا حمل علم کے اور کسی بات مین مثل زہد وغیرہ کے مشہور ہو یا راوی اوس سے ثقہ اور حمل علم مین معروف ہو سو اس تعریف کے بموجب ابن اکیمہ مجہول نہین ہین کیونکہ ابن شہاب جو اونسے روایت کرنے والے ہین بڑے ثقہ اور مشہور و معروف شخص ہین چنانچہ امام نووی نے تہذیب الاسما مین اونکے حق مین لکہا ہے تابعی سمع انسا وسهل ابن سعد والسائب بن یزید وابا امامة وابا الطفیل وروی عنه خلائق من کبار التابعین واتباعهم روینا عن اللیث بن سعد قال ما رایت قط عالما اجمع من ابن شهاب ولا اکثر علما منه وقال الشافعی لولا الزهری لذهبت السنن من المدینة انتهی ملخصا یعنی زہری تابعی ہین

انھون نے انس اور سہل بن سعد اور سائب بن یزید اور ابو امامہ اور ابو
طفیل سے سُنا ہے اور اونسے کبار تابعین اور تبع تابعین مین سے بہت خلقت
نے روایت کی ہے لیث بن سعد سے ہم روایت کیے گئے ہین کہ اونھون نے کہا
کہ مین نے کبھی کوئی عالم ابن شہاب سے زیادہ جامع اور عالم نہ دیکھا اور امام
شافعی نے کہا کہ اگر زہری نہوتے تو مدینہ سے سنن رسول اللہ صلعم جاتی رہتین اور
سوم یہ کہ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے ابن اکیمہ کو نہین پہچانا لیکن ایک جماعت نے نقاد
سے اونکو پہچانا اور ثقہ کہا ہے کیا یہ حضرات حافظ ابن حجر کے کلام کو تہذیب التہذیب
مین ابن اکیمہ کے ترجمہ مین نہین دیکھتے وہ کہتے ہین کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے
کہ وہ صالح الحدیث اور مقبول ہین اور ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ ہمسے محمد بن یحییٰ
ذہلی نے کہا کہ ابن اکیمہ وہ عمارہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ عامر ہے اور ہمارے نزدیک
محفوظ عمارہ ہے اور وہ اوس عمرو بن مسلم کے دادا ہین جنسے مالک بن انس
اور محمد بن عمرو بن علقمہ نے حدیث ام سلمہ رض اِذَا دَخَلَ العَشْرُ کو روایت
کیا ہے مین کہتا ہون کہ ابن عبدالبر نے باب من لم یشتہر عنہ الروایۃ و
احتملت روایتہ لرواۃ الثقات عنہ مین کہا ہے کہ ابن اکیمہ
مدنی ہین اور ابن معین نے اونکے باب مین کہا ہے کہ ابن اکیمہ کے حق مین زہری کا
یہ کہنا کہ مین نے سُنا ہے کہ ابن اکیمہ سعید بن مسیب سے حدیث بیان کرتے تھے تجکو
کفایت کرتا ہے انتہی کلام ابن عبدالبر اور دوری نے روایۃً عن یحیی بن سعید
کہا ہے کہ عمرو بن اکیمہ ثقہ ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا ہے کہ وہ مدینہ کے
مشاہیر تابعین مین سے ہین اور ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے انتہی
ملخصاً اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین بھی اونکو ثقہ کہا ہے الحاصل ابن اکیمہ ہرگز
مجہول نہین ہین کوئی مجہول اونکو زبردستی مجہول کہے تو اسکا تو کچھ علاج نہین

Marfat.com

پانچوین حدیث اِنَّ النبی صلے الظہر فجاء رجل فقرأ خلفه بسبح اسم ربک الاعلی فلما فرغ قال ایکم قرأ قالوا رجل قال قد عرفت ان بعضکم خالجنیہا + یعنی تحقیق نبی صلعم نے ظہر کی نماز پڑہی تو ایک شخص نے آکر آپکے پیچھے سبح اسم ربک الاعلی پڑہی تو آپنے فارغ ہوکر فرمایا تم مین سے کسنے پڑہا ہے اونھون نے کہا ایک شخص نے آپنے فرمایا تحقیق مین نے پہچان لیا کہ بیشک تم مین سے بعض نے جھگڑا کیا مجہہ سے قرارت مین یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور صحیح مسلم مین ہے اس حدیث سے سری نماز مین قرارت خلف امام کی ممانعت بخوبی ثابت ہوتی ہی اور وجہ ثبوت کی یہ ہے کہ یہ کلام بھی مَالی انازع القرآن ہی کی طرح کا ہے توجبکہ اوسکا مفہوم ممانعت ہے تو اسکا بطریق اولی ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ نسائی کے جس باب مین یہ حدیث مروی ہے وہ باب ترجمہ ترک القراءۃ خلف الامام فیما لم یجہر فیه مترجم ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس حدیث سے قرارت خلف امام کی ممانعت ثابت نہین ہوتی کیونکہ ابوداؤد نے اس حدیث کے بارہ مین کہا ہے کہ ابن کثیر نے اپنی حدیث مین کہا ہے کہ شعبہ نے کہا کہ مین نے قتادہ سے کہا کہ گویا حضرت نے اپنے پیچھے قرارت کرنے کو برا جانا تو قتادہ نے کہا اگر برا جانتے تو اوس سے منع کردیتے تو ہم کہین گے کہ آپ کا یہ کہنا کہ اس حدیث سے قرارت خلف امام کی ممانعت نہین ثابت ہوتی محض غلط ہے کیونکہ لفظ خَالَجَنِیهَا سے سراسر ممانعت ٹپک رہی ہے باقی رہا قول قتادہ تو اوسکی نسبت تو میرا کیا منہ ہے کہ مین کچہہ کہون چھوٹا منہ بڑی بات اچھی نہین ہوتی مگر یہ ہر ذی عقل وانصاف پر ظاہر ہے کہ لفظ خَالَجَنِیهَا سے برا جاننا پورے طور سے ثابت ہے کیونکہ اس قسم کے لفظ برا ہی جاننے کے وقت بولے جاتے ہین اچھا جاننے کے وقت کوئی شخص ایسے لفظ نہین بولتا اور یہی وجہ ہے

Marfat.com

کہ شعبہ بھی اس لفظ سے برا جانتا سمجھے اور قتادہ سے اسکا ذکر کیا ہان اگر یہ کہے کہ صراحۃً ممانعت اس مین نہین ہے تو بجا ہے مگر کنایۃً مین تو کچھ کسر بھی نہین ہے والکنایۃ ابلغ من التصریح پھر اگر کوئی کہے کہ اچھا ہمنے مانا کہ اس حدیث سے قرارت خلف امام کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن پھر بھی ہم یہ کہین گے کہ الحمد کے سوا اور سورۃ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے نہ الحمد کے۔ تو ہم کہینگے کہ اس طرح تو اگر آپ یون کہنے لگین کہ اسمین تو سبح اسم پڑھنے کی ممانعت ہے نہ اور سورۃ کی تو ہم کب ماننے والے ہین کیونکہ مخالجہ جیسا سبح اسم مین ویسا اور سورت مین اور جیسا اور سورت مین ویسا الحمد مین کچھ یہ تو ہے نہین کہ الحمد کے سوا اور سورت پڑھنے مین تو مخالجہ ہو اور الحمد مین نہو تو جبکہ مخالجہ الحمد مین بھی متصور ہے تو وہ بھی ممانعت مین داخل ہوگی۔

چھٹی دلیل

اور چھٹی حدیث عن انس قال صلی رسول اللہ صلعم ثم اقبل بوجھہ فقال اتقرءون والامام یقرء فسکتوا فسالھم ثلثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا + یعنی حضرت انس سے روایت ہے کہا حضرت نے نماز پڑھی پھر لوگون کے طرف منہ کرکے فرمایا کیا تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو حالانکہ امام پڑھتا ہے تو لوگ چپ ہورہے تو آپ نے اسیطرح تین مرتبہ پوچھا تو لوگون نے عرض کیا کہ البتہ ہم قرارت کرتے ہین تو آپنے فرمایا نہ کیا کرو اس حدیث کو طحاوی نے بسند جید نکالا ہے اس حدیث مین امام کے پیچھے قرارت کرنے سے حضرت نے صاف صاف منع کردیا

ساتوین دلیل

اور ساتوین حدیث عن عطاء بن یسار انہ سال زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شیء + یعنی عطار بن یسار سے روایت ہے کہ انھون نے زید بن ثابت سے امام کے پیچھے پڑھنے سے سوال کیا تو اونھون نے کہا کہ امام کے

Marfat.com

ساتھ کسی چیز بیچ کسی نماز مین قراءت نہین ہے یہ حدیث صحیح مسلم اور سنن
نسائی کے باب سجود القرآن مین ہے اور اس حدیث سے سری اور جہری سب
نمازون مین امام کے پیچھے پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے **تنبیہ**
اس زمانہ کے بعض علماء نے اپنی بعض تصنیفات مین اس حدیث کا جواب چار
طرح سے لکھا ہی اس خاکسار نے اون چارونکا جواب رسالہ ہدایۃ المعتدی مین بخوبی دیدیا ہی
توجسکا جی چارون جوابونکا جواب دیکھنے کو چاہی تو اوس رسالہ کو دیکھ لے ورنہ اون چارون
مین جو جواب کہ عجیب و غریب ہے اوسکو مع اوسکے جواب کے فصحت ناظرین کے لئے اوس
رسالہ مین سے بعینہ یہان بھی نقل کئے دیتا ہون اور وہ یہ ہے + + + +

قولہ دوم زید بن ثابت مطلق قرارت کے نفی نہین کرتے بلکہ امام کے ساتھ
ساتھ قرارۃ کرنیکے نفی کرتے ہین چنانچہ لفظ مع القراۃ اس پر دال ہے **اقول**
پہلے تو مین یہ پوچھتا ہون کہ حدیث مین لفظ مع القراۃ ہے ہی کہان جو دال ہو
اسی ہوش و حواس پر نعرہ ہل من مناظر مارتے ہو وہان لفظ مع الامام ہے اور
پھر جواب دیتا ہون کہ اول تو حضرت زید بن ثابت نے امام کے ساتھ ساتھ قراۃ کرنیکی
نفی نہین کی ہی بلکہ مطلق قراۃ کی نفی کی ہی کیونکہ زید بن ثابت اون صحابہ مین سے ہین جو قراۃ خلف امام
کی منع کرنے والی ہین چنانچہ حافظ ابن حجر درایہ مین لکھتے ہین انما یثبت ذلک ای
المنع عن ابن عمر و جابر و زید بن ثابت و ابن مسعود انتہی اور جو شخص منع
کرنے والا قرأت مذکورہ کا ہے اوسکی مراد جواز قراۃ کیسے ہو سکتی ہے اور نیز لفظ
لا قراءۃ مع الامام مین لا نفی جنس کا ہے اور دوسرے لفظ مع کے معنی ساتھ
ساتھ (جیسے کہ آنصاحب نے سمجھے ہین) نہین ہین ورنہ حدیث عبد اللہ بن سلام قال
مکتوب فی التوریۃ صفۃ محمد و عیسی بن مریم یدفن معہ الحدیث اور نحات
کے قول جاء البرد والجبات مین مشکل پڑیگی اور نیز یہ تاویل متضمن آپ لوگون کے

۵ یعنی قراۃ خلف امام کا منع کرنا فقط ابن عمر اور جابر اور زید بن ثابت اور ابن مسعود سے ثابت ہوا ہے ۱۲

Marfat.com

مذہب کی تردید کو ہو گی کیونکہ جبکہ بموجب آپ کے قول کے لا قراءۃ مع الامام
کے معنی (نہین قرأت ہے ساتھ ساتھ امام کی) ہوئے تو اس حدیث سے تو امام کے
ساتھ ساتھ یعنی علی سبیل المنازعۃ قرأت کرنے کی ممانعت ثابت ہوئی اور آپ لوگونکا
مذہب بھی یہی ہے چنانچہ مولوی سعید صاحب بنارسی اپنے رسالہ تعلیم المبتدی کے حصہ
دوم کے ۳۷ مین لکھتے ہین کہ منازعت کو تو ہم بھی منع کرتے ہین انتہی لیکن حدیث ابی نعیم
انہ سمع عبادۃ بن الصامت عن النبی قال هل تقرؤن فی الصلوۃ معی قلنا
نعم قال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب سے اسکا یعنی ساتھ ساتھ پڑھنے کا جواز
ثابت ہوتا ہے کیونکہ بموجب آپکے قول کے ترجمہ اسکا یہ ہوا حضرت نے فرمایا کیا تم لوگ
نماز مین میرے ساتھ ساتھ پڑھتے ہو ہمنے کہا ہان حضرت نے فرمایا مت پڑھو یعنے
میرے ساتھ ساتھ مگر سورہ فاتحہ یعنے اسکو میرے ساتھ ساتھ پڑھو تو واہ جزاک اللہ
یہ خوب تاویل کی جس سے آپ کے مذہب کی تردید آپ ہی کے منہ سے ہو گئی ع
ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا اور علاوہ انکے اور بہت حدیثین قریب
پچیس تیس کے امام صاحب کے اس مذہب کی مؤید ہین بخوف طول اسیقدر پر اکتفا
کیجاتی ہے لیکن باوجود ان دلائل کے بعض علمار کہتے ہین کہ اس مسئلہ مین امام صاحب
کا مذہب بوجہ کفایت کرنے قرارت امام کے مقتدی کو ترک قرارت ہی بغیر منع کر
چنانچہ ابن حبان نے کتاب الضعفا مین کہا ہے اهل الکوفۃ انما اختاروا
ترك القراءۃ لا انهم لم یجیزوه یعنی کوفہ والون نے ترک قرات کو اختیار
کیا ہے نہ یہ کہ قرات کو اونھون نے جائز نہین رکھا تو اول تو محقق کمال الدین
ابن ہمام رح نے ابن حبان کی اہل کوفہ کی طرف اختیار ترک قرأت کو مع جواز کے
نسبت کرنے کو رد ہی کر دیا ہے چنانچہ فتح القدیر مین کہا ہے۔ ولیس ما نسبه
الی اهل الکوفۃ بصحیح یعنے جو کچھ کہ ابن حبان نے اہل کوفہ کے طرف نسبت

Marfat.com

کیا ہے وہ صحیح نہین ہے **لیکن** بر تقدیر تسلیم یہ مذہب بھی امام صاحب کا مدلل باحادیث صحیحہ اور آثار قویہ ہے منجملہ اونکے **ایک** تو حدیث من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ ہے یعنی جسنے امام کے پیچھے نماز پڑھی پس بیشک امام کے قرأت اوسکے واسطے قرأت ہے یعنی اوسکو قرأت کرنے کی کچھ ضرورت نہین یہ حدیث سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد اور مسند احمد بن منیع اور مسند عبد بن حمید اور کامل ابن عدی اور شرح معانی الآثار طحاوی اور موطاء امام محمد اور کتاب الآثار امام محمد اور مسند امام ابوحنیفہ رح وغیرہا حدیث کی بہت سی معتبر کتابون مین ہے اور بہت طریقون سے مروی ہے بعضے اونمین سے صحیح مرفوع ہین بعضی صحیح مرسل بعضی ضعیف منجملہ طرق صحیحہ مرفوعہ کے **ایک تو طریق** امام محمد کا ہے وہ امام ابوحنیفہ سے وہ موسی بن ابی عائشہ سے وہ ابن شداد سے وہ جابر سے یہ طریق اسکے سب طرق مین عمدہ ہے یہانتک کہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ یہ طریقہ صحیح ہے اور بشرط بخاری اور مسلم کے اور عینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ ابوحنیفہ تو ابوحنیفہ ہی ہین انکا تو ذکر ہی کیا ہے اور موسی بن ابی عائشہ کوفی ثقہ اور ثبت لوگون اور صحیحین کے راویون مین سے ہین اور عبد اللہ بن شداد مشاہیر بزرگون اور ثقہ لوگون مین سے ہین اور حضرت جابر رض تو صحابی ہی ہین انتہی اور اس حدیث کو امام محمد نے اس طریق سے موطا اور کتاب الآثار مین روایت کیا ہے لیکن کتاب الآثار مین اسمین ایک قصہ بھی ذکر کیا ہے اس طرح کہ صلی رسول اللہ صلعم ورجل خلفہ یقرا فجعل رجل من اصحاب رسول اللہ ینہاہ عن القراءۃ فی الصلوۃ فقال اتنہانی عن الصلوۃ خلف رسول اللہ فتنازعا حتی سمع رسول اللہ فقال من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام قراءۃ لہ یعنی آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی تو ایک شخص آپکے پیچھے پڑھنے لگا تو آپکے اصحاب مین سے ایک شخص نے

نہوکہ ہوں انتہی ملخصاً ۱۲ ۵ یہ قصہ حاکم وغیرہ اور بھی کئی شخصوں کی روایت مین ہے اور اس قصہ مین قراءۃ

اوسکو نماز مین قرارت کرنے سے روکنا شروع کیا تو اوس نے کہا کیا تو مجھے حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے اسی مین وہ دونون جھگڑ پڑے یہانتک کہ حضرت نے سنا تو آپنے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے امام کی قرارت اوسکے لئے قرارت ہے یعنی اوسکو پڑھنے کی کچھ ضرورت نہین **اور دوسرا** - احمد بن منیع کا اونھون نے اپنی سند مین کہا ہے ثنا اسحق الازرق ثنا سفیان الازرق ثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشة عن عبد اللہ بن شداد عن جابر قال قال رسول اللہ من کان لہ امام فقراءة الامام لہ قراءة یعنی حدیث بیان کی ہم سے اسحٰق ازرق نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان ازرق نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان اور شریک نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن ابی عائشہ سے وہ عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابر رضہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس شخص کا امام ہے امام کی قرارت اوسکی قراۃ ہے **اور تیسرا** ابی الحسین کا انھون نے کہا حدثنا جریر عن موسی بن ابی عائشة عن عبد اللہ بن شداد مرفوعا من کان لہ الخ یعنی اور حدیث بیان کی ہم سے جریر نے وہ روایت کرتے ہین موسیٰ بن ابی عائشہ سے وہ عبد اللہ بن شداد سے مرفوعاً کہ جس شخص کا الخ اس طریق مین لفظ عن جابر کو ذکر نہین کیا **اور چوتھا** عبد بن حمید کا اونھون نے کہا نا ابو نعیم نا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول اللہ من کان لہ امام الخ یعنی خبر دی ہمکو ابو نعیم نے اونھون نے کہا خبر دی ہمکو حسن بن صالح نے وہ روایت کرتے ہین ابو الزبیر سے وہ حضرت جابر رضہ سے وہ رسول اللہ صلعم سے کہ جس شخص کا امام ہے الخ **اور پانچوان** ابو عبد اللہ حاکم کا اونھون نے کہا حدثنا ابو محمد بن محمد بن حمدان الصیرفی ثنا عبد الصمد الفضل البلخی ثنا مکی بن ابراھیم عن

Marfat.com

ابی حنیفة عن موسی بن ابی عائشة عن عبد الله بن شداد بن
الهاد عن جابر بن عبد الله ان النبی صلعم الحدیث مثل روایت کتاب الآثار
امام محمد مذکور کے **اور چھٹا** ۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اونکی سند بروایت
حصکفی مین ہے ابو حنیفة عن موسی عن عبد الله بن شداد عن جابر بن
عبد الله ان رسول الله قال من کان له امام الحدیث یعنی امام ابو حنیفہ
موسی سے روایت کرتے ہین وہ عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ سے
کہ تحقیق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کا امام ہے الخ اور علاوہ انکے اس حدیث
کے صحیح مرفوع اور بھی کئی طریق ہین لیکن یہان پر بخوف طول اسیقدر پر اکتفا کیجاتی ہے
اور مرسلاً تو اسکو موسی بن ابی عائشہ سے بہت سے حفاظ حدیث نے روایت کیا ہے
چنانچہ دار قطنی نے کہا ہے وقد رواه الثوری وابو الاحوص وشعبة
واسرائیل وشریک وابو خالد وابن عیینة وجریر وغیرهم عن
موسی مرسلاً یعنی اور تحقیق روایت کیا ہے اوسکو یعنی اوس حدیث من کان له
الخ کو ثوری اور ابو الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابو خالد اور
ابن عیینہ اور جریر وغیرہم نے موسی سے مرسلاً اور مرسل ہمارے یہان کیا بلکہ
ایک جماعت محدثین کے نزدیک مقبول اور حجت ہے اور بلکہ تابعین کا مرسل کے
مقبول اور حجت ہونے پر اجماع ہے اور ضعیف طریقون سے بھی بوجہ کثرت اور تعدد
طرق کے درجہ حسن کو پہونچگئی ہے ۔ غرضکہ آخر الامر یہ حدیث دو قسم کی ہوگئی صحیح اور
حسن اور یہ دونون قسمین اول درجہ کی دلیل ہین اور اس حدیث کے متعلق اور بحث
مع اثبات عدالت امام صاحب کے اس حقیر کے رسالہ فتح القیوم مین پورے طور سے
ہے جسکا جی چاہے اوسمین دیکھے **تنبیہ** ۔ بعض علمانے اپنے بعض تصانیف مین
لکھا ہے کہ یہ حدیث کل طرق سے ضعیف ہے تو اونکے اس قول کی غلطی ہمارے

Marfat.com

ان چھ طریقون کی تحریر سے بخوبی کھل گئی **فائدہ** اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث کا مورد حضرت کی پیچھے ظہر یا عصر کے نماز مین سبح اسم کا پڑہنا ہے جیسا کہ حضرت جابر رض سے کئی طریق سے مروی ہے تو یہ اسکے ماعدائے فاتحہ مین وارد ہونے کا پورا شاہد ہے **توہم** کہین گے کہ اس حدیث مین لفظ قراۃ مصدر مضاف ہے طرف امام کے اور مصدر مضاف افادہ عموم کا دیا کرتا ہے اور اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث مین لفظ قرارت بوجہ عموم کے شامل ہے فاتحہ اور غیر فاتحہ کو اور حدیث عبادہ وغیرہ خاص باب فاتحہ مین ہین اور جبکہ عام اور خاص معارض ہوتے ہین تو عام خاص سے خاص کر لیجاتی ہے۔ ہم کہین گے کہ اول تو یہان تعارض ہی نہین اور بر تقدیر تسلیم یہ قول آپ کا اونکے نزدیک مستقیم ہوگا جو عام کے ظنی ہونے کا قایل ہے اور جو لوگ اوسکے قطعی ہونیکے قائل ہین اونکے نزدیک حکم تعارض کا اوسی قدر مین ثابت ہوگا جسقدر کو وہ دونون شامل ہین پھر اگر کوئی کہے کہ جبکہ اس حدیث کے بموجب امام کے قرأۃ مقتدی کے قرارت ہے تو امام کے پیچھے ثنا وغیرہ کچھہ بھی نہ پڑھنا چاہیے توہم کہینگے کہ اس حدیث مین لفظ قرأت مطلق ہے اور کلام عرب مین لفظ قرارت اور اسکے مشتقات کا اطلاق بغیر تقیید کے ساتھہ مفرد کے فقط قرآن پڑھنے پر ہوتا ہے تو حدیث کے معنی یہ ہین کہ امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کا قرآن پڑھنا ہے نہ یہ کہ امام کا ثنا وغیرہ سب پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے اور باقی اعتراضات کا جواب دُرِّ منظوم اور فتح القیوم مین ہے **اور دوسری حدیث** عن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ صلعم انہ قال من صلی رکعۃ فلم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام یعنے حضرت جابر رض رسول اللہ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت پڑھی پس اوسمین نہ پڑھا الحمد کو پس نہ پڑھی اوس نے وہ رکعت یعنی وہ رکعت اوسکے نہ پڑھنے کے برابر ہے مگر

امام کے پیچھے یعنے اس حالت مین وہ رکعت اوسکی ہوجائیگی اس حدیث کو طحاوی
نے اخراج کیا ہے اور یہ حدیث بھی مثل حدیث عبادہ کے خاص ہے اس سے امام کے
پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب جو کہ حدیث عبادہ سے ثابت ہوتا تھا صاف جاتا رہا۔
شبہہ آجکل کے بعض علمانے اپنے بعض تصنیفات مین لکھاہے کہ اس حدیث کے
اسناد مین ایک راوی یحیٰی بن سلام ضعیف ہین لہذا یہ حدیث حجت نہوگی تو اسکے
جواب مین مین یہ کہتاہون کہ حدیث ضعیف دو قسم ہے ایک شدید الضعف اور وہ
وہ حدیث ہے کہ ضعف اوسکا اتہام کذب یا شذوذ یا فحش خطا وغیر ذلک کی جہت سے
ہو اور دوسری خفیف الضعف اور وہ وہ ہے کہ ضعف اوسکا سوء حفظ یا اختلاط
یا تدلیس کی جہت سے ہو تو قسم اول کا ضعف تو کسیطرح منجبر نہین ہوتا اور نہ وہ
حجت ہوتی اور قسم ثانی کا ضعف تعدد طرق یا متابع اور شاہد سے منجبر ہوجاتاہے
اور وہ حجت ہوتی ہے تو یہ حدیث دوسری قسم مین سے ہے کیونکہ یحیٰی بن سلام قطع نظر
اس سے کہ ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیاہے اور ابوزرعہ نے اونکے حق مین
لا بأس بہ کہاہے جیساکہ لسان المیزان مین ہے متہم بالکذب یا فاحش الغلط
وغیر ذلک نہین ہے لہذا اسکا ضعف حدیث ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ متقدم سے
جو کہ اسکے شاہد ہی منجبر ہوجائیگا اور یہ حدیث حسن لغیرہ کہلائیگی اور حسن لغیرہ دلیل
قوی ہوتی ہے کما لایخفی علی ماہر فن اصول الحدیث **اور تیسری حدیث** حضرت
جابر کی من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بأم القرآن فلم یصل الا ان یکون
وراء الامام یعنی جس شخص نے ایسی رکعت پڑھی کہ اوسمین الحمد نہ پڑھی تو نہ پڑھی
مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو اس حدیث کو ترمذی نے اپنے جامع مین اخراج کیا ہے اور حسن
صحیح کہاہے اور یہ حدیث بھی اوپر کے حدیث کی طرح خاص ہی ہے تو یہ بھی وہی فائدہ
ویگی جو اوسنے دیا **تنبیہ** اس زمانہ کے بعض علماء نے اپنے بعض تصانیف مین

Marfat.com

اس حدیث کا دو طرح سے جواب دیا ہے اس خاکسار نے . اون دونون جوابونکا جواب رسالہ ہدایۃ المعتدی اور در منظوم مین اور پھر جواب کا جواب فتح القیوم مین بخوبی دیدیا ہے جسکا جی چاہے اومین دیکھ لے اور علاوہ ان حدیثون کے اور بھی صحیح حدیثین امام صاحب کی اس مذہب کی مؤید ہین یا نشتی نمونہ خروارے یہان پر چند حدیثین ذکر کر دی گئین ہین الحاصل امام صاحب کا مذہب اول اور بر تقدیر تسلیم مذہب ثانی بھی احادیث صحیحہ کے موافق اور اخبار قویہ کے مطابق ہے جو لوگ آپ کے مذہب کو غیر صحیح اور ضعیف اور خلاف حدیث گمان کرتے ہین اور اپنے اس گمان فاسد سے آپ کو برا کہتے ہین وہ لوگ بڑی ٹوٹے مین ہین قیامت کے دن اسکی کیفیت اونکو بخوبی معلوم ہو جائیگی اللہ تعالی سب مسلمانون کو ایسے گمان سے اپنی پناہ مین رکھے اور اپنی اور اپنے رسول اور امام ابو حنیفہ رح کی کما حقہ اطاعت نصیب کرے آمین ثم آمین ۔ دوسری فصل امام مالک کے مذہب کے بیان مین ۔ جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سری نمازون مین امام کے پیچھے قرأت بجائے جہری مین نہین چنانچہ اونکے مؤطا مین ہے قال یحیی سمعت مالکا یقول الامر عندنا ان یقرء الرجل وراء الامام فیما لا یجھر فیہ الامام بالقراءۃ ویترک القراءۃ فیما یجھر فیہ الامام بالقراءۃ یعنی یحیے نے کہا ہے کہ مین نے امام مالک کو سنا کہ فرماتے تھے کہ میرے نزدیک تو امر قرأۃ خلف امام اسطرح پر ہے کہ جس نماز مین امام پکار کر قرارت نہین کرتا اوسمین مقتدی امام کے پیچھے قرارت کرے اور جسمین امام پکار کر قرارت کرتا ہے وسمین ترک کرے اور دلیل اونکی آیۃ واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ہے وہ فرماتے ہین کہ یہ آیت قرارت خلف امام

Marfat.com

ہی کے بارہ مین نازل ہوئی ہے۔ **تیسری فصل** امام شافعی کے
مذہب کے بیان مین + جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ کے دو قول ہین ایک تو قول اونکا موافق امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کے ہے یعنے مقتدی سری نماز مین امام کے پیچھے قرارت کرے جہری
مین نہین یہ مذہب اونکا عراق مین تھا اور دلیل اسکی وہی آیت ہے
اور دوسرا یہ ہے کہ مقتدی سری اور جہری سب نمازون مین امام
کے پیچھے الحمد پڑھے یہ مذہب اونکا مصر مین آکر ہوا اور اسکی بہت بڑی
دلیل حدیث عبادہ ہے کنا خلف رسول اللہ ﷺ فی صلوۃ الفجر فقرء
فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف
امامکم قلنا نعم یا رسول اللہ ﷺ فقال فلا تفعلوا الا بفاتحۃ
الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا یعنے ہم لوگ فجر کی نماز مین
رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے پس آپ نے قرارت کی پس آپ کے اوپر قرارت
بھاری ہوگئی پس جبکہ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا شاید تم لوگ امام کے
پیچھے پڑھتے ہو ہمنے عرض کیا ہان اے رسول اللہ پس آپنے فرمایا نہ پڑھا
کرو مگر الحمد پس تحقیق جسنے اوسکو نہ پڑھا اوسکی نماز نہین ہوئی یہ حدیث
ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی وغیرہا کتب حدیث مین ہے
فائدہ جاننا چاہیے کہ حضرات غیر مقلدین تو اس حدیث واشباہ
سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب ثابت کرتے ہین اس طرح پر کہ اس حدیث
مین حضرت نے مقتدیون کو الحمد پڑھنے کا امر فرمایا اور ظاہر امر کا وجوب ہے
اور خاکسار کہتا ہے کہ ہمارے علما مین سے بعضون نے اس حدیث کو ابتدائے
اسلام پر حمل کیا ہے اور بعضون نے منسوخ سمجھا ہے اور تاریخ اسکا حدیث

Marfat.com

ابوہریرہ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوۃٍ جَہَرَ فِیْھَا بِالْقِرَاءَۃِ الحدیث کو بوجہ ابوہریرہ رض کے متاخر الاسلام ہونے کے گمان کیا ہے اور اگر یہ حدیث غیر منسوخ اور غیر محمول علی ابتداء الاسلام ہی قرار دی جائے تو تب بھی اس سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا وجوب ہرگز ہرگز نہین ثابت ہوتا اور نہ ثابت ہونے کی وجہ اول تو یہ ہے کہ وہ حضرات اس حدیث مین سے اپنے دعوے کی دلیل یا تو جملہ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ کو گردانین گے یا فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ الخ کو سو جملہ اولی کے دلیل گردانے مین تو یہ ہے کہ اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ نہی سے استثناء فقط مستثنیٰ کی حیز نہی سے نکلجانے پر دلالت کرتی ہے نہ اوسکے لازم کرنے پر باقی رہا جملہ ثانیہ سو وہ اپنے امثال کے طرح عام ہے لہذا حدیث مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ و امثالہ سے خاص کرلیا جاویگا اور وجہ ثانی جمع ہے درمیان اس حدیث و امثالہ اور احادیث اجزاء قرأۃ الامام للمقتدی اور احادیث جواز صلوۃ المقتدی بلاقرأۃ الفاتحہ کے حدیث جابر رض مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً اور نیز مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ مقتدی کی نماز بغیر الحمد پڑھے جائز ہونے پر صاف صاف دلالت کررہے ہین تو پھر حدیث عبادہ وغیرہ سے وجوب کیسے ثابت ہوسکتا ہے الحاصل ایسی کوئی حدیث نہین جس سے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی فرضیت یا وجوب ثابت ہوتا ہو باقی رہا جواز سو اوسکے معارض منع کی حدیثین ہین اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ تعارض کے وقت منع جواز پر مقدم ہوتا ہے کما صرح بہ ابن الھمام فی فتح القدیر۔

چوتھی فصل امام احمد بن حنبل رح کے مذہب کے بیان مین۔ معلوم کیا جائے کہ تعلیق ممجد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ مین امام احمد کا مذہب موافق امام مالک رح کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ یہ کہتے ہین کہ اگر مقتدی جہری نماز مین امام

یہ حدیث بخاری مع ترجمہ کے اس کتاب کی فصل اول مین گذر چکی ۱۲

اتنا قریب ہو کہ اوسکے قرأة کو سنتا ہو تو اس حالت مین اوسکے پیچھے نہ
پڑھے اور دلیل اسکی وہی آیت ہے جو امام مالک کی دلیل ہے اور جامع ترمذی
مین ہے کہ امام احمد نزدیک مختار یہ ہے کہ مصلی الحمد کو نہ چھوڑے گو مقتدی ہو اور دلیل اسکی وہی حدیث عبادہ ہے
لیکن جامع ترمذی ہی مین یہ بھی ہے کہ امام احمد نے حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کو بدلیل
حدیث جابر من صلے رکعۃ الخ کے اکیلے کے حق مین سمجھا ہے اور مقتدی پر الحمد پڑھنے کی واجب نہ ہونیکے ساتھ
قائل ہوئے ہین **فائدہ** اس زمانے مین جو فرقہ شوکانیہ یا نذیریہ یا صدیقیہ یعنی حضرات غیر مقلدین
حضرات شافعیہ کی بولی بولتے ہین اور کہتے ہین کہ الحمد کا نماز مین پڑھنا فرض ہے تو یہ قول اونکا خلاف قرآن کے ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو عام طور پر قرآن مین سے اوس چیز کے پڑھنے کا حکم کیا ہے جو کہ نمازی پر آسان ہو کسی خاص
سورت یا کسی خاص رکوع یا کسی خاص آیت کے پڑھنے کا حکم نہین کیا چنانچہ فرمایا ہے
فاقرءوا ما تیسر من القرآن یعنی بس پڑھو تم نماز مین جو آسان ہو قرآن سے
تو جبکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن مین سے جو چیز نمازی پر آسان ہو اوسکے پڑھنے کا
حکم فرماوے اور یہ فرقہ خاص سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض قرار دے تو یہ قول
انکا خلاف قرآن کے نہو گا تو اور کیا ہو گا باقی رہی حدیث لا صلوٰۃ الا
بفاتحۃ الکتاب سو اس سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی فرضیت نہین ثابت
ہوتی کیونکہ اسمین مثل حدیث لا صلوٰۃ بحضرۃ الطعام اور لا صلوٰۃ
لجار المسجد الا فی المسجد اور لا صلوٰۃ لعبد ابق کی نماز کی
صفت یعنی کمال کی نفی ہے ذات کی نہین یعنی اس حدیث کے معنی یہ ہین کہ
بغیر الحمد پڑھے نماز پوری نہین ہوتی یہ معنی نہین کہ بغیر الحمد پڑھے نماز بالکل
نہین ہوتی اور نیز یہ خبر واحد ہے تو اگر ہم اس ہی نماز مین سورہ فاتحہ کے
پڑھنے کی فرضیت کے قائل ہوتے ہین تو خبر واحد سے زیادتی قرآن پر لازم
آتی ہے اور وہ ہمارے یہان جائز نہین تو بس حد کا درجہ یہ ہے کہ اس
حدیث سے سورہ فاتحہ کا وجوب ثابت ہو گا سو وہ بھی بدلیل دوسری
حدیثوں کے اکیلے اور امام کے حق مین مقتدی کے حق مین نہین اور اگر کوئی

Marfat.com

کوئی کہے کہ حدیث عبادہ مین آپنے خاص کر مقتدیون کو بھی الحمد پڑھنے
کا امر فرمایا ہے اور امر مطلق کا مفاد وجوب ہے تو حدیث عبادہ سے مقتدی
پر بھی الحمد پڑھنے واجب ہوگی تو اولاً تو اسکے جواب مین ہم یہ کہین گے کہ
امر مطلق کا مفاد وجوب جب ہی تک ہے کہ جبتک کوئی دلیل اوسکے خلاف
پر قائم نہو تو یہان پر تو احادیث اجزار بہت پکی دلیلین اوسکے خلاف
پر قائم ہین تو باوجود قیام ان دلائل کے مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا
حدیث عبادہ سے کیسے واجب ہو سکتا ہے اور ثانیاً یہ کہ یہہ بھی خبر واحد ہے
تو اگر ہم اس سے مقتدی پر سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی وجوب کے قائل ہوتے
ہین تو خبر واحد سے زیادتی قرآن یعنی اللہ کے قول وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ پر
لازم آتی ہے اور وہ ہمارے یہان جائز نہین تو بس الحمد کی فرضیت اور وجوب کا
ثبوت کسی آیت اور حدیث سے نہین یہ فقط ان لوگون کی مفت کی باتین ہین اور
کچھہ نہین **پانچوان باب** آمین کہنے کے بیان مین **پہلی فصل** امام اعظم رح
کے مذہب کے بیان مین پوشیدہ نرہے کہ امام صاحب کا قول تو اس مسئلہ مین
یہہ ہے کہ مقتدی آمین کہے امام نہ کہے ایسا ہی کہا ہے امام محمد نے
اپنی موطا مین **لیکن عمل** ہمارے مذہب مین امام محمد رح
قول پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ سے فارغ ہو تو وہ اور اوسکے
مقتدی آمین کہین لیکن آہستہ اور دلیلین اس قول کی کئی ہین منجملہ اونکے
ایک وہ حدیث ہے جسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اس
اسناد سے روایت کی ہے حدثنا وکیع ثنا سفیان عن سلمۃ بن کھیل
عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر قال سمعت النبی قرا ولا الضالین
فقال آمین وخفض بہا صوتہ یعنی حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے

اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے وہ سلمہ بن کہیل سے وہ
حجر بن عنبس سے وہ وائل بن حجر سے کہا سنا مین نے نبی صلعم کو کہ پڑھا ولا الضالین
پس کہا آمین اور پست کیا ساتھہ اوسکے اپنی آواز کو یعنی آہستہ کہا **تنبیہ**
بعض علما غیر مقلدین نے اس روایت کی نسبت لکہا ہے کہ یہ روایت دووجہ
سے قابل احتجاج نہین وجہ اول یہ کہ سنن دار قطنی سے معلوم ہوا کہ وکیع نے جو
سفیان سے روایت کی ہے اوسمین یمد بہا صوتہ ہے نہ خفض بہا صوتہ
پس خفض بہا صوتہ۔ تصحیف وخطا ہے دوم برتقدیر تسلیم اس امر کے
یہ ہے کہ وکیع نے مخالفت کی ہے ساتھہ آئمہ ثقات کے مانند محمد بن کثیر ویحیی بن
سعید وعبد الرحمن بن مہدی ومحاربی وفریابی کے پس یہ حدیث باین الفاظ گو
قابل اعتماد نہین ہوسکتی ہے انتہی سو وجہ اول تو محض پوچ ہے اور اوسکا
پوچ ہونا ناظر نسخ متعددہ مصنف ابن ابی شیبہ پر ظاہر ہے علاوہ اسکے ہوسکتا ہے
کہ وکیع نے سفیان سے دونون طرح روایت کیا ہو جیسا کہ اکثر روایات مین
ہوتا ہے اور دوسری وجہ کے جواب مین ہم اول تو وہی کہین گے جو کہ امام مسلم
نے سلیمن کے بارہ مین ابو نضر کے بھانجے ابو بکر کے جواب مین کہا تھا یعنی ہم کہینگے
کہ وکیع بڑے کامل الحفظ ہین انکو انکو غیر کی مخالفت مضر نہو گی۔ حافظ ابن حجر
تہذیب مین انکے نسبت لکہتے ہین وکیع بیٹا جراح بیٹے ملیح رواسی کا کنیت اونکی
ابو سفیان ہے روایت کی اونھون نے اپنے باپ اور اسمعیل ابن ابی خالد اور
اور ایمن بابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون
سفیان اور ملیح اور عبید اور اونکے شیخ سفیان ثوری اور ابو بکر بن ابی شیبہ
اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن
حنبل رح نے نہین دیکہا مین نے حافظ علم کا زیادہ وکیع سے اور اونھون نے

Marfat.com

کہاہے کہ وکیع مطبوع الحفظ تھے یعنے اونکی یادداشت خوب تھی آور اونھون نے
کہاہے کہ اپنے وقت مین مسلمانون کے امام تھے آور ابن معین نے کہاہے نہین
دیکھا مین نے افضل وکیع سے تو اونسے کہا گیا کہ کیا ابن مبارک کو فضل نہ تھا
کہا کہ اونکو بھی فضل تھا لیکن نہین دیکھا مین نے افضل وکیع سے تھے
مستقبل قبلہ حفظ کرتے تھے حدیث کو قیام کرتے تھے رات کو روزہ رکھتے تھے
دن کو انتہی **الحاصل** کلام راوکا مردود ہے اور روایت مذکورہ کے قابل
احتجاج کیا بلکہ حجت قویہ ہونے مین کچھ شک نہین ۔ **دوسری حدیث**
قال رسول اللہ صلعم اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان
الملئکۃ تقول وان الامام یقول آمین الحدیث یعنی رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو پس تحقیق فرشتے آمین کہتے
ہین اور تحقیق امام بھی کہتا ہے یہ حدیث نسائی اور مصنف عبدالرزاق وغیرہا کتب
حدیث مین ہے آور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہے کہ جبکہ حضرت نے
ہمکو معلوم کرایا کہ امام آمین کہتا ہے تو اس سے امام کا آہستہ آمین کہنا ثابت
ہوا کیونکہ اگر وہ پکار کر کہتا تو خود ہی مسموع ہوتا حضرت کو معلوم کرانے کی کچھ
حاجت نہ تھی اور جب امام کے لئے آہستہ کہنا ثابت ہوا تو مقتدیون کے واسطے
بھی ہوا کیونکہ اس مسئلہ مین امام اور مقتدی ایک ہین **فائدہ** ابراہیم
بن محمد حلبی نے صغیری شرح منیہ مین اس حدیث کی نسبت لکھاہے کہ آمین کے
باب مین چونکہ احادیث فعلیہ باہم متعارض ہوئین ہین (جیساکہ محقق غیرمقلدین
نواب صدیق حسن خان صاحب کے قول کہنا آمین کا بجہر و باسرار دونون طرح
ثابت ہواہے انتہی سے بھی جو کہ اونکے اوس تفسیر ترجمان القرآن مین ہے جسکی بیحد
تعریف رسائل غیرمقلدین سے رسالہ تحفۃ البررہ مین منقول ہے معلوم ہوتاہے)

لہذا بدلیل اس حدیث قولی کے آمین آہستہ کہنے کو ترجیح دیجائیگی۔

تیسری حدیث من عبد اللہ بن مسعود قال اربع یخفیھن الامام سبحانک اللھم والتعوذ وبسم اللہ و اٰمین یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا ہے کہ چار چیزون کو امام پوشیدہ کہے ایک سبحانک اللھم دوسرے اعوذ باللہ تیسرے بسم اللہ چوتھے آمین۔ یہ حدیث ہدایہ مین ہے اور امام زیلعی نے نصب الرایہ مین اسکو غریب کہا ہے اور واقف فن اصول حدیث پر ظاہر ہے کہ حدیث غریب اصل مین صحیح ہوتی ہے چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ مین فرماتے ہین الحدیث الصحیح ان کان سراویہ واحد ایسمی غریبا یعنی حدیث صحیح کا راوی اگر ایک ہو تو وہ غریب کہلاتی ہے اور اگرچہ یہ موقوف ہے لیکن مرفوع کی تائید کے لئے کافی ہے چوتھی یہ کہ آمین دعاے صراح مین ہے اٰمین فی الدعاء اجابت کن وچنین باد ایمد ولقصر مبنیا علی الفتح انتھی اور حضرات غیر مقلدین کے اعلیٰ درجہ کے پیشوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مختار آمین کا دعا ہی ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونھون نے حضرت عطاء کے قول امین دعاء کو اپنی صحیح مین نقل کر کے اوسپر سکوت کیا ہے اور نیز انکے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب کا بھی مختار یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اونھون نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن مین لفظ اٰمین کا ترجمہ فقط یون کیا ہے اے اللہ قبول کر ہم سے آس دعا کو ٹھکانے لگا انتھی اور امام بغوی نے تو (جو کہ بموجب قول مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کے متقدمین اہلحدیث سے ہین جیسا کہ اونھون نے اپنے رسالہ تعلیم المبتدی مین لکھا ہے) معالم مین سورہ یونس کی آیہ کریمہ وقد اجیبت دعوتکما کے تحت مین صاف لکھدیا ہے انما نسب الیھما

سنے بڑی فاحش غلطی کی ہے کہ ہدایت القلوب مین آیۃ کے معنی کذلک یکون کا ترجمہ ایسا ہی ہوگا کیا ہے ۱۲

والدعاء کان من موسیٰ لانہ روی ان موسیٰ کان یدعو وھرون
یؤمن والتامین دعاء انتہی اور سورہ فاتحہ کی تفسیر کے بعد بھی آمین کے باب
مین اونھون نے جتنے قول لکھے ہین اون سب سے بھی آمین کا دعاہی ہونا ثابت ہوتا ہے
مگر ایک مجاہد کے قول سے سو وہ صحیح نہین ہے امام نووی نے تہذیب الاسماء مین
لکھا ہے وقیل ھو اسم من اسماء اللہ اصلہ القصر فادخلت علیہ ھمزۃ
الندا وھذا لا یصح لانہ لیس فی اسماء اللہ تعالیٰ اسم مبنی مع ان
اسماءہ لا تثبت الا قرآنا او سنۃ متواترۃ وقد عدم الطریقان فی آمین
انتہی یعنی کہا گیا کہ آمین اللہ کے نامون سے ایک نام ہے اصل اوسکی قصر ہے
ہمزہ ندا اوسپر داخل کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہین ہے کیونکہ اللہ کے نامون مین کوئی
نام مبنی نہین ہے مع اسکے کہ اللہ کے نام نہین ثابت ہوتے مگر قرآن سے یا سنت متواترہ
سے اور آمین مین دونون طریق معدوم ہین اور نیز حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین
لکھا ہے کونہ من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق عن ابی ھریرۃ باسناد
ضعیف وانکرہ جماعۃ انتہی یعنی آمین کو اللہ کے نامون مین سے ہونے کو عبد الرزاق
نے ابوہریرہ رض سے بہ سند ضعیف روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے اوسکا انکار
کیا ہے اور حضرت رسول مقبول صلعم کے قول سے بھی اسکا دعاہی ہونا ثابت ہوتا ہے
تفسیر مدارک اور مستصفی شرح نافع وغیرہما مین حضرت ابن عباس سے منقول ہے
کہ اونھون نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے آمین کے معنی سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا
کہ اسکے معنی افعل ہین یعنی اسکے یہ معنی ہین کہ اے پروردگار جیسی مین نے دعا مانگی ہے ویسا ہی کر
اور آیت سے بھی اسکا دعاہی ہونا ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سورہ یونس کی نوین رکوع
مین فرعون اور اوسکے ہمراہیون کی ہلاک ہونیکے لئے حضرت موسیٰ ع کی دعا کرنے
اور حضرت ہارون ع کے آمین کہنے دونون کو دعا کر کے تعبیر کرتا ہے اور فرماتا ہے

Marfat.com

قد اجیبت دعوتکما تحقیق قبول کرلی گئی دعا تم دونون کی اور ابو مصبح
مقرئی کی حدیث المخرج فی سنن ابی داؤد مین حضرت کے قول اوجب ان
ختم کے معنی اوجب الجنة ان ختم الدعاء بامین ہین نہ اور کچھ اور اسی
حدیث مین ابو زہیر کا قول فان امین مثل الطابع علی الصحیفة -
آمین کے دعا ہونے کے منافی نہین ہے کیونکہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ آمین مثل
مہر کے ہے صحیفہ پر یعنی جیسے کہ صحیفہ کی پختگی مہر سے ہوجاتی ہے ایسے ہی دعا کی قبولیت
کی پختگی آمین سے ہوجاتی ہے نہ وہ جو کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے رسالہ
کشف السنور مین لکھا ہے کہ آمین ختم دعا ہے نہ دعا الحاصل جبکہ کتب لغت اور
تفسیر اور اقوال ائمہ اہل حدیث علی الخصوص خدا اور خدا کے رسول کے قول سے
آمین کا دعا ہونا ثابت ہوگیا تو دعا کا آہستہ ہی کہنا خدا کے قول ادعوا ربکم
تضرعا وخفیہ سے ثابت ہے بلکہ یہ آیت اخفاء دعا مین نص صریح اور ترک تضرع
اور اخفاء فی الدعاء پر وعید شدید ہے امام رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین +
فظہر ان قولہ تعالی انہ لا یحب المعتدین کالتہدید الشدید علی
ترک التضرع والاخفاء فی الدعاء یعنی ظاہر ہوگیا کہ خدا کا قول انہ لا
یحب المعتدین ترک تضرع اور اخفاء فی الدعاء پر مثل تہدید شدید کی ہے
فائدہ اگر کوئی کہے آمین دعا نہین بلکہ اسم فعل ہے تو ہم کہین گے کہ لفظاً
گو اسم فعل ہو معنیً تو دعا ہی ہے مدارک مین ہے امین صوت سمی بہ الفعل
الذی ہو استجب کما ان رویدہ اسم لامہل یعنی امین ایک آواز ہے کہ
اوسکے ساتھ فعل استجب کا نام رکھدیا گیا ہے جیسا کہ امہل کا نام روید ہے پھر اگر
کوئی کہے کہ اچھا ہمنے یہ مانا کہ امین دعا ہی لیکن یہ نمانین گے کہ ہر دعا آہستہ کہی جائے
دیکھو سورہ فاتحہ دعا ہے مگر پکار کر پڑھی جاتی ہے ایسے ہی لبیک لبیک حج مین

Marfat.com

پکارسے آمین دعا ہے تو جیسے انکا زور سے پڑھنا جائز ہے ویسا ہی آمین کا
بھی ہوگا **ہم کہین گے** کہ آمین مین تو فقط ایک وصف دعائیت ہے اور سورہ
فاتحہ مین پانچ وصف ہین حمدیت[1] ثنائیت[2] تمجیدیت[3] دعائیت[4] قرآنیت[5]
تو یہ بلحاظ وصف خامس کے عملاً بقولہ ع لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب بہ نسبت
قرأت پکار کر پڑھی جاتی ہے نہ باعتبار وصف رابع اور نسبت دعا تو اس سے
نہ تو ہمارا قول منقوض ہوگا اور نہ آمین کا پکار کر کہنا جائز ہوگا باقی رہا لبیک لبیک
تو وہ تو سرے سے دعا ہی نہین اسکا نام تو حقیقت مین تلبیہ ہے یون کوئی
مجازاً دعا کہدے تو کہدے اس سے کیا ہوتا ہے دعا تو وہ کلام ہوتا ہے جو کہ
متضمن خواندگی و طلب ہو دیکھو دعا اسکا نام ہے جیسا کہ حضرت موسی ع کا
کلام ہے ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا
العذاب الالیم اور بر تقدیر تسلیم قطع نظر اس سے کہ جہر تلبیہ بوجہ خلاف قدامن ہوز کرانی موردہ مقصور ہیگا۔
قیاس آمین کا تلبیہ پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ آمین کہنا بالسر ثابت ہے بخلاف تلبیہ کے فتدبر پھر اگر کوئی کہے کہ اس آیہ
یعنی آیہ ادعوا ربکم سے نفی جہر کی نہین ثابت ہوتی بلکہ نفی عنف یعنی جہر شدید کے ہے جیسا کہ
دلالت کرتا ہے اسپر لفظ فانہ لا یحب المعتدین کا تو **ہم کہین گے** کہ اول
تو یہ تاویل روایت ابن ماجہ فیرتج بھا المسجد کے خلاف ہے اور دوم
آیت مین تو فقط امر بالتضرع والاخفاء فی الدعاء ہے اور نفی تو نہ جہر کی ہے
نہ عنف کی اور معتدین کے معنی طالبی الامور الجلیلۃ کمنازل الانبیاء
ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خانصاحب کی تفسیر ترجمان القرآن سے سمجھا جاتا ہے
اور نیز معالم مین ابو مجلز سے منقول ہے اور اگر نفی ہے بھی تو جہر ہی کی ہے اور معتدین
کے معنی تارکی التضرع والاخفاء فی الدعاء ہیر جیسا کہ تفسیر کبیر کی عبارت گذشتہ
سے ثابت ہے اور معالم مین ہے اراد بہ الاعتداء بالجھر اور ابن جریج کے
قول من الاعتداء رفع الصوت والنداء بالدعاء والصیاح ابن جریج

Marfat.com

معالم مین ہے رفع الصوت اور صیاح سے مراد جہر ہے ؛ عنفت امام بغوی نے لفظ خفیۃ کے تحت مین لکہا ہے قال الحسن بین دعوۃ السر و دعوۃ العلانیۃ سبعون ضعفا ولقد کان المسلمون یجتہدون فی الدعاء وکا یسمع لہم صوت ان کان الا ھمسا یعنی حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے چپکے دعا اور پکار کے یعنی آواز سے دعا مانگنے مین ستر حصہ کا فرق ہے (یعنی چپکے دعا مانگنا آواز سے دعا مانگنے سے ستر حصہ بڑھکر ہے) اور البتہ مسلمان دعا مین بہت کوشش کیا کرتے تھے (یعنی کثرت سے دعا مانگا کرتے تھے) اور کوئی اونکی آواز نہین سنتا تھا اور نہین ہوتی تھی مگر ایک آہستہ آواز (یعنی کانا پھوسی) اونکو اور اونکے پروردگار کے درمیان آور نواب صاحب نے بھی ترجمان القرآن مین صاف صاف لکہدیا ہے دعا مین یہ بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنے نمود نہو اور دل سے گڑ گڑا کر نکلے انتہی۔ پھر اگر کوئی کہے کہ یہ آیت عام ہے اور حدیث آمین خاص تو ہم اسکو بھی خاص کر لینگے چہ جائیکہ یہ آیت مخصوص البعض ہو ہم کہین گے کہ ہمارے مذہب مین خبر واحد مخصص آیت قرآنی نہین ہو سکتی کما ہو مصرح فی کتب اصول کالتحقیق شرح المنتخب الحسامی وغیرہ آور مخصوص البعض ہونا اس آیت کا اک امر غیر ثابت ہے بالجملہ آمین کے دعا ہونے اور دعا کے آہستہ ہی کہنے کے اولی ہونے مین کچھہ شک نہین اور علاوہ اسکے جسکو اس مسئلہ مین کما حقہ تحقیق کرنی ہو اوسکو مکرمی جناب مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی کا رسالہ حبل المتین کافی ہے وللہ الحمد

دوسری فصل امام مالک رح کے مذہب کے بیان مین

مخفی نرہے کہ امام مالک رح کا مذہب اس مسئلہ مین یہ ہے کہ مقتدی آمین کہے امام نہ کہے ایسا ہی سمجہا گیا ہے۔ ایسے آور محلی شرح موطا مین تو صاف لکہا ہے قولہ اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین قد تمسک بہ المالکیۃ علی

ان الامام لا یقول آمین فانہ قسمۃ تنافی الشرکۃ انتہی اور دلیل اوس
اس قول کی حضرت کا قول اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین ہے یعنی جب امام
ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو یہ حدیث موطا امام مالک وغیرہ کتب حدیث مین ہے ۔
پھر مقتدی کے کہنے مین اون سے دو روایتین ہین ایک آہستہ کہنے کی دوسری پکارکے
کہنے کی لیکن عمل اونکے مذہب مین پکارکے کہنے کی روایت پر ہے اور بہت بڑی دلیل
اس روایت کی حدیث وائل بن حجر کی ہے کان رسول اللہ صلعم اذا قال غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین قال آمین ورفع بہا صوتہ یعنی رسول اللہ صلعم جب غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین کہتے تو بلند آواز سے آمین کہتے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی
وغیر ذلک کتب حدیث مین بالفاظ متخالفہ متقاربہ مروی ہے لیکن ہمارے علماء نے اول
تو اسکے طرق مین کلام کیا ہے اور دوم اسکا جواب یہ دیا ہے کہ یہ پکارکر کہنا حضرت کا
آمین کو تعلیم کے واسطے تھا راقم کہتا ہے کہ یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ آمین
دعا ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا اور دعا کی نسبت اللہ کا تو وہ حکم ہے جو ابھی گذرا
اور حضرت کا بھی دوسرون کو تو یہ حکم اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم
ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا تو خود اپنے زور سے کہ مسجد گونج جاے جیسا کہ
نواب صاحب نے ترجمان القرآن مین لکھا ہے یا حرکت مین آجاے کیونکر مانگ سکتے ہین
تو بس معلوم ہوا کہ یہ پکارکر کہنا تعلیم ہی کے لئے تھا ورنہ حدیث تامین بالجہر اور حدیث
اربعوا علی انفسکم مین تنافی لازم آئیگی اور نیز آیت کے خلاف ہوگا

تیسری فصل

امام شافعی کے مذہب کے بیان مین واضح ہو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسئلہ مین
دو قول ہین ایک نیا ایک پرانا نئے قول مین تو یہ ہے کہ آمین آہستہ کہی جاوے اور
پرانے مین یہ کہ زور سے کہی جاوے لیکن عمل اونکے مذہب مین اونکے پرانے قول پر ہے اور
دلیل اس قول کی وہی ہے جو امام مالک کی دلیل ہے

چوتھی فصل

امام احمد رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کے مذہب کے بیان مین واضح ہو کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب یہی ہے کہ آمین زور سے کہی جاوے اور دلیل بھی اونکی وہی ہے جو امام مالک اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے

چھٹا باب - رفع یدین کے بیان مین

پہلی فصل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے بیان مین + پوشیدہ نرہے

کہ اس مسئلہ مین امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ نمازی کسی نماز فرض مین بجز تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت کے ہاتھ نہ اوٹھاوے اور بہت بڑی دلیل آپکی حدیث عبد اللہ بن مسعود ہے اور یہ حدیث ابو داؤد مین دو طریق سے مروی ہے ایک تو اس طریق سے حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ قال فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃً یعنی حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہین خبر دی ہمکو وکیع نے سفیان سے وہ عاصم بن کلیب سے وہ عبد الرحمن بن اسود سے وہ علقمہ سے کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمہارے نماز رسول اللہ کی علقمہ کہتے ہین پس پڑھی پس نہ اوٹھایا اپنے دونون ہاتھ کو مگر ایک مرتبہ دوسرے اس طریق سے حدثنا الحسن بن علی نا معاویۃ وخالد بن عمرو وابو حذیفۃ قالوا نا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ قال فرفع یدیہ فی اول مرۃ وقال بعضھم مرۃ واحدۃ یعنی حدیث بیان کی ہمسے حسن بن علی نے کہا خبر دی ہمکو معاویۃ اور خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ نے اونھون نے کہا خبر دی ہمکو سفیان نے عاصم بن کلیب سے وہ عبد الرحمن بن اسود سے وہ علقمہ سے کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہا کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمہاری نماز

Marfat.com

رسول اللہ صلعم کی کہا علقمہ نے پس اوٹھایا ابن مسعود نے اپنے دونون ہاتھ کو
پہلے مرتبہ مین یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت آور بعض راویون نے کہا ایک مرتبہ یعنی
اوٹھایا ابن مسعود نے اپنے دونون ہاتھ کو ایک مرتبہ آور نسائی اپنی سنن
مین اس حدیث کو باین طریق روایت کیا ہے اخبرنا محمود بن المروزی حدثنا
وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود
عن علقمۃ عن عبد اللہ انہ قال الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلعم فصلے
فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ یعنی خبر دی ہمکو محمود ابن مروزی نے
اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے سفیان نے وہ عاصم سے وہ عبد الرحمن بن اسود سے وہ علقمہ سے وہ عبد اللہ
ابن مسعود سے کہ تحقیق اونھون نے کہا کہ کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمہارے نماز
رسول اللہ صلعم کی پس پڑھی پس نہ اوٹھایا اپنے دونون ہاتھ کو مگر ایک مرتبہ اور جامع
ترمذی مین یہ حدیث باین اسناد مروی ہے حدثنا ھناد نا وکیع عن سفیان
عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ
ابن مسعود الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلعم فصلی فلم یرفع یدیہ الا
فی اول مرۃ یعنی حدیث بیان کی ہم سے ھناد نے باقی ترجمہ گذر چکا اور ترمذی نے
اسکو حسن کہا ہے اور کہا ہے کہ صحابہ اور تابعین مین سے بہت سے اہل علم اسکے قائل
تھے اور اس بارہ مین صحیح حدیثین اور بھی کئی ہین لیکن یہان اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے
اگر کوئی کہے کہ عبد اللہ ابن مبارک نے تو اس حدیث عبد اللہ ابن مسعود کی نسبت
کہا ہے لم یثبت حدیث ابن مسعود یعنی حدیث ابن مسعود ثابت نہین ہوئی
تو ہم کہین گے کہ عبد اللہ ابن مبارک کے قول کو تو خود ترمذی ہی نے رد کر دیا ہے کہ وہ
تو کہتے ہین لم یثبت الخ اور ترمذی بعد روایت کرنے قول ابن مبارک کے حدیث

Marfat.com

ابن مسعود کو روایت کر کے فرماتے ہین بعض احادیث حسن یعنی یہ حدیث حسن ہے جو متضمن مضمون ثابت کو ہے اور یہی وجہہ ہو کہ محقق غیر مقلدین نواب صدیق حسن خانصاحب نے روضۂ ندیہ مین بعد نقل اون عبارات کے جو کہ متضمن رفع اور ترک دونون کے ثبوت کو ہین فقط اتنا لفظ و بالجملہ فقد ثبت رفع الیدین فی المواضع الاربعۃ المذکورۃ بروایات صحیحۃ ثابتۃ الخ کہکر کلام کو ختم کر دیا ہے اور بموجب قول ابن مبارک کے عدم ثبوت حدیث ابن مسعود کا ذکر نہین کیا پھر اگر کوئی ابن مسعود کے شان مین کچھ کہے تو ہم کہین گے کہ وہ شخص ہین جنکے نسبت حضرت نے تمسکو بعہد ابن ام عبد اور رضیت لامتی ما رضی به ابن ام عبد فرمایا ہے یعنی ابن مسعود دین کی جو بات تمکو بتلا دے اوسکو پکڑ لو اور مین اپنی اُمت کے واسطے اوس چیز کے ساتھ راضی ہوا جسکے ساتھ ابن مسعود راضی ہوئے پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے اِن سب طریقون مین عاصم بن کلیب ہین اور وہ ضعیف ہین تو ہم کہین گے کہ یہ قول مردود ہے کیونکہ ابن معین نے اونکی توثیق کی ہے اور مسلم نے ایک حدیث اونسے اخراج کی ہے پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے ان طرق مین انقطاع ہے کیونکہ عبدالرحمن نے علقمہ سے نہین سنا تو ہم کہینگے کہ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین عبدالرحمن کے ترجمہ مین علقمہ سے اونکی سننے کی تصریح کی ہے اور نیز ابن حبان نے کتاب الثقات مین اونکے بارہ مین لکھا ہے کہ انتقال کیا اونھون نے سنہ ۹۹ مین اور سن اونکا ابراہیم نخعی کا سن ہے انتہی تو جبکہ اونکا سن ابراہیم نخعی کا سن ہے تو اونکی سماع کو علقمہ سے کون چیز مانع ہے حالانکہ ابراہیم نخعی کے سماع پر علقمہ سے سب کا اتفاق ہے۔ **الحاصل** ان طرق مین نہ ضعف ہے نہ انقطاع سب کے سب جید ہین **پہلا فائدہ** اس مسئلہ رفع یدین مین امام اوزاعی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ بھی ہوا تھا چنانچہ کیفیت اوسکی یہ ہے کہ امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما مکہ معظمہ مین

Marfat.com

دار الحناطین[1] مین اکٹھے ہوئے تو امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
فرمایا کہ کیا حال ہے تمہارا کہ تم نماز مین رکوع جاتے وقت اور رکوع سے اوٹھتے وقت
ہاتھ نہین اوٹھاتے آپ نے فرمایا اسلیئے کہ آنحضرت سے ثابت نہین ہوا تو اونھون نے
فرمایا کیونکر نہین ثابت ہوا حدیث بیان کی مجھسے زہری نے سالم سے اونھونے اپنے
باپ سے اونھون نے رسول اللہ صلعم سے کہ آپ ہاتھ اوٹھاتے تھے نماز شروع کرتے
وقت اور رکوع مین جاتے وقت اور رکوع سے اوٹھتے وقت تو آپ نے فرمایا حدیث
بیان کی ہم سے حماد نے ابراہیم سے اونھون نے علقمہ اور اسود سے اونھون نے عبداللہ
ابن مسعود سے کہ تحقیق رسول اللہ صلعم ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے مگر نماز کے شروع کے
وقت یعنی تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت اور پھر نہین اعادہ کرتے تھے تو امام اوزاعی نے فرمایا
مین حدیث بیان کرتا ہون آپ سے زہری سے سالم سے اونکے باپ سے اور آپ فرماتے
ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ابراہیم سے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ حماد
زہری سے زیادہ فقیہ ہے اور ابراہیم سالم سے اور علقمہ بھی فقہ مین ابن عمر سے کم نہین ہین
اگرچہ ابن عمر کو صحبت ہے تو اونکو ثواب صحبت کا ہے اور اسود کو تو بہت ہی بڑا فضل ہے
اور عبداللہ ابن مسعود تو عبداللہ ابن مسعود ہی ہین اونکا تو ذکر ہی کیا ہے پس
اوزاعی چپ ہوگئے + جاننا چاہیئے کہ عوام مین مشہور ہے کہ اس مناظرہ کی نہ صحیح نہ ضعیف
کسیطرح کی کوئی سند نہین بلکہ صاحب دراسات نے تو لکھ بھی دیا ہے کہ یہ حکایت
سفیان ابن عیینہ سے معلق چلی آتی ہے اسکی سند میری نظر سے نہین گذری اور جسکی
پاس اسکی سند ہو وہ پیش کرے حالانکہ ایسا نہین ہے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب
بن حارث حارثی بخاری نے اپنے مسند مین اسکو سنداً ذکر کیا ہے چنانچہ کہا ہے حدیث
بیان کی ہم سے محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے سلیمان شاذکونی نے کہا سنا مین نے سفیان ابن عیینہ کو کہ فرماتے تھے

[1] ایک مقام کا نام ہے مکہ معظمہ مین ۱۲

Marfat.com

اٹھائے ہوئے امام ابوحنیفہ اور اوزاعی دار الحافظین مین الخ ایسا ہی نقل کیا ہی سید مرتضیٰ حسن نے اپنی کتاب جواہر منیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین **دوسرا فائدہ** وتر مین قنوت پڑھنے کے وقت ہاتھ اوٹھانیکو غیر مقلد بدعت سیئہ کہتے ہین لیکن اونکا یہ قول نامقبول ہی کیونکہ بعض صحابہ نے اسکو کیا ہے چنانچہ ابراہیم حلبی نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی مین لکھا ہے رفع تکبیر القنوت مروی عن عمر وعلی وابن مسعود وابن عباس وابن عمر والبراء بن عازب ذکرہ الاثرم والبیہقی فی سننہ الکبریٰ یعنی قنوت کی تکبیر مین ہاتھ اوٹھانا مروی ہے حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر اور براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ذکر کیا ہی اوسکو اثرم نے اور بیہقی نے سنن کبریٰ مین **دوسری فصل** امام مالک رح کے مذہب کے بیان مین ۔ واضح ہو کہ اس مسئلہ مین امام مالک کے قول مختلف ہین کبھی تو آپنے رفع یدین کرنیکا حکم دیا ہی اور کبھی نکرنیکا اور اس کرنے پر اونکی پہلوا صحاب ہین اور وجہ اسکی وجود دونون قسم کی حدیثون کا ہے سو رفع یدین کرنیکے قول کی دلیل تو حدیث ابن عمر قال رأیت رسول اللہ اذا افتتح الصلوٰۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع وکان لا یرفع بین السجدتین وغیرہ ہے اور نکرنیکے قول کی دلیل حدیث ابن مسعود ہے جو امام ابوحنیفہ رح کے مذہب کے بیان مین گذری **تیسری فصل** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے بیان مین ۔ جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ مین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ نمازی رکوع مین جانیکے وقت اور رکوع سے سر اوٹھانے کے وقت مونڈھون تک ہاتھ اوٹھاوے اور دلیل اونکی وہی حدیث ابن عمر وغیرہ ہے **چوتھی فصل** امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے بیان مین مخفی نرہے کہ اس مسئلہ مین امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وہی

Marfat.com

وہی مذہب ہے جو امام شافعی کا مذہب ہے اور دلیل بھی اونکی وہی ہے جو امام شافعی کی دلیل ہے **خاتمہ** فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے اور بیس رکعت تراویح کی تحقیق اور اونکے سنت مؤکدہ ہونے اور تین رکعت وتر کے ثبوت کے بیان مین

پہلی فصل فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے کی تحقیق مین + واضح ہو کہ نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے کے بارہ مین جو بعض غیر مقلدین کہتے ہین کہ یہ کہین سے ثابت نہین یہ قول اونکا محض غلط ہے فرض نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکے دعا مانگنے کے بارہ مین دو حدیثین آئی ہین ایک قولی دوسرے فعلی قولی حدیث کو تو ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ مین اس طرح پر روایت کیا ہے حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلعم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللھم الہی واله ابراھیم و اسحق و یعقوب واله جبرئیل ومیکائیل واسرافیل سئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدیہ خائبتین یعنی حدیث بیان کی مجھسے احمد بن حسن نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسحق یعقوب بن خالد بن یزید بالسی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن عبد الرحمن قرشی نے خصیف نے حضرت انس سے نبی صلعم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے پیچھے اپنے دونون ہاتھ پھیلاکر کہے آی میرے اور ابراہیم اور اسحق اور یعقوب اور جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے خدا مین سوال کرتا ہون تجھسے اسبات کا کہ قبول کرے تو میری دعا کو پس تحقیق مین بیقرار ہون اور اسبات کا کہ نگاہ رکھے تو مجکو میری دین مین پس تحقیق مین گرفتار ہون اور اسبات کا کہ مجھپر اپنا رحم کرے تو پس تحقیق مین گنہگار ہون

Marfat.com

اور اسبات کا کہ مہیر اپنا رحم کرے تو پس تحقیق مین گنہگار ہون اور اسبات کا
کہ دور کرے تو مجہہ سے محتاجی کو پس تحقیق مین محتاج ہون تو اللہ عزوجل پر حق
ہے اسبات کا کہ اوسکی دونون ہاتہہ کو خالی پہیریگا اگر کوئی کہے کہ اس حدیث
کے سند مین عبد العزیز بن عبد الرحمن متکلم فیہ ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ مین
مصرح ہے تو ہم کہین گے کہ حدیث ضعیف اثبات استحباب کے لئے کافی ہے جیسا کہ ابن
ہمام نے فتح القدیر کے کتاب الجنائز مین لکہا ہے و الاستحباب یثبت بالضعیف
غیر الموضوع یعنے استحباب ثابت ہوتا ہے حدیث ضعیف سے نہ موضوع
سے انتہی اور فعلی حدیث یہ ہے عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت
مع رسول اللہ الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث یعنی روایت
ہے اسود عامری سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے کہا پڑہا مین نے ساتہہ رسول
اللہ کے فجر کو پس جب آپ نے سلام پہیرا تو پہرے اور اوٹہایا دونون ہاتہہ کو اور
دعا کی الحدیث یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے

دوسری فصل۔

بیس ۲۰ رکعت تراویح کی تحقیق اور اونکے سنت مؤکدہ ہونے کے بیان مین۔

پوشیدہ نرہے کہ حضرات غیر مقلدین جو تراویح کے بارہ مین کہتے ہین کہ تراویح کی
بیس رکعت ثابت نہین ہین آٹہہ رکعت ثابت ہین اور تراویح سنت مؤکدہ
نہین ہے مستحب ہے یہ دونون قول ونکے نامقبول ہین مولانا شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بعض تحریرات مین لکہتے ہین کہ تراویح کے بارہ مین
جیسی کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ ما کان رسول اللہ صلعم یزید فی رمضان
ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یعنی رسول اللہ صلعم رمضان اور غیر رمضان
مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑہتے تہے ایسی ہی یہ حدیثین بہی وارد ہوئین ہین
قالت عائشۃ کان رسول اللہ صلعم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ

Marfat.com

یعنی حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ رمضان مین اسقدر کوشش کرتے تھے
کہ اوسکی غیر مین نہ کرتے تھے وعنہا قالت ان النبی کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان
احیی اللیل یعنی حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ جب رمضان کے
پچھلے دس دن داخل ہوتے تھے تو تمام رات قیام کرتے تھے عن النعمان ابن
بشیر قال قمنا مع رسول اللہ صلعم فی رمضان لیلۃ ثلث وعشرین الی ثلث
اللیل الاول ثم قمنا معہ لیلۃ خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معہ
لیلۃ سبع وعشرین حتی قلنا ان لا ندرک الفلاح ای السحور یعنی نعمان
بن بشیر سے روایت ہے کہ اونھون نے کہا کہ کھڑے ہوئے ہم ساتھ رسول اللہؐ کے
رمضان مین تئیسوین رات کو تہائی رات پہلی تک پھر کھڑے ہوئے ہم ساتھ اونکے
پچیسوین رات کو آدھی رات تک پھر کھڑے ہوئے ہم ساتھ اونکے ستائیسوین راتکو
یہانتک کہ کہا ہمنے کہ نہ پاوین گے ہم سحری کے کھانے کو پس وجہ تطبیق کی ان روایتون
مین کہ صریح دلالت اوپر زیادتی کمیت اور کیفیت نماز آنحضرتؐ کے رمضان مین
کرتے ہین اور اوس روایت مذکورہ مین کہ نفی زیادتی کی کرتی ہے یہی ہے کہ وہ
روایت یعنی گیارہ رکعت والی نماز تہجد پر محمول ہے اور دلیل اوسکی حمل پر یہ ہے
کہ ابو سلمہ راوی اس حدیث کے تتمہ مین کہتے ہین قالت عائشۃ قلت
یارسول اللہ تنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی
یعنی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مین نے رسول صلعم سے کہا کہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے
سو جاتے ہین آپنے فرمایا ای عائشہ میری آنکھین سو جاتی ہین دل میرا نہین سوتا۔
اور ظاہر ہے کہ سونا قبل وتر کے تہجد ہی مین ہوسکتا ہے۔ اور روایات صحاح
مین آنحضرتؐ کے تراویح کی عدد کی تعیین نہین آئی لیکن الفاظ مذکورہ مین لفظ
یجتہد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی تراویح کی عدد بہت تھی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین

Marfat.com

تعیین بیس رکعت کی آئی ہے لیکن بیہقی نے باعث اسکے کہ اسکی سند مین ابوبکر بن ابی شیبہ ہے اس روایت کو ضعیف کہاہے حالانکہ ابو شیبہ جد ابوبکر کا ایسا ضعیف نہین ہے کہ اوسکی روایت بالکل چھوڑ دیجائے ہان اگر کوئی صحیح حدیث اوسکے معارض ہوتی تو البتہ چھوڑ دی جاتی اور پہلے گذرچکا کہ جو شخص حدیث عائشہ متقدم یعنی گیارہ رکعت والی کو اوسکا معارض سمجھے تو وہ اوسکے معارض نہین ہے ختم ہوا کلام شاہ صاحب کا تو شاہ صاحب کی اس تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حدیث سے تراویح کی بیس ہی رکعتین ثابت ہین اسکے ماسوا ثابت نہین اور وہ جو بعض حدیثون مین گیارہ رکعت کا ذکر آیا ہے اوس سے تہجد مراد ہے تراویح مراد نہین ہے اور اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ حضرت کا بیس رکعت تراویح پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہین تو اسپر بھی گذارش یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہ ہونے مین تو کچھہ شک بھی نہین شیخ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی مشکوٰۃ کی شرح مین لکھتے ہین قول بعض ائمتنا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی بالناس عشرین رکعۃ لعلہ اخذہ مما فی مصنف ابن ابی شیبۃ انہ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر وکذا رواہ البیہقی لکن الروایتان ضعیفتان لکن اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ انتہی ملخصاً۔ یعنی ہماری بعض اماموں کا قول کہ آنحضرت نے لوگون کی ساتھہ بیس رکعت تراویح پڑہی شاید ماخوذ ہی اوس روایت سے جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ آنحضرت رمضان مین بیس رکعت پڑھتے تھے سوا وتر کے اور ایسا ہی روایت کیا ہے بیہقی نے لیکن دونون روایتین ضعیف ہین لیکن اجماع کیاہے صحابہ نے اسبات پر کہ تراویح بیس رکعت ہین اور نیز مختار اکثر اہل علم کی بلکہ مذہب جمہور اور متوارث بیس ہی رکعت ہین ترمذی نے اپنے جامع مین کہاہے واختلف اہل العلم فی قیام رمضان فرای بعضہم ان یصلی احدی واربعین رکعۃ

مع الوتر وهو قول اهل المدينة والعمل على هذا عندهم بالمدينة واكثر اهل العلم على ما روی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلعم عشرين ركعة وهو قول سفيان الثوری وابن المبارك والشافعی ۔ اور ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین بعد نقل ایک حدیث کی لکھا ہی ولم یذکر فی هذا الحدیث عدد الرکعات التی کان یصلی بها ابی والمعروف وهو الذی علیه الجمهور انه عشرون رکعة بعشر تسلیمات وذلک خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین غیر الوتر وهو ثلث رکعات انتهی اور محلی شرح موطا مین بعد روایت یزید بن رومان کے لکھا ہے قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا منافیه الروایة السابقة احدی عشرة رکعة فانه وقع اولا ثم استقر الامر علی عشرین فانه المتوارث انتهی ۔

تو بہرکیف تراویح کی بیس رکعت کا ثبوت تو ہو گیا اب باقی رہگیا ان کا سنت موکدہ ہونا سو اوسکا بیان یہ ہی کہ علما محققین کے نزدیک سنت موکدہ وہ فعل ہی جسپر آپ نے یا آپکے خلفا نے مداومت کی ہو چنانچہ تصریح اسکی رد المحتار حاشیہ در مختار مین موجود ہی اور مداومت اعم ہے اس سے کہ تحقیقی ہو یا حکمی تو اول تو حضرت ہی کی مداومت حکمیہ تراویح پر ثابت ہی اور وجہ ثبوت کی یہ ہی کہ آپنے فرمایا ہے کہ مجکو تمہاری اوپر فرض ہو جانے کا خوف تمہارے ساتھہ تراویح پڑہنے سے روکتا ہے تو آپ کے اس قول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ کو یہ خوف نہوتا تو آپ تراویح پر مداومت کرتی فقد ثبتت المواظبة الحکمیة اور خیر اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ آپ کی مداومت ثابت نہین تو مواظبت خلفا مین تو کچھہ شک بھی نہین معرفة بیہقی مین ہی اخبرنا ابو طاهر الفقیه قال اخبرنا ابو عثمن البصری قال حدثنا ابو احمد محمد بن عبد الوهاب قال اخبرنا خلد بن مخلد قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنی یزید بن خصیفة عن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر یعنی سائب بن یزید سے روایت ہے اونھون نے کہا ہم حضرت عمر کے

Marfat.com

زمانہ مین تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر اور موطای امام مالک مین ہے عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ یعنی یزید بن رومان سے روایت ہے اونھون نے کہا لوگ حضرت عمر کے زمانہ مین تراویح بیس رکعت اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے یہ اثر بھی صحیح ہے اور معرفت مین ہے حضرت شتیر بن شکل کہ وہ رمضان مین لوگون کی امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحہ یعنی بیس رکعت پڑھتے تھے اور ابوعبدالرحمن سلمی سے ہے کہ حضرت علی نے رمضان مین قاریون کو بلایا اور ایک شخص کو حکم کیا کہ لوگون کو بیس رکعت پڑہا دے اور آپ بھی اونکے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور شیخ الاسلام بدر الدین عینی منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک مین لکھتے ہین التراویح عشرون رکعۃ وعند مالک ست وثلثون لنا ما روی البیہقی باسناد صحیح انہم کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی مثل ذلک یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور امام مالک کے نزدیک چھتیس رکعت ہے۔ ہماری دلیل وہ ہے جسکو بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ تحقیق صحابہ حضرت عمر کے زمانہ مین بیس رکعت پڑھتے تھے اور ایسا ہی حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانہ مین اور حضرت نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تو مواظبت خلفا سے بھی بیس رکعت سنت موکدہ قرار پائیگی اگر کوئی کہے کہ بیس رکعت تراویح پہ خود خلفاء کی مواظبت تو ہرگز ثابت نہین ہے ہان اونکے زمانہ مین اور صحابہ کا بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے تو ہم کہین گے کہ مواظبت دو طرح پر ہے فعلیہ اور تشریعیہ تو خلفاء کی دوسری طرح کی مواظبت بیس رکعت پہ بیشک ثابت ہے کیونکہ خلفاء ثلثہ نے انکی تشریع کی لوگونکو انکے ساتھ حکم کیا رغبت دلائی کما لا یخفی علی من طلع الاخبار المرویۃ فی ذلک پھر اگر کوئی کہے کہ حضرت عمر نے تو انکے حق مین خود فرمایا ہے نعمت البدعۃ ھذہ تو پھر یہ سنت اور سنت بھی کیسی موکدہ کیسے ہو سکتی ہین تو ہم کہین گے کہ حضرت عمر نے انکو شرعا بدعت

نہین کیا اور کیسی کہ سکتے ہین کیونکہ حضرت خلفاء کے فعل کو سنت فرماتے ہین بلکہ لغۃً اوپر اونکے
اطلاق لفظ بدعت کا کیا ہو ذلک لا یضرنا پھر اگر کوئی کہے کہ حدیث علیکم بسنتی تو اوس چیز
کے لازم پکڑنے پر دلالت کرتی ہے جسکو چارون خلفاء نے کیا اور بیس رکعت ایسی نہین ہین کیونکہ
چارون کے زمانہ مین نہ تھین تو ہم کہین گے کہ اصل اوس لام مین جو کہ جمع پر داخل ہوتا ہے
وقت نہونے عہد کے استغراق افرادی ہے کما ھو مثبت فی التوضیح والتلویح وغیرھما
من کتب الاصول تو پس خلفاء پر جو لام داخل ہے استغراق مجموعی کے لئے نہین پھر اگر
کوئی کہے کہ حضرت عمر رضہ نے گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم بھی تو ابی بن کعب اور تمیم داری کو دیا ہے
تو اس پر بھی آپکی مواظبت پائی گئی تو اسکو بھی پکڑنا چاہیے ہم کہین گے کہ یہ حکم آپ نے پہلے دیا تھا
پھر آپ نے بیس ہی رکعت کا امر فرمایا تھا جیسا کہ قول بیہقی سے اوپر گذرا تو آپ کے اخیر کو لازم پکڑنا
ضرور ہوگا نہ پہلے کو۔ **اگر کوئی کہے** کہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین تراویح کی بحث مین
احادیث قیام رمضان کو ذکر کرکے لکہا ہے فتحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان
احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر سنۃ فعلہ رسول اللہ ثم ترکہ بعذر و کونہا
عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین لقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی و سنۃ
الخلفاء الراشدین ندب الی سننہم فیکون العشرون مستحبا والسنۃ ھو
ذلک القدر انتہی ملخصا یعنی ان سب سے یہ حاصل ہوا کہ قیام رمضان یعنی
تراویح مع وتر کے گیارہ رکعت سنت ہین کیا ہے اونکو رسول اللہ نے پھر عذر سے
ترک کردیا اور بیس رکعت سنت خلفاء راشدین کی ہے اور آنحضرت کا قول کہ لازم
پکڑو میری سنت اور خلفاء راشدین کے سنت کو بیان استحباب سنت خلفاء کا ہے
پس بیس مستحب ہونگی اور سنت اوسی قدر یعنی گیارہ ہونگی **تو ہم کہین گے کہ**
یہ قول ابن ہمام کا مبنی ہے اوپر تعریف سنت مؤکدہ کے ساتھ ما واظب علیہ الرسول
اور اوپر گذر چکا کہ حق اسکے خلاف ہے اور یہ جو اونھون نے کہا ہے کہ قولہ علیہ السلام

Marfat.com

علیکم بسنتی الحدیث ندب الی سنتھم یہ قول اونکا مخدوش ہے تین وجہ سے۔
وجہ اول یہ کہ لفظ علیکم واسطے لزوم موضوع کے ہے پس اس حدیث سے سُنت
خلفاء کا لازم پکڑنا صاف ثابت ہوتا ہے **دوسری وجہ** یہ کہ معطوف حکم مین
معطوف علیہ کے ہوتا ہے پس اس حدیث سے جیسا کہ سُنت نبوی کا لازم پکڑنا ثابت
ہوتا ہے ایسا ہی سُنت خلفا کا لازم پکڑنا بھی ثابت ہوگا **تیسری وجہ** یہ کہ اگر
آنحضرت کی غرض اس حدیث سے بیان استحباب سُنت خلفا کا ہوتا تو خاص کر
خلفاء کے ذکر کرنے مین کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ تمام صحابہ کے سُنتین ہمارے واسطے
مستحب ہین **الحاصل** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء کی سُنت
بھی آنحضرت کی سُنت کیطرح امت پر لازم اور موکد ہے پس بیس رکعت تراویح پر
مواظبت تشریعیہ خلفاء کی ثابت ہونیکے بعد اس قدر کے سُنت موکدہ ہونے مین کچھ
شک نہین جو شخص کم پڑھے گا وہ بوجہ سُنت موکدہ کے ترک کرنے کے کیقدر گناہگار
ضرور ہوگا۔ علامہ عبدالعزیز بخاری منتخب حسامی کی شرح تحقیق مین لکھتے ہین ذکر
ابوالیسر ان حکم السنۃ فھو ان کل فعل واظب علیہ الرسول مثل التشھد فی الصلوات
والسنن الرواتب یندب الی تحصیلہ ویلام علی ترکہ مع لحوق اثم یسیر
وکل فعل لم یواظب علیہ بل ترکہ فی بعض الاحوال کالطھارۃ لکل صلوۃ وتکرار
الغسل فی اعضاء والترتیب فی الوضوء فانہ یندب الی تحصیلہ ولا یلام علی
ترکہ انتھی یعنی ابوالیسر نے ذکر کیا ہے کہ سنت کا حکم یہ ہے کہ جس فعل پر حضرت نے
مواظبت کی ہے مثل تشہد فی الصلوت اور سنن رواتب کو بلایا جائیگا انسان طرف
حاصل کرنے اوسکے کے اور ملامت کیا جائیگا اوسکے ترک پر مع لحوق تھوڑی سی گناہ کو
اور جس فعل پر آپ نے مواظبت نہین کی بلکہ بعض احوال مین اوسکو ترک کیا مانند وضو
کے واسطے ہر نماز کے اور دہونیکے اعضاء وضو کو اور ترتیب کو وضو مین پس تحقیق بلایا

Marfat.com

جائیگا انسان طرف حاصل کرنے اوسکیکے اور نہ ملامت کیا جائیگا اوسکے ترک پر انتہی اس عبارت سے سنت موکدہ کو تارک کا کسیقدر گنہگار ہونا صاف ثابت ہوتا ہے اور زیلعی مین قریب بحر الرائق کے اوسی مثال مین لکھا ہے کترک السنۃ المؤکدۃ فانہ لا یتعلق بہ عقوبۃ النار ولکن یتعلق بہ الحرمان عن شفاعۃ النبی صلعم لحدیث من ترک سنتی لم ینل شفاعتی انتہی یعنی جیسا کہ ترک سنت موکدہ کا پس اسکی ساتھ جہنم کے عقوبت متعلق نہین ہوتی لیکن بوروِ حدیث من ترک سنتی الحدیث کے حرمان از شفاعت نبی صلعم بیشک اوسکی ساتھ متعلق ہے اس عبارت سے تارک سنت موکدہ کا حضرت کی شفاعت سے محروم ہونا صاف ثابت ہوتا ہے اور یہ اعلیٰ درجہ کا نقصان اور حد کے درجہ کا خسران ہے اعاذنا اللہ من ذلک اور مولوی عبد الحی لکھنوی مرحوم دمغفور نے تحفۃ الاخیار مین لکھا ہے قلت الحاصل (ای من العبارات السابقۃ) ان ترک السنۃ علی سبیل الا ستخفاف والا ستہزاء بہا وان کانت من الزوائد کفر وترکہا عمدا لا علی سبیل الاستخفاف مکروہ تحریما یوجب اثما وعتابا اذا کانت مؤکدۃ سواء کانت سنۃ الرسول او سنۃ الصحابۃ انتہی تو اس سب سے یہ حاصل ہوا کہ تراویح بیس ہی رکعت پڑھنی چاہیے کئی وجہ سے وجہ[۱] اول یہ کہ اگر حدیث سے ثابت ہین تو بیس ہی ثابت ہین وجہ[۲] دوم یہ کہ بیس پر اجماع صحابہ ہے وجہ[۳] سوم یہ کہ بیس پر خلفاء کی مواظبت تشریعیہ ہے وجہ[۴] چہارم یہ کہ اکثر علماء بیس ہی رکعت پر ہین بلکہ مذہب جمہور اور متوارث بیس ہی رکعت ہین جیسا کہ اوپر ترمذی اور ارشاد الساری اور بیہقی سے معلوم ہو چکا۔ وجہ[۵] پنجم یہ کہ ماہ رمضان مین نفل کا ثواب فرض کا ملتا ہے تو یون تو کون پڑھتا ہے بھلا اسیطرح لوگ زیادہ رکعتین پڑھکر مستحق ثواب ہونگی وجہ[۶] ششم یہ کہ بیس سے کم پڑھنا گناہ ہے اور ساتھ ہی یہ بھی جان لینا چاہیے کہ تراویح امام شافعی اور امام احمد کے یہان بھی بیس ہی ہین اور امام مالک کے نزدیک چھتیس[۳۶] اور حضرات غیر مقلدین ہداہم اللہ رب العالمین کے یہان بالکل نہین جیسا کہ قاضی شوکانی کی درر بہیہ اور نواب صدیق حسن خان کی روضہ ندیہ وغیرہما کتب فقہ سنت کو دیکھنے والے پر

Marfat.com

پر ظاہر ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون **تیسری فصل** تین رکعت وتر کے ثبوت کے
بیان مین مخفی نرہے کہ حضرات غیر مقلدین جو کہتے ہین کہ حنفی لوگ جو تین رکعت وتر پڑھتے ہین اسکا
پڑھنا حضرتؐ سے ثابت نہین یہ قول انکا محض غلط ہے بخاری مین تین رکعت وتر کی حدیث ہے ترمذی نے
اپنے جامع مین تین رکعت وتر کا باب باندھا ہے اور اوسمین حدیث حضرت علی کان رسول اللہ
یوتر بثلاث (یعنی رسول اللہ صلعم تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے) الحدیث کو روایت کر کے
اوسکی ذیل مین کہا ہے وقد ذهب قوم من اهل العلم من اصحاب النبی صلعم الی هذا ورأوا ان
یوتر الرجل بثلاث انتهی اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کان النبی صلعم لا یسلم فی رکعتی
الوتر یعنی حضرت وتر کی دو رکعتون مین سلام نہین دیتے تھے یہ حدیث نسائی مین ہے اور اسی حدیث
کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ساتھ لفظ
کان یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اخرهن کے . یعنی حضرت تین رکعت وتر پڑھتے
نہین سلام دیتے تھے مگر اونکے آخر مین اس سے تین رکعت وتر کا ثبوت پورے طور سے ہو گیا ولیکن

هذا اخر الرسالة وحینئذ من اللہ اسئل متضرعا ان یقبلها ویجعلها نافعة
وقینا من شر حاسدی هذه البلدة الذین لا صناعة لهم فی الدین الا الطعن
والحسد والغیبة ولا بضاعة لهم فی الاسلام الا اللعن والحقد والنمیمة ولا
نصیب لهم من العلم الا الجهالة فیخوضون فی ما لا یعلمون ولا حصة لهم من
الفهم الا الغباوة فیفتون بما لا یفهمون ویطعنون بما لا یفقهون فضلوا
واضلوا وهدموا اساس المذهب الحنفی وهم یحسبون انهم یستحکمون فالی اللہ
المشتکی من صنیع هؤلاء والیه التضرع والملتجی من حدث هذه العلماء واخر
دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

قطعہ

غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلی روزی برحمت	کند در حق این مسکین دعائے

Marfat.com

ازالۃ الشین باثبات المصافحۃ بالیدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل المصافحۃ سببا لمغفرۃ ذنوب المتصافحین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد المبعوث الی الثقلین وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا جهدهم فی ارضاء رب المشرقین والمغربین اما بعد جاننا چاہیے کہ چونکہ اس زمان قیامت نشان مین بہت سے فرقے پیدا اور کئی سو مذہب ہویدا ہوگئے ہین اور ہر ایک انمین سے نئی نئی بولی بولتا اور عجیب عجیب صدائین سناتا ہے چنانچہ منجملہ انکے فرقہ غیر مقلدین آجکل وہ نادر نادر چٹکلوں کے ساتھ چہچہاتا ہے کہ جنکا بیان نہین ہو سکتا منجملہ اون چٹکلوں کے ایک یہ ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا سنت ہے لہذا میرے بعض احباب نے باصرار مجھسے کہا کہ دس پانچ سطرین قائل یا دو عوام دو ہاتھ سے مصافحہ کرنیکی اثبات مین لکھیے تو اس احقر نے امتثالا للامر یہ چند سطرین لکھین اور نام انکا **ازالۃ الشین باثبات المصافحۃ بالیدین** رکھا اللہ انکو قبول فرماوے اور لوگون کو انسے نفع پہنچاوے آمین یا رب العالمین جاننا چاہیے کہ مصافحہ مفاعلہ ہے صفحہ سے اور مراد اوس سے اپنی دونون ہاتھ کی ہتیلی کو دوسرے دونون ہاتھ کی ہتیلی کیطرف پہونچانا ہے اور نیز جاننا چاہیے کہ مصافحہ قینچی دیکر کرنا چاہیے تاکہ مصافحہ کی تعریف اوسپر صادق آئے اور نیز جاننا چاہیے کہ پہلے پہل اسکو اہل یمن نے ظاہر کیا ہے اور نیز جاننا چاہیے کہ سنت یہ ہے کہ دونون ہاتھ سے ہو فاضل رومی مجالس الابرار مین لکھا ہے والسنۃ ان تکون بکلتا یدیہ یعنی سنت یہ ہے کہ مصافحہ دونون ہاتھ سے ہو اور معجم طبرانی مین حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا تصافح المسلمان لم تفرق اکفهما حتی یغفر لهما یعنی جبکہ دو مسلمان مصافحہ کرتے ہین تو انکی ہتیلیین جدا ہونے سے پیشتر انکے گناہ بخشدیے جاتے ہین اس حدیث سے مصافحہ کا دونون ہاتھ سے ہونا بخوبی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ہر شخص کی ایک ایک ہتیلی سے ہوتا تو اس حدیث مین بجاے لفظ اکفهما کے کہ جمع کف کی ہے لفظ کفاهما بصیغہ تثنیہ وارد ہوتا نہ اکفهما اور شاہد اسکے وہ تعلیق

Marfat.com

صحیح بخاری ہے جو کہ اوس کے باب الاخذ بالیدین میں ہے کہ وصافح حماد ابن زید ابن المبارک بیدیہ یعنی حماد بن زید نے ابن المبارک سے اپنے دونون ہاتھ سے مصافحہ کیا اس تعلیق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرن تابعین میں کہ قرون مشہود لہا بالخیر سے ہے دونون ہاتھ سے مصافحہ کرنا جاری تھا اور حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ افنأخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم وغیرہ سے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہرگز نہین ثابت ہوتا کیونکہ جیسا کہ ہماری زبان مین لفظ لاٹھی اور تلوار وغیرہما جنس کے معنو نمین مستعمل ہوتے ہین اور انکا اطلاق انمین سے ایک اور ایک سے زیادہ پر ہوتا ہے چنانچہ لاٹھی اور تلوار کی لڑائی کی حکایت مین کہا جاتا ہے کہ خوب لاٹھی اور تلوار چلی حالانکہ وہان ایک ہی لاٹھی اور تلوار نہین ہوتی ہے ایسا ہی استعمال عرب اور آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ مین استعمال لفظ ید کا جنس یدین مین آیا ہے جو ایک ہاتھ اور ایک سے زیادہ کو متضمن ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک وقال ایضا وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ وقال رسولہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ وقال ایضا من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ بلکہ اکثر مقامات مین و یدین کی جگہہ لفظ ید کا استعمال آیا ہے علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری کی ص ۲۱۸ مین حدیث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ توضأ فافرغ علی یدیہ کے تحت مین لکھا ہے (فافرغ) ای صب الماء (علی یدیہ) بالتثنیۃ وفی روایۃ الاربع علی یدہ بالافراد علی ارادۃ الجنس انتہی اس سے ظاہر ہو گیا کہ مولوی جمیل احمد صاحب سہسوانی نے جو اپنے رسالہ بسط المائدہ مین لکھا ہے کہ ید کا اسم جنس ہونا غیر مسلم ہے اور یدین کو ید نہین کہہ سکتے وہ کوئی شئے نہین ہے بالجملہ جن حدیثونمین اخذ بالید وارد ہے وہ مصافحہ ایک ہاتھ سے مریض نہین ہین تو بس دونون ہاتھ سے مصافحہ کرنیکی تو حدیث بھی ہے اور زمانہ تابعین مین اسکے جاری ہونیکا ثبوت بھی ہے اور ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنیکی نہ تو کوئی حدیث ہے اور نہ قرون مشہود لہا بالخیر مین اسکی جاری ہونیکا ثبوت اور مع ہذا اسمین تشبہ بالنصاری ہے اور تشبہ باہل کتاب سے حضرت کا احتراز کرنا حدیث صوم عاشورا وغیرہ سے صاف ظاہر ہے تو بہ صورت مصافحہ دونون ہاتھ سے کرنا چاہیے اور یہی مسنون ہے وما عدا ذلک لیس بمسنون اور جاننا چاہیے کہ مصافحہ تودیع اور رخصت کرنیکے وقت بھی ثابت ہے حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت کی عادت تھی کہ جب کسی شخص کو رخصت کرتے تو اوسکا ہاتھ پکڑ کر نہ چھوڑتے جب تک کوئی شخص آپکا ہاتھ نہ چھوڑتا اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اسبات کو محقق غیر مقلدین مولوی جمیل احمد صاحب نے بھی اپنے رسالہ بسط المائدہ مین لکھا ہے وللہ الحمد وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ط

تمت

۲ قولہ وفی روایۃ الاربع الخ ای بیان مین تنا ... اما م ... حدیث عمرو بن یحییٰ ... فافرغ علی یدیہ ... ۱۲

تحفۃ البررہ فی اجابۃ الاسالۃ العشرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للمجیب الذی علم اجوبۃ اسالۃ الکفرین حبیبہ الذی ارسلہ رحمۃ للعلمین وقال یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وقال ایضا فی جواب قولھم من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی اوعد الکفرۃ ووعد البررۃ و علی آلہ واصحابہ الذین فی سبیل اللہ قاتلوا الفجرۃ اما بعد بندہ ضعیف امیدوار رحمت رب قوی و لطیف کہتا ہے کہ مجھ سے میرے ایسے بعض احباب نے کہ جنکا کہنا ماننے سے مجکو چارہ نہ تھا مجھ سے دس سوال کر کے کہا کہ انکے جواب مختصر تاکہ ذہن عوام اونکا متحمل ہو سکے اور عام فہم تاکہ عوام بخوبی سمجھ سکین لکھیے میں نے امتثالا للامر ہم اونکے جواب لکھکر باسم **تحفۃ البررہ فی اجابۃ الاسالۃ العشرۃ** اونکو مسمّی کیا اور وہ یہ ہین **سوال اول و دوم**

کیا فرماتے ہین علمائے دین رحمہم اللہ اس باب مین کہ تقبیل ابہامین مرفوعًا یا موقوفًا کسی طرح سے ثابت ہے یا نہین اور اسمین کہ ہمارے ائمہ ثلثہ مین سے امام محمد رح کے نزدیک قرأۃ خلف الامام مستحسن ہے یا نہین بینوا توجروا +

جواب اول تقبیل ابہامین یعنی اذان مین وقت سماع اشہد ان محمدا رسول اللہ دونون ابہام دست کے ناخنون کو دونون آنکھون پر رکھکر چومنا یا چوم کر رکھنا مرفوعًا ثابت ہے امام سخاوی مقاصد حسنہ مین لکھتے ہین مسح العینین بظفری الابہامین بعد تقبیلہما عند سماع المؤذن اشہد ان مع قولہ اشہد ان محمدا الی قولہ نبیا ذکرہ الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث سیدنا ابی بکر الصدیق ان النبی ﷺ قال من فعل ذلک فقد حلت لہ شفاعتی یعنی مؤذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ سننے کے وقت اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا کہکر ہاتھ کے دونون انگوٹھون کے ناخن کو چوم کر اونسے دونون آنکھون کو چھونا ذکر کیا ہے اوسکو دیلمی نے مسند الفردوس مین ابوبکر صدیق رض کی حدیث سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسکو کرے اوسکے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی علامہ

Marfat.com

ابن حجر مکی تحفہ میں اس حدیث دیلمی کی نسبت لکھتے ہیں ومن شرط العمل بالحدیث الضعیف ان لا یشتد ضعفہ
وحدیث الدیلمی لیس فیہ شدۃ الضعف کما سیاتی اعتضادہ قریبا اور دوسری مرفوعًا نہیں تو
موقوفًا ثابت ہونے میں تو کچھہ شک ہی نہیں ابن حجر مکی ہی کتاب سوفحہ میں لکھتے ہیں بل صح رفعہ الی الصدیق الاکبر
اور شیخ امام رداد کتاب موجبات الرحمۃ میں لکھتے ہیں واذا ثبت رفعہ الی الصدیق الاکبر فیکفی للعمل بہ لقولہ
علیکم بسنتی الخ فثبت انہ مندوب فضلا ان یکون بدعۃ انتہی واللہ اعلم بالصواب

جواب سوال دوم نہیں کیونکہ انکی مصنفات قدیمہ وحدیثہ میں سے کسی مصنف میں یہ بات نہیں ہے بلکہ موطا میں
قرأت خلف الامام سے صاف صاف منع فرمایا ہے چنانچہ موطا میں کہا ہے قال محمد لا قراءۃ خلف الامام فیما جھر فیہ ولا
فیما لم یجھر فیہ بذلک جاءت عامۃ الآثار وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ اور کتاب الآثار میں کہا ہے
لا ینبغی ان یقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوات اور کتاب الحج میں ہے کہ امام محمد رح نے اہل مدینہ سے کہا
ارأیتم من رأى القراءۃ خلف الامام بام القرآن وسورۃ ان فرغ الامام من قراءتہ فرغ قبل ان یفرغ
الرجل الذی خلفہ من ام القرآن کیف ینبغی لہ ان یصنع ایقوم حتی یقرأ ام یتابع الامام تو اہل مدینہ
نے کہا بل یتبع الامام فی رکوعہ تو امام محمد نے کہا فان ابطأ بھا عن ذلک او کان شیخا کبیرا فلم
یقرأ شیئا حتی فرغ الامام ورکع ایتبع الامام ویرکع معہ ام یقرأ ثم یتبعہ تو ان لوگوں نے کہا
بل یتبع الامام ویترک القراءۃ تو امام محمد رح نے فرمایا فھذا اول دلیلکم علی انہ لا قراءۃ خلف الامام
اذا کانت القراءۃ یوہم ہے کما فی بعض المواضع اور وہ جو بعض کتب میں قرأۃ خلف الامام کو استحسان کی
انکی طرف نسبت کیا ہے وہ درست نہیں ہے ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہا ہے کہ حق یہی ہے کہ امام محمد کا قول بھی
شیخین ہی کے قول کی مثل ہے یعنی انکے نزدیک بھی قرأۃ مکروہ تحریمی ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

سوال - ہمارے علماء رحمہم اللہ اسمین کیا فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے
جو غنیۃ الطالبین میں حنفیہ کو مرجیہ میں شمار کیا ہے تو وہ ہم اس تیرہ صدی کے حنفیوں کو گنا ہے
یا کوئی اور حنفیوں کو بینوا توجروا +

جواب آنحضرت شیخ رحمہم اللہ نے ہم حنفیوں کو مرجیہ میں ہرگز ہرگز نہیں شمار کیا اور کیسے کر سکتے ہیں

Marfat.com

ہم حنفیون کے عقائد اور مرجیہ کے عقائد مین آسمان زمین کا فرق ہے بلکہ ہمارے اونکے عقائد باہم مباین و مخالف ہین وہ کہتے ہین گنہگار عذاب نہ کیا جائیگا اور پھر یہ جو خوف و رجا کرتے ہین سبب عالم کے انتظام کے لئے ورنہ پروردگار اپنے بندون پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے ہم کہتے ہین گنہگار عذاب کیا جائیگا اور یہ خوف و رجا سب واقعی باتین ہین تو پھر مرجیہ کیسے ہوسکتے ہین تو بس شیخ قدس سرہ نے جو گنا ہے وہ اتباع غسان مرجی کو گنا ہے شرح مواقف مین ہے غسان نام ایک شخص مرجی تھا وہ ارجاء کو امام صاحب سے نقل کرتا تھا اور آپ کو مرجیہ سے گنتا تھا اور یہ اوسکا امام صاحب پر محض افترا تھا کہ اپنے مذہب کے رواج دینے کیواسطے آپ کی طرف نسبت کر دیا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

سوال ٤ ۔ حدیث جابر بن سمرہ مالی اراکم رافعی ایدیکم الحدیث رفع الیدین عند السلام کے بارہ مین ہے جیساکہ مسلم وغیرہ نے سمجھا ہے یا رفع یدین مشہور کے باب مین **جواب آن** اس حدیث کو بقرینہ لفظ فی کے رفع یدین مشہور پر حمل کرنا صحیح ہے اور رفع الیدین عند السلام کے بارہ مین اسکو سمجھنا صحیح نہین کئی وجہ سے منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ نہ تو حدیث مین کوئی قرینہ اسکے رفع الیدین عند السلام باب مین ہونے پر دال ہے نہ کسی صحابی سے یہ بات ثابت اگر کہو اتفاق علماء سے ثابت ہے تو اول تو بجز قرآن و حدیث کے اور تیسری چیز سے علاقہ کیا اور دوم یہ سراسر غلط کیونکہ ہمارے علماء حنفیہ مین سے صاحب نہایہ وغیرہ بہت سے لوگون نے اسکو رفع یدین مشہور پر حمل کیا ہے اور ایک یہ کہ زمانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین تسلیم لقائی مین ہاتھ اور لفظ سے سلام کرنیکی رسم صحابہ مین شائع وذائع نہ تھی تاکہ اوسکی قیاس پر صحابہ تسلیم تحلیلی مین بھی ہاتھ اوٹھاتے اور بغیر تسلیم لقائی مین ہاتھ اوٹھانیکی رسم جاری ہونیکے تسلیم تحلیلی مین ہاتھ اوٹھانا ایک امر مستبعد ہے اور ایک یہ کہ سلام پھیرنے کی حالت مخالفین کے نزدیک بدلیل تتمہ حدیث تشہد عبداللہ بن مسعودؓ اذا فعلت ذلک فقد تمت صلوتک یا اذا قلت ہذا وقضیت ہذا فقد قضیت صلاتک کے بعد تمام ادا ہونے نماز کے ہے اوسپر لفظ فی الصلوۃ صادق نہین آ سکتا اور حدیث مین لفظ فی الصلوۃ ہے واللہ اعلم +

سوال ٥ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کسی عالم غیر مقلدین کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہین ۔ **جواب آن** غیر مقلدین کے ایسے بہت بڑے عالم نواب صدیق حسن خان صاحب

Marfat.com

کے نزدیک ثابت ہے کہ جنکو مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے رسالہ ہدایۃ المرتاب کے صفحہ ۲۱ مین محقق زمان عالم اجل فاضل بے بدل اور صفحہ ۳۱ و ۳۸ و ۵۰ و ۶۰ و ۵۷ مین رئیس المحققین اور صفحہ ۵۲ مین خاتمۃ المحدثین وقدوۃ المحققین اور صفحہ ۷۹ مین افضل المتاخرین اور صفحہ ۸۱ مین تاج المحققین اور صفحہ ۸۷ مین جناب فخر المحدثین اور اسکی اور صفحونمین اور نیز اپنے اور رسائل مین مجتہد وقت وغیرہ وغیرہ بہت کچھ لکھا ہے اور نیز جنکی تصانیف کو مولوی صاحب موصوف نے رسالہ الشبع والری کے صفحہ ۳ مین مسائل حقہ سے پر اور انکے ہر ہر مسئلہ کو کتاب وسنت سے مبرہن بتلایا ہے آونھون نے اپنی روضۂ ندیہ شرح درر بہیہ مین لکھا ہے ووضع تحت السرۃ وفوقہا متساویان لان کلا منہما مروی عن اصحاب النبی صلعم اخرج ابوداؤد واحمد وابن ابی شیبۃ عن علی السنۃ وضع الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ یعنی ہاتھون کا ناف کے نیچے اور اوسکے اوپر باندھنا دونون برابر ہین کیونکہ حضرت کے اصحاب سے دونون ثابت ہین ابوداؤد اور احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے روایت کیا ہے کہ نماز مین ہاتھونکا ناف کے نیچے باندھنا سُنت ہے +

سوال آمین آہستہ کہنا کسی عالم غیر مقلدین کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہین +

جواب آن انھین نواب صدیق حسن خانصاحب کے نزدیک ثابت ہے انھون نے اپنے اوس تفسیر ترجمان القرآن مین (کہ جسکی نسبت مولوی محمد سعید صاحب نے ضمیمہ نصرۃ السنہ نمبر ۱۲ بابت ماہ صفر سنہ ۱۳۰۴ ہجری جلد ا مین لکھا ہے ایک تفسیر مسمی ترجمان القرآن بلطائف البیان سورہ بقر تک طبع ہوکر شائع ہوئی ہے الی ان قال مینے جو اوس تفسیر کو دیکھا تو ایک گوہر نایاب پایا آجتک ایسی تفسیر دیکھنے سُننے مین نہین آئی الی قولہ اسپر طرہ یہ کہ سب باتین خوب تحقیق سے لکھی ہین الی قولہ کل مضامین موافق حدیث نبوی ہین اس تفسیر کی خوبی وحسن کو میری طاقت نہین ہے کہ مین لکھون انتہی بلفظہ) لکھا ہے کہنا آمین کا بجہر و باسرار دونون طرح پر ثابت ہوا ہے انتہی بحروفہ

سوال ترک رفع یدین مشہور کسی عالم غیر مقلدین کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہین +

جواب آن انھین نواب صدیق حسن خانصاحب کے نزدیک ثابت ہے انھون نے روضۂ ندیہ مین بعد نقل اون عبارت کے جو کہ متضمن رفع اور ترک دونون کے ثبوت کو ہین فقط وبالجملۃ فقد ثبت رفع الیدین فی المواضع الاربعۃ المذکورۃ بروایات

Marfat.com

صحیحۃ ثابتۃ الخ کہکر کلام کو ختم کر دیا ہے اور ثبوت ترک سے کچھ تعرض نہین کیا تو حسب قاعدہ تقریر ثبوت ترک انکے نزدیک ثابت ہوا وللہ الحمد + **سوال ۸** اگر یہ سب باتین غیر مقلدین کے کسی عالم کے نزدیک ثابت ہوں اور یہ لوگ انکی نسبت یون کہین کہ ہم کیا انکے مقلد تھوڑا ہی ہین تو ہم کیا جواب دین
جواب آن - کہو اوس عالم کا قول دو حال سے خالی نہین یا موافق حدیث کے ہے یا مخالف اگر موافق ہے تو پھر نہ ماننا چہ معنی دارد اور اگر مخالف ہی تو جبکہ تمہارے اتنے بڑے بڑے عالم خدا اور رسول کے مطلب کو سمجھے اور خلاف حدیث کہدیا تو تم تو کس گنتی مین ہو جو موافق حدیث کے کہو گے تم تو بطریق اولی خلاف کہو گے - چلو تمہاری بات بھی قابل اعتبار نہین کیونکہ احتمال مخالفت سے خالی نہین وللہ الحمد -
سوال ۹ - رفع اور ترک دونون مین سے حضرت کے آخر عمر مین کونسا واقع ہوا +
جواب آن - شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے تکمیل مین حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ الحدیث کے باب مین لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس حدیث سے حضرت کے رفع یدین کو ہمیشہ ترک کرنے کا ارادہ نہین کیا اور جز این نیست کہ آپنے ارادہ کیا ہی اسکا حضرت کے رفع یدین کو آخر عمر مین ترک کرنے کا جیسا کہ بعض ما ینقل عن ابن مسعودؓ سے معلوم ہوتا ہی کہ رفع اور ترک دونون مین پچھلا ترک ہی اور مدت ترک کی معلوم نہین تو محتمل ہی کہ آپنے بیماری کے دنون مین چھوڑا ہو انتہی ملخصاً مترجما تو اس قول سے ترک رفع یدین کا آخر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین ہونا صاف ثابت ہوتا ہی اور محقق غیر مقلدین نواب صدیق حسن خانصاحب نے اس قول کو اپنے روضہ ندیہ مین نقل کرکے اسپر سکوت کیا ہی تو حسب قاعدہ تقریر انکے نزدیک اس قول کا صحیح ہونا بھی معلوم ہوا وللہ الحمد - اگر کوئی کہی کہ بیہقی مین ہے کہ رسول مقبول صلعم کی نماز ہمیشہ رفع یدین کے ساتھ رہی یہانتک کہ آپنے اس جہان فانی سے انتقال کیا تو ہم کہینگے کہ یہ حدیث صحیح نہین کئی وجہ سے
وجہ اول رفع اور عدم رفع مین صحابہ کا مختلف ہونا اگر بر تقدیر اسکی صحت کے آپکی نماز ہمیشہ تا وقت وفات رفع یدین کے ساتھ ہوتی تو صحابہ رفع اور عدم رفع مین باہم ہرگز مختلف نہوتی
وجہ دوم حدیث ابن مسعود کے نسبت شاہ رفیع الدین صاحب کا وہ فرمانا جسکو ہمنے اوپر ذکر کیا

Marfat.com

اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو شاہ صاحب وہ مضمون مرقوم الصدر حدیث ابن مسعود کے نسبت ہرگز نہ لکھتے۔ **وجہ سوم** محقق غیر مقلدین نواب صدیق حسن خانصاحب کا اوس قول شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے روضۂ ندیہ مین نقل کرکے اوسپر سکوت کرنا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو وہ اس قول شاہ صاحب پر ہرگز سکوت نہ کرتے اور کہتے جو کچھ کہتے **وجہ چہارم** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا علقمہ وغیرہ کو نماز رسول اللہ صلعم بغیر رفع یدین کے پڑھکر دکھلانا۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ابن مسعود رضی نماز اس طرح پڑھ کر کیسے دکھلاتے **وجہ پنجم** ترمذی کا حدیث ابن مسعودرضی کو حسن کہنا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ترمذی حدیث ابن مسعودرضی کو حسن کیسے کہتے اور حدیث ابن مسعود بوجہ اونکو رسول اللہ کی کثرت سے ملازم ہونیکی ایک دو وقت پر محمول ہو نہین سکتی فتدبر اگر کہیے ابن مسعود کو سہو ونسیان لاحق ہوگیا تھا تو ہم کہین گے کہ کیا ابن مسعود بھولے تو رفع یدین ہی کو بھولے نماز کی اور کسی سُنت یا رکن کو نہ بھولے اور اگر بھولے بھی تو ایک آدہ رکعت مین بھی نہ بھولے کے سب نماز مین بھول گئے بالجملہ یہ حدیث بیہقی والی صحیح نہین اور بیشک حضرت نے آخر عمر مین رفع یدین کو ترک کردیا۔

سوال آمین زور سے کہنے اور آمین آہستہ کہنے ان دونون باتون مین سے کونسی بات آخر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین واقع ہوئی ہے **جواب** آن حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا حضرت کے مرض وفات کی نمازون مین جو کہ آپ مسجد مین تشریف لیجا کر جماعت سے پڑھتے ہین آپ کے ہمراہ شریک ہونا ثابت ہی اور طبری نے تہذیب الآثار مین اخراج کیا ہی کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسم اللہ اور آمین زور سے نہین کہتے تھے تو اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت نے اخیر مین آمین آہستہ کہی ورنہ یہ بات عقل سے بعید ہے کہ حضرت تو آمین زور سے فرماتے اور حضرت علی رضی آہستہ کہا کرتے واللہ اعلم بالصواب فقط

تمت

Marfat.com

ابراز الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی رب العالمین وارسل لهدایتنا حبیبه محمدا واتاه الکتب
المبین وخلق ائمة المجتهدین لتسهیل العمل علی الشرع المتین سیما
امامنا ابا حنیفة ما زالت شموس مذهبه بازغة الی یوم الدین والصلوٰة
والسلام علی رسوله وحبیبه الذی هو کالمنبع لجریة انهار المذاهب
وعلی اله واصحابه الذین هم اولو المناقب والمناصب قاتلوا الکفرة والضالین

امابعد یہ ناکام خاکپائے امام موسوم بمحمد مدعو بہ عبد الحمید فریدی فاروقی پانی پتی جمیع اہل اسلام کے خدمت مین عرض کرتا ہے کہ چونکہ اسوقت مین مسائل مختلف فیہا مین یعنے مسئلہ آمین بالجہر وغیرہ مین عموماً اور مسئلہ قرأت فاتحہ خلف امام مین خصوصاً ازحد افراط وتفریط ہورہی ہے۔ یہانتک کہ حضرات غیر مقلدین کہتے ہین کہ دیگر مسائل مختلف فیہا مین عموماً اور مسئلہ قرأت فاتحہ خلف امام مین خصوصاً امام صاحب کے پاس انکے مذہب کی مؤید کوئی حدیث نہین ہے اور بغیر الحمد پڑھے نماز ہرگز نہین ہوتی اور جو کوئی یہ کہے کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی کچھ ضرورت نہین ہے، وہ جھوٹا اور گمراہ ہے لہذا اس احقر نے چاہا کہ چند سطرونمین مختصر طور پر عوام کے یاد کرلینے کے لئے حق کو ظاہر اور امام صاحب کے مذہب کی مؤید حدیثونکو باہر کرون تاکہ ہر شخص کو ان حضرات کے اقوال کا صدق وکذب بخوبی معلوم ہوجائے جاننا چاہئے کہ حضرات غیر مقلدین کے تینون قول جو اوپر ذکر کئے گئے محض غلط ہین اور اس باب مین حدیثین بہت وارد ہین منجملہ انکے ایک تو یہ حدیث ہے ثنا اسحٰق الازرق ثنا سفیان لا ازرق

Marfat.com

ثنا سفیان وشریک عن موسی بن ابی عائشة عن عبد الله بن شداد عن
جابر رض قال قال رسول الله من کان له امام فقراءة الامام له قراءة یعنے کہا
حدیث بیان کی ہم سے اسحق ازرق نے کہا خبر دی ہمکو سفیان ازرق نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان اور شریک نے موسی
بن ابی عائشہ سے وہ روایت کرتے ہین عبد اللہ بن شداد سے وہ حضرت جابر رض سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ ہو واسطے اوسکی امام پس قرأت
امام کے واسطے اوسکے قرأت ہے اس حدیث کو ترمذی کے شیخ احمد بن منیع نے اپنے مسند
مین روایت کیا ہے اور یہ حدیث باین اسناد صحیح ہے او پر شرط مسلم کے اگر کوئی کہے
کہ آپ تو اس حدیث کو باین اسناد صحیح علی شرط مسلم کہتے ہین اور بعض علماء نے
تو کہا ہے کہ یہ حدیث کل طرق سے ضعیف ہے ہم کہین گے کہ جسنے اس حدیث کو کل طرق سے
ضعیف کہا بالکل بیجا کہا کیونکہ عیان راچہ بیان آپکے صحیح طریقون مین سے ایک تو یہی طریق
ہی جو یہان مذکور ہے ذرہ کوئی بتلادے تو کہ اسمین کیا ضعف ہے پھر اگر کوئی کہے کہ اچھا ہمنے مانا
کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن آپ کے مطلب سے تو اسکو کچھ تعلق نہین بلکہ یہ تو اہلحدیث
ہی کے مذہب کے مؤید ہے۔ کیونکہ اسمین له ثانی کا مرجع امام ہے ہم کہین گے کہ آپ کا یہ قول
کہ له ثانی کا مرجع امام ہے محض غلط ہے کئے وجہ سے **وجہ اول** یہ کہ جبکہ له ثانی کا مرجع
امام ہوا اور اس تقدیر پر امام کی قرأت امام ہی کیواسطے ہوئی تو مقتدی حکم مین منفرد کے
ہوا تو اوسکو الحمد اور سورة دونون پڑھنا چاہئے اور یہ حضرت کے قول لا تفعلوا الا بفاتحة
الکتب کے خلاف ہے **وجہ دوم** یہ کہ اس حدیث مین لفظ من شرطیہ ہے تو جملہ من
کان له امام شرط ہے اور جملہ فان قراءة الامام له قرأة جزا تو اگر له ثانی کا
مرجع امام قرار دیا جائے تو جملہ فان قرأة الامام الخ جزا شرط کو نہین ہوسکتا کما لایخفی
اور جب کہ یہ اوسکی جزا نہ ہوا تو شرط بغیر جزا کے کلام ناقص ہوتا ہے اور ایسے ہی جزا تو یہ
حدیث بموجب آپ کے قول کے کلام ناقص ہوتا ہے معاذ اللہ من ذلك +

وجہ سوم یہ کہ من شرطیہ مین نحاۃ کے کئی مذہب ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ لفظ من مبتدا اور مجموع شرط اور جزا اوسکی خبر اور دوم یہ کہ لفظ من مبتدا اور فقط جزا اوسکی خبر تو بموجب ان دونون مذہبون کے جملہ فان قرأۃ الامام الخ خبر لفظ من مبتدا کی ہے اور خبر جبکہ جملہ ہوتی ہے تو اوسمین ضمیر عائد طرف مبتدا کی (جو کہ ربط دینے والی خبر کی مبتدا کی ساتھ ہوتی ہے) ضرور ہوتی ہے تو جبکہ لہ ثانی کا مرجع امام ہوا تو کہیے خبر کو مبتدا کے ساتھ ربط دینے والی ضمیر کونسی ہوگی اور دوسری یہ عن جابر رض انہ قال من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام القرأن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام یعنی حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسی رکعت پڑھی کہ اوسمین الحمد نہ پڑھی تو نہ پڑھی اوسنے یعنی وہ رکعت مگر امام کے پیچھے یعنی اس حالت مین بغیر الحمد پڑھے وہ رکعت اوسکی ہو جاویگی یہ حدیث ترمذی مین ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور یہ حدیث عبادہ کی حدیث کی طرح خاص الحمد کا ذکر ہے اگر کوئی کہے کہ یہ موقوف ہے اور حدیث عبادہ مرفوع ہے اور موقوف جب کہ معارض ہوتی ہے مرفوع کی تو حجت نہین ہوتی۔

ہم کہینگے کہ یہ حدیث حدیث عبادہ کی معارض نہین ہے کیونکہ حدیث عبادہ کا مفاد وجوب قرأۃ فاتحہ خلف امام ہے اور اسکا مفہوم جواز صلوۃ مقتدی بلا قرأۃ الحمد ہے اور ظاہر ہے کہ وہ شئی دیگر ہے اور یہ شئے دیگر ہان اگر اسکا مفہوم ممانعت قرأۃ خلف امام ہوتا تو البتہ معارض ہوتی اور جبکہ یہ حدیث عبادہ کی معارض نہین ہے تو بیشک حجت ہوگی پھر اگر کوئی کہے کہ حضرت جابر رض کا فعل تو قرأۃ فاتحہ خلف الامام کا جیسا کہ ابن ماجہ مین ہے تو یہ کیا وجہ ہے کہ آپ قول کو لیتے ہین فعل کو نہین لیتے ہم کہینگے کہ قطع نظر اوس سے جو ابن ماجہ والی اثر مین ہے اصول کا قاعدہ ہے کہ حدیث قولی فعلی پر متقدم ہوتی ہے لہذا ہم نے قول کو اختیار کیا۔

فائدہ اس احقر نے سابق مین ایک رسالہ درمنظوم اور یہ ابراز الحق لکھکر دونون شائع کیے تھے ایک بزرگ نے درمنظوم کے جواب مین ایک رسالہ مسمے بکشف المکتوم لکھا اوسمین ابراز الحق کا بھی جواب دیا اس خاکسار نے اوسکے جواب مین ایک رسالہ فتح القیوم لکھا تو جو کہ مؤلف رسالہ کشف نے اس ابراز الحق کی پچھلی حدیث کی نسبت لکھا ہے اوسمین سے بعض کو مع اوسکے جواب کے رسالہ فتح مین سے بعینہ یہان نقل کرتا ہون **قول المجیب** اثر جابر رض اور حدیث عبادہ رض مین معارضہ نہ سمجھنا یہ آپکی سمجھ کی خوبی ہے الی قولہ مفاد حدیث عبادہ کا یہ ہے کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام القرأن لیست بجائز اور اثر جابر کا مفاد یہ ہے کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام القرأن فہی جائز **قول المصیب** یہ میری سمجھ کی خوبی نہین ہے یہ آپکی سمجھ کی خوبی ہے جو اثر جابر رض کا مفاد آپ یہ سمجھکر اوسکو حدیث عبادہ کا معارض قرار دیتے ہین ایک ادنی طالب علم

Marfat.com

سے بھی آپ دریافت کرینگے کہ اثر جابر رضہ کا مفاد کیا ہے تو آپکو تبلا دیگا کہ اوسکا مفاد یہ ہے کل صلوٰۃ لا یقرأ فیہا بام القرآن فہی لیست بجائز الا صلوٰۃ المقتدی ای بعض صلوٰۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی جائز اور ظاہر ہے کہ یہ قضیہ جزئیہ ہے کلیہ نہین ہے کما لایخفی علی البلہ والصبیان رہی جواز اور عدم جواز مین نسبت اور تقابل سو اگرچہ بموجب کلموا الناس علی قدر عقولہم کے تو لکہنا انکا مناسب تھا لیکن آپ کے سوال کے خیال سے آپکو تبلائے دیتا ہون کہ ان دونون یعنی جواز اور عدم جواز مین نسبت تباین اور تقابل تضاد ہے لیکن حدیث عبادہ رضہ سے عدم جواز نماز مقتدی بلا قرأۃ فاتحہ اور حدیث جابر رضہ سے جواز ہر نماز بلا قرأت فاتحہ ثابت نہین ہوتا کما سیجیٔ تحقیقہ انشاء اللہ تعالیٰ فتدبر **قول المجیب** ظاہر ہے کہ دونون قضیہ آپس مین معارض ہین ایک موجبہ کلیہ دوسرا سالبہ کلیہ الخ۔

قول المصیب واہ کیا خوب منقول مین تو جو کچھ مہارت مجیب صاحب کو تھی وہ تو معلوم ہی ہو چکی تھی اب مجیب صاحب نے معقول مین بھی دخل دیا خدا خیر کرے آور خیر کہان ہونی تھی جبکہ ایسے لوگ کہ جنھون ایساغوجی تک نہین دیکھو نعرہ حل من مناظر مارنے لگے آئی مجیب صاحب تعارض قریب المعنی کیا بلکہ متحد المعنی تناقض کا ہے اور قضیتان مختلفتان فی الایجاب والسلب جبکہ محصورہ ہوتی ہین تو انکو تناقض کے لئے باوجود حدت ہشتگانہ تناقض کے اختلاف در کلیۃ و جزئیۃ بھی ضرور ہے علامہ اثیر الدین ابہری ایساغوجی مین لکہتے ہین والمحصورتان لا یتحقق التناقض بینہما الا بعد اختلافہما فی الکلیۃ والجزئیۃ اور سلم العلوم مین ہے ثم تختلفان کما لکذب الکلیتین وصدق الجزئیتین انتہی آور وہ یہان مفقود ہے کیونکہ ان دونون کو آپ کلیہ ٹھہراچکے مین تو انجات معقولیہ مین سے جس بحث مین سے کچھ لکھنا ہو کرے تو اوس بحث کو کسی استاد کامل سے پڑھ سمجھکر پھر لکھا کیجیے یون ہی الٹکل پچو نہ لکھدیا کیجیے خیر یہ جواب تو آپکی معقولی گفتگو کا تھا اب یہ احقر کہتا ہے کہ حدیث عبادہ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مین ہرگز ہرگز تعارض نہین ہے جیسا کہ ہم موعظۃ الحسنہ مین تحقیق کر چکے ہین اور جب دونون کی حدیثون مین تعارض نہ ہوئے تو بموجب قاعدہ اصولیہ کے اثر جابر رضہ حجت ہوگا **قول المجیب** اور ابراز الحق مین یہ جو آپنے لکھا ہے کہ قول مقدم ہوتا ہے فعل پر الخ **قول المصیب** واہ صاحب واہ یہ جواب تو آپ نے ایک ہی دیا ای مجیب صاحب اول تو یہ سمجھیے کہ یہان حدیث رسول اور آثار صحابہ سے بحث ہے نہ مطلق کلام کا ذکر کہ جو آپ یہان جہنمیون کی کلام کا رونا رونے لگے کچھ تو سوچ سمجھکر جواب دیا کیجیے دوم یہ سمجھیے کہ بیشک قول کو فعل پر عقلاً و نقلاً ترجیح ہے آب اپنی ہی کو دیکھ لیجیے کہ آپکا فعل تو یہ ہے کہ جامع العلوم کا نمونہ مین جا کر شرح تہذیب پڑھتے ہین اور زیر ناف تو کیا بلکہ رانون پر ہاتھ باندھتے ہین آور قول یہ کہ سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے اور زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث صحیح نہین تو کہیے دونون مین قابل اعتبار کون ہے یا آپکے بعض علما کو دیکھیے کہ فعل تو انکا یہ ہے کہ ہمیشہ عدالت مین جا کر جھوٹ بولتے اور بولواتے ہین کہین دو چار روز سے آمین کہنا شروع کیا تو کہدیا اور کہلا دیا کہ یہان تو پانچ چھ برس سے آمین ہوتی ہے اور قول یہ کہ جھوٹ بولنا

صحت نامہ متن رسالہ موعظۃ الحسنۃ

صفحہ	سطر	غ	ص	صفحہ	سطر	غ	ص	صفحہ	سطر	غ	ص
۲	۲	الاضمات	النصات	۲۶	۲۱	لازم آنکو	لازم آنکو	۵۸	۱۷	ابن	بن
״	״	اولی	واولی	۲۷	۸	منظومنہ	منظومنۃ	۶۰	۹	روایہ	راویہ
״	۸	مرنیا	مربنیا	״	۱۸	وخیرہا	وغیرہما	۶۱	۷	قدوعدم	وقدعدم
۳	۱۸	باندھنوے	باندھنی کی جگہ ے	۲۹	۳	الفاق	الفارق	۶۲	۲	مقری	مقرائی
۴	۱۴	رتبوب	اقرب	״	۲۱	السرہ	السرۃ	״	۵	یحب	یجب
״	״	للتقوای	الاتقوی	۳۰	۲	شیبہ	شبیہ	۶۳	۱۱	قداس	قیاس
״	۱۹	اں	مائل	״	۴	تخنید	تقیید	۶۶	۵	فرض مین	فرض ونفل مین
۵	۵	بن	بت	״	۹	الصحالی	الصحابی	۶۸	۷	تمسکو	تمسکوا
۷	۱	تتنضنی	تتنضنی	۳۱	۷	ابوداؤ	ابوداؤد	״	۹	الار	اور
״	۶	المبارد	المبارک	״	۱۲	تحریمہ	تحریمہ	״	״	جسکے	جسکے
״	۱۴	طامع	طالع	۳۲	۹	یتصرف	ینصرف	۷۰	۱	الحناطیز	الحناطین
۱۲	۲۱	اورحفہ	اورتحفۃ	״	۱۸	مین	بین	۷۱	۱۴	یدر	ید یہ
۱۳	۱	الائمۃ الاصحبا	ائمۃ الامصار	۳۳	۱۷	جاں	جان	״	۱۷	حضرت	وہ حضرت
״	۱۴	جوارجہ	جوارحہ	۳۴	۶	السنن	السنن	״	״	نبی سے	وہ نبی سے
۱۵	۱۲	کی تو بین	تو کی ہین	״	۷	بخرجہ	یخرجہ	״	۲۰	مین بےقرار	مین بجے نبھا در بیقرار
۱۷	۱۲	اختیتم	اختتم	״	۱۰	لصاحبک	لصاحبک	״	۲۱	اور اسباع کا آگے	×
۱۸	۲۱	لائکہ	لانک	۳۹	۸	صحیح	نجیح	۷۲	۷	نہ موصوع	نہ موضوع
۱۹	۱۰	المائیں	المالمین	۴۲	۱۸	کمار	کبار	״	۹	النحر	النجر
״	۱۳	احذیہما	احدیہما	۴۴	۳	خائعنیہا	خائجنیہا	۷۳	۲	ادا	اذا
״	۱۲	دلتھا	اولتہا	״	۹	یہی	یہی	״	۴	تونبی تمام	تونبی ص تمام
״	۲۱	پہجانتا	پہچانا	״	۱۱	یحد	یجد	״	۱۵	قالث	قالت
۲۰	۱۹	تبلارہا	تبلارہا	۴۵	۱۲	فسائلو	فسئلوا	۷۴	۲۱	اھام	العلم
۲۲	۱۴	المتوسط	المھتوسط	״	״	فسالہم	فسألہم	۷۵	۲۰	کما	کنا
۲۳	۱	اشتہی	انتہی	۴۶	۷	اورس	اوس	۷۶	۱۴	مواطبت	مواظبت
۲۴	۹	تیجے	ترجح	۴۷	۱۴	الھم	الہم	״	۳	مق	حق
[illegible]	۱۰	باتقا	بالغا	״	۲۱	بصیحح	بصحیح	״	״	خرو	خود
[illegible]	۱۱	الانتیس	الانتیر	۴۸	۱۴	تبت	ثبت	״	״	البدعنہ	البدعۃ
[illegible]	۱۷	مصبانیح	مصانح	۵۳	۲	لمعتدی	المعتدی	۷۷	۵	وغیرھا	وغیرہما
[illegible]	۱۲	״	״	۵۶	۷	بوبکر	بوبکر	״	۱۴	والسنۃ	والسنۃ
[illegible]	۵	اسماء	اسماء	۵۷	۱۴	متندی	مقتدی	״	۱۸	استجاب	استحباب
[illegible]	۳	آنکر	تنے	۵۸	۶	حفض	خفض	۷۸	۱	سنتی	بسنتی
	״	اسکی	اسکی	״	۷	[illegible]					

Marfat.com

غ	ص
سنتی	سنتی
۱ پڑھتے	پڑھتے تھے

صحت نامہ حواشی موعظۃ الحسنہ

ص	ح	س	غ	ص
	۱	۱	ژرائی	خرائی
	۱	۴	ایہا	ایہا
״	״	۶	سعت	سمعت
״	״	۱۳	شل	بشل
״	۲	۳۰	اسکونزدیک	محدثین کے نزدیک
״	۳	۱	نودی	نودی
۱۴	۱	۳	مجتہدین	مجتہدن
۲۱	״	״	السنۃ	السنہ
۲۲	۲	۷	ہہو	نہو
۲۶	۱	۳۰	الائمہ	الائمۃ
۳۲	״	۲	بیا	کیا
۴۴	۲	۱۶	من عیدث	×
۴۸	۲	۲۰	جرکی	جرحکی
״	״	۳۲	سنافرو یوی	سنا فرد نیوی
״	۳	۲	اونکومع	اوسکے منع
۴۹	۱	״	شروح	شروح ازیعہ
״	۲	۱۹	سی ۳	نبی ۳
۵۸	۱	۷	وکمع	وکیع
۶۰	״	۲	کہتے کے	کہنے کے
״	۱	۴	موئد	موئید
۶۲	۲	۱	تیارم	قیام
۶۵	۱	۳	تہین	نہین
״	״	۷	ترادیحی	تراویحو
״	۲	۱	اوراور	اور
״	״	۴	اگیارہ	گیارہ
״	״	۷	گھرنی	ٹھہرنی
״	۲	۱	بہ اثر	یہ اثر

واضح ہو کہ حواشی مین اسطور کی غلطیین حوالہ ناظرین کی گئین اور بھی واضح ہو کہ صفحہ ۲۱ سطر ۱۹ لفظ (فتدبر) پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہے (اور سوم یہ تاویل اسوقت مجتہدین کو مذہب پر اعتماد کرنیکی واجب ہونیکو متضمن ہے ۱۲) اور صفحہ ۲۵ سطر ۵ لفظ (ان چارون) پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہی (یعنی علی سبیل الانفراد نہ علی سبیل الاجتماع کیونکہ یہ خلاف اجماع ہی ۱۲) اور صفحہ ۳۰ سطر ۲۱ لفظ (نہین ہی) پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہے (اور ثالثاً یہ کہ اسکی شواہد بھی ہین چنانچہ ایک تو وہ ہی جسکو ابوداؤد ہی نے ابن جریر ضبی سے روایت کیا ہی وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ مین نے حضرت علی کو دیکھا کہ آپ اپنی بائین ہاتھ کو پہونچی کو داہنے ہاتھ سے ناف کے نیچے پکڑے ہوئے تھے اور ایک وہ جسکو انھون ہی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ انھون نے کہا کہ پکڑنا ہتھیلیونکا نماز مین ناف کے نیچے ہے تو پھر یہ حدیث کیسے حجت نہوگی ۱۲) اور صفحہ ۴۵ سطر ۱۸ لفظ (مع ترکہا) پر کا یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہی (اور اس حدیث مین کچھ اجمال و ابہام نہین ہی تاکہ کوئی اور حدیث اسکے لیے مفصل و مفسر گردانی جائے ۱۲) اور صفحہ ۷۰ سطر ۲ آمین لفظ ۷

ص	ح	س	غ	ص
	۲	۱۴	بسط المائد	بسط المائدہ
	״	۲۰	جبتک کوئی	جب تک کوئی
	״	۲۱	چھوڑتا	نہ چھوڑتا

صحت نامہ تحفۃ البررہ

ح	س	غ	ص
۱	۱	بیسٹلوتک	بیسٹلونک
״	۳	یحیھا	یحیہا
״	״	والسلا	والسلام
״	۴	الفحراۃ	الفجرۃ
״	۱۰	جواب اول التقبیل	جواب سوال اول آول توتقبیل
״	״	رسول	رسول
״	۱۴	״	״
۲	۵	قلبت	ثبت
۳	۱۸	یا	یا
۴	۷	متسادیان	متساویان
״	۱۰	وجہ	وجہ
״	۲۱	فقط	فقط
۵	۵	سجھہ	نہ سجھہ
۶	۱	مسود	مسعود
״	۲	تواب	نواب

واضح ہو کہ اس رسالہ کو صفحہ ۲ سطر ۱۱ مین اور آگے یہ سے لیکر سطر ۱۷ مین لفظ مستند کی تمام عبارت قلم زدہ ہے

صحت نامہ ازالۃ الشین

ص	ح	س	غ	ص
۱		۱۳	جاناچاہئے	جاناچاہیے
״		۱۰	دوسری	دوسرے
۲		۱	حماد ابن	حماد بن
״		۱۰	فلیغیرہ بیدہ	فلیغیرہ بیدہ وقال العلی فی حدیث النھی عن رفع الیدین عند السلام انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ

صحت نامہ ابرار الحق

۳ ۲۱ بعینہ مع قدری تغیر

واضح ہو کہ اشتہار مین بجائے لفظ رسالہ کے مجموعہ ہے اور بھی واضح ہو کہ اس صحت نامہ مین وہ غلطیین درج کیگئین ہین جو غیر قابل عوام ناظرین اور مخل فی المطلب تھین اور قابل اصلاح عوام ناظرین اور غیر مخل مثل لفظ مشائخ اور موکدہ کے حوالہ ناظرین کیگئین فقط +

Marfat.com

Marfat.com

واضح ہو کہ

یا کس کو یا جیب

ہوں بار رسالہ

اور اس رسالہ کے

قرار دیا جائیگا

الـ

Marfat.com

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

للہ الحمد والمنۃ کہ بسعی بالاکلام مولوی محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی ترجمہ

الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی

کہ از تصنیفات و افادات رأس العلماء العاملین و رئیس الفقہاء والمحدثین مولینا الحاج الحافظ مولوی احمد علی سہارنپوری ادام اللہ ظلہ

مطبع [illegible] منشی [illegible] عبد اللہ [illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض کرتا ہی خادم الطلبا احمد علی سہارنپوری کہ سبب تحریر رسالہ
الدَّلِیْلُ الْقَوِیُّ عَلٰی تَرْکِ الْقِرَاۃِ لِلْمُقْتَدِی یہ ہوا تھا کہ ایک محب قلبی اعنی سید ضامن علی صاحب
سہارنپوری نے ایک مرتبہ اس عاجز سے یون فرمایا کہ جناب مولوی محمد شاہ صاحب لودیانوی نے
استفسار کیا ہی کہ حدیث عبادہ بن صامت در باب قراۃ فاتحہ خلف امام ثابت ہی یا نہیں بر تقدیر
ثبوت حنفی اس حدیث کا کیا جواب دیتے ہین مینے کہا البتہ حدیث مذکور ابو داؤد وغیرہ نے
نقل کی ہی اور تمسک حنفیونکا ایت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا ہی سید صاحب
ممدوح نے یہی جواب مولوی محمد شاہ صاحب کو تحریر کر دیا مولوی محمد شاہ صاحب نے دوبارہ
پھر کچھہ تحریر کیا یہ عاجز جو مقدمات اختلافیہ مین بحث کو اچھا نہین سمجھتا دوبارہ پھر جواب سے کنارہ
کشی کر کے موطا امام محمد کا روبرو سید صاحب ممدوح کے رکھدیا کہ اس میں سے احادیث
منع قرأۃ کی نقل کر کے بھیجدو تیسری دفعہ پھر مولوی محمد شاہ صاحب کا خط جواب ان احادیث
مین آیا پھر سید صاحب ممدوح نے تاکیداً اس عاجز کو ارشاد کیا کہ جواب اس مسئلہ کا توجہ تام سے
لکھنا چاہیے اگرچہ یہ امر مرغوب طبع اس عاجز کے نتھا اور فرصت بھی کم تھی مگر بسبب
کمال تاکید سید موصوف اور دینداری مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم کے یہ رسالہ

Marfat.com

زبان فارسی مین تصنیف کیا گیا تھا اب باستدعا بعض احبا ترجمہ اس کا زبان اردو مین کیا جاتا ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ وھو المستعان وعلیہ التکلان

سوال حدیث عبادہ بن صامت رض کی جو ابوداؤد وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہی صحیح ہی اور اس مین صاف حکم ہی مقتدی کو فاتحہ پڑھنے کا اور روایت موطا امام محمد کی معارضہ حدیث صحیح مرفوع کا نہین کر سکتین علاوہ اسکے صحت اسانید روایات مذکورہ مین محل تامل کا ہے کیونکہ صحت احادیث صحاح ستہ پر سب علما کا اتفاق ہی اور دیگر کتب احادیث مین ثبوت اس امر کا بہت مشکل ہے اور جواب تعارض آیت کا ساتھ حدیث عبادہ رض کے یہ ہی کہ حدیث بالکل معارض آیت کی نہین بلکہ حدیث مخصص آیت کی ہے کیونکہ معنے آیت کے یہ ہین کہ جب پڑہا جاوے قرآن سنو تم اسکو اور چپکے رہو اور مطلب حدیث عبادہ رض کا یہ ہے کہ مقتدی کو فاتحہ کا پڑھنا ضرور ہے علاوہ برین نماز سریہ مین بالکل تعارض نہین کیونکہ مفاد آیت کا یہ ہے کہ چپکا رہے واسطے سننے کلام اللہ کے نماز سریہ مین بسبب عدم استماع کے چپکے رہنا بھی لازم نہوا اور فقد تمام بعض رسایل کا بیچ دل اس عاجز کے محفوظ تھا جواب اس کا عنایت ہو جواب پوشیدہ نرہے کہ عبارت سوال کی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سایل کو اطلاع اصطلاح اہل حدیث کے کم ہے اسواسطے اول ذکر کرنا بعض اصطلاحات کا ضرور ہے

فاقول وباللہ التوفیق جاننا چاہیے کہ معنے صحیح ہونے حدیث کے محدثین کے یہ ہین الصحیح ما اتصل اسنادہ بنقل العدل الضابط عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ اذا قیل فی الحدیث انہ صحیح فمعناہ ما ذکرنا ولا یلزم ان یکون مقطوعا بہ فی نفس الامر وکذا اذا قیل انہ غیر صحیح فمعناہ انہ لم یصح اسنادہ علی الوجہ المعتبر لا انہ کذب فی نفس الامر کذا فی جواہر الاصول یعنی جواہر اصول مین لکھا ہے کہ حدیث صحیح محدثین کے نزدیک وہ ہے کہ علی الاتصال

Marfat.com

اسنادا پہنچانے والے اُس حدیث سکے نیکبخت ثقہ لوگ ہون اور بچی ہوئی ہو وہ حدیث
شذوذ اور علتہ سے اور جب کہا جاوے کہ یہ حدیث صحیح ہے پس معنے اُسکے یہی ہین جو
ذکر کیے ہمنے اور نہین لازم کہ وہ حدیث نفس الامر مین قطعی ہو اور اسیطرح جب کہا جاوے
کہ یہ حدیث صحیح نہین پس معنے اُسکے یہ ہین کہ اسناد اس حدیث کی معتبر طور سے ثابت نہین
نہ کہ یہ حدیث نفس الامر مین جھوٹھی ہے۔ پس اگر حدیث صحیح حد تواتر کو پہنچی فایدہ یقین کا
دیگی اور اگر درجہ شہرت کو پہنچی تسلی اور اطمینان بخشیگی اور اگر خبر واحد ہو تو فائدہ ظن کا
دیگی جیساکہ بیان کیا ہے علمانے اصول حدیث مین پس حکم ساتھ صحت حدیث کے موقوف ہے اوپر
شرائط مذکورۃ الصدر کے اگرچہ حدیث صحاح ستہ مین نہو اور صحاح ستہ مین سوائے صحیحین کے
احادیث صحیحہ اور ضعیفہ موجود ہین اور نام رکھنا انکا صحاح باعتبار اغلب کے ہے جیساکہ شیخ عبدالحق
دہلوی نے بیچ مقدمہ ترجمہ مشکوۃ کے کہا ہے کتب ستہ کہ مشہور اند پیدا ان اقسام احادیث از صحاح
وحسان وضعاف ہمہ موجود اند وتسمیہ صحاح بطریق تغلیب است بخاری اور مسلم نے اگرچہ حدیث غیر
صحیح کو اپنی دانست مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین داخل نہین کیا لیکن یہ نہین کہ کل احادیث
صحیحہ انمین درج کی گئی ہین امام بخاری خود فرماتے ہین کہ نہین داخل کی مینے کوئی حدیث
بخاری مین سوائے صحیح کے اور نہین داخل کی مینے بہت صحیح حدیثین بخاری مین اور اسیطرح
فرمایا ہے امام مسلم نے صحیح مسلم مین پس حکم صحت اور ضعف کا نزدیک محدثین کے فقط باعتبار احوال
رواۃ کی ہے اور حکم صحت جملہ احادیث صحیحین کا اسی قبیل سے ہے فائدہ جدیدہ حکم صحت اور
ضعف حدیث کا قبیلہ اجتہاد سے ہے مثلاً امام بخاری نے بموجب تحقیق اپنی کے بخاری مین ایسی
احادیث داخل کی ہین کہ جنکے راویونکو امام بخاری نے بہت معتبر اور مستند جانا اگرچہ وہ رواۃ باعتبار
اجتہاد اور تحقیق اور محدثین کے معتبر نہون یا نہون اسیواسطے بعض روایات احادیث صحیحین کے بموجب
تحقیق بعض محدثین کی مجروح و مجہول فیہ بھی ہین ایسا ہی ذکر کیا ہے علامہ حلبی نے کبیری مین
حیث قال والحکم بصحۃ الشروط لیس مما یقطع فیہ بمطابقۃ الواقع

كون الواقع خلافه وقد اخرج مسلم في كتابه عن كثير ممن لم يسلم من غوائل
الجرح وكذا في البخاري جماعة تكلم فيهم فدار الامر في الرواة على اجتهاد العلماء
وكذا في الشروط حتى ان من اعتبر شرطا والغاه الآخر يكون ما رواه الآخر مما ليس
فيه ذلك الشرط عنده مكافيا لمعارضة المشتمل على ذلك الشرط وكذا فيمن ضعف
راويا ووثقه الآخر نعم تسكن نفس القليل الى ما اجتمع عليه الاكثر انتهى ملخصا

یعنی حکم اصح ہونے شروط کا اس قبیلہ سے نہیں کہ قطعی ہیں کہ نفس الامر ہو پس جایز ہے کہ اصحیت بعض شروط کی مخالف ہو واقع کے اور نہ سالم ہونا اکثر رجال مسلم اور بخاری کا جرح اور کلام سے شاہد عدل ہے اس مدعا پر ہے بلکہ امر رواۃ اور شروط کا اوپر اجتہاد علما کے ہے یعنی اگر اعتبار کیا کسی شرط کو ایک مجتہد نے اور نہ مانا اسکو دوسرے مجتہد نے پس حدیث نزدیک مجتہد دوسرے کے بدون لحاظ شرط مجتہد اول کے معارضہ پورا کر سکتی ہے اس حدیث سے جو مجتہد اول نے بلحاظ شرط اپنے کے روایت کیا ہے اسیطرح اگر ضعیف کہا ایک راوی کو ایک محدث نے اور قوی کہا اسکو دوسرے نے یعنی مثلاً اگر زید کو امام بخاری نے بموجب تحقیق اپنی کے ضعیف کہا اسکی روایت کو معتبر نہ سمجھا اور کسی اور محدث نے بموجب اجتہاد اپنے کے زید کو قوی جانکر اسکی روایت لے لی پس معارضہ بخاری کی حدیث سے کر سکیگا غرض بغیر مقلد کے مجتہد کی تحقیق [illegible] حجت نہیں ہوتی اگر کوئی سوال کرے کہ صحیحین کی صحت پر اجماع ہونے کی پھر کیا معنے ہیں [illegible] اسکا یہ ہے امام بخاری اور مسلم نے بموجب تحقیق اپنی کے صحیحین میں بجز حدیث صحیح الاسناد کے داخل نہیں کی بخلاف ابن ماجہ وغیرہ کے اور اجماع مذکور سے یہ مراد نہیں کہ تمام احادیث صحیحین بموجب تحقیق کل مجتہدین کے صحیح الاسناد ہیں کیونکہ مجروحیت رجال بخاری و مسلم کی بموجب تحقیق اور محدثین کے صاف دال ہے اوپر بطلان اس مدعا کے اسیطرح دعوی مقدم ہونے حدیث بخاری و مسلم کا اوپر باقی احادیث کے اگرچہ اسناد ان احادیث کے موافق شرط بخاری و مسلم کے ہو محض بے بنیاد ہے قال في الكبرى لا يلزم من

الصحيحين واحدهما بما قيل اصح الاحاديث ما اتفقا عليه
ثم ما انفرد به البخاري ثم ما انفرد به مسلم ثم ما اشتمل على شرطهما

على شرط البخاري ثم ما على شرط مسلم فان ذلك تحكم لا يجوز
التقليد فيه اذ الاصحية انما هي لاشتمال رواتهما على الشروط انتهى
ترجیح دینی حدیث کو یا یہ طریق کہ جو حدیث صحیحین مین موجود ہو اسکو سب احادیث سے معتبر
بعد اسکے جو حدیث صرف بخاری مین موجود ہو معتبر سمجھنا بعد اسکے جو صرف مسلم مین موجود ہو
جو حدیث بموجب شرط بخاری اور مسلم کے ہو معتبر سمجھنا دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ اعتبار صحت
کا باعتبار احوال رواۃ کے ہے نہ باعتبار اوراق بخاری اور مسلم کے اور یہ جواب حدیث بخاری کی
وغیرہ کی حدیث کو بیان کرنا اہل علم کا قدیم الزمان سے دلیل کامل ہے واسطے ابطال ترجیح مذکور
كما ذكر القسطلاني شارح البخاري في باب الايلاء واجاب كمال الدين ع
الباقي بما اخرجه ابن ابي شيبة عن ابن عباس وابن عمر قالا اذا الى الحديث و
رجال هذا السند كلهم اخرج لهم الشيخان فهم رجال الصحيح فيتضمن
فلم يبق الا قول من قال بان اصح الحديث ما في الصحيحين ثم ما
على شرطهما الى آخر ما عرف وهذا تحكم محض لانه اذا كان الغرض
ان رجالهما على تفصيل لشرائط المعتبرة عندهما فلم يبقه الا كونه لم يكتب في
اوراق معينة ولا اثر لذلك انتهى ملخصا اور على وجه التسليم ہین ممکن ہے کہ ان
کا نسبت مسکات ائمہ اربعہ کو کیونکہ بخاری و مسلم بعد ائمہ اربعہ کے تالیف کی گئی بلکہ اولی واللہ اعلم وعلمہ
صحاح ستہ اور کتابین حدیث کے بھی معتبر ہین اور انمین بھی بہت حدیثین صحیح اور واجب العمل
بعضی صحاح ستہ مین نہین شاہ عبدالعزیز صاحب نے عجالہ نافعہ مین فرمایا ہے کہ کتاب موطا امام
مالک صحیح ہے اور روات اس کتاب کی سب محدثین کے نزدیک معتبر ہین صحیح بخاری و صحیح مسلم گو
چند مین مگر طریق روایت اور تمییز رجال و راہ اعتبار اور استنباط کا موطا سے سیکھا ہے
کی کلام کا بطور اختصار کے اور اسیطرح منقول ہے شاہ ولی اللہ صاحب سے اور حاکم نے جو احادیث
بخاری و مسلم سے رہ گئی ہین اپنی کتاب مستدرک مین درج کی ہین اسناد اون احادیث کے موافق شرط
یا موافق شرط بخاری یا مسلم یا شرط صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان وغیرہ کے ہے قطع نظر
اگر کوئی حدیث حسول سے امام اعظم رحمۃ اللہ کی ہو اور صحاح وغیرہ مین اس حدیث کو ضعیف کہا ہو

Marfat.com

تا بہ نسبت امام اعظم رح کی لایق قبولیت کی نہین کیونکہ ممکن ہی کہ تا پہنچنے ان محدثین کے بسبب
ہوتی راوی مجروح کی ضعیف ہو گئی ہو اور امام اعظم رح کی اسند مین وہ راوی نہ آیا ہو بسبب اسکے کہ
شاید امام اعظم رح کا اس شخص سے مقدم ہو یا اسناد امام اعظم رح کی دوسرے طریق معتبر سے ثابت ہو یا اس کا امام
ہی کہ متقدمین کو خدا تعالی نے ایسی فضیلت دی ہی کہ متاخرین متقدمین پر یون اعتراض نہین کر سکتے
کہ امام نے قوی اور صحیح حدیث کو ترک کر کے ضعیف پر عمل کیا ہی کیونکہ متقدمین کو خدا تعالی نے سمجہہ
حدیث کی بسبب قرب زمانہ رسول صلعم کے زیادہ تر عطا فرمائی تہی اسیواسطے اصول مین لکہا ہی
حکم المعارضۃ بین السنتین المصیر الی اقوال الصحابۃ یعنے اگر دو حدیثین آپسمین مخالف
ہون تو حکم اسکا یہ ہی کہ رجوع کیا جاوے طرف اقوال صحابہ کے خاصکر قول فقہا صحابہ مثل خلفاء اربعہ
و عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور زید بن ثابت وغیرہ رض کا دلیل قوی اور رائیہ ہو واسطے
ترجیح کی خاصکر امر کثیر الوقوع مین مثل قراۃ صلوۃ وغیرہ کے یہان تک کہ مخالف ہونا حدیث مرفوع
اکثر صحابہ کا ایسے مقدمہ مین جسمین بلوی عام ہی ساتہہ ضعیف ہونے اس حدیث کے کیونکہ یہ ممکن نہین کہ
آنحضرت کے روبرو ثبوت قطعی پہنچ چکا ہو پہر اس امر کو صحابہ کبار نے بعد رسول اللہ کے بالکل ترک
کر دیا ہو پس امر قراۃ خلف امام کا جو ہر روز پانچ دفعہ عمل مین آتا ہی ایسا ہی کہ توجہ کیا جاوے طرف
قول صحابہ کی اور حالانکہ قرآن اور حدیث بہی موافق قول انکے کی ہو بعد تمہید اس مقدمہ کے بیان
کیا جاتا ہی حال حدیث عبادہ بن صامت رض کی کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے باین الفاظ
روایت کیا ہی عن عبادۃ بن الصامت رض قال کنا خلف النبی صلعم فی صلوۃ
الفجر فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءون خلف امامکم
قلنا نعم یا رسول اللہ ص قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ
لمن لم یقرأ بہا یعنے عبادہ رض نے کہا کہ تہے ہم پیچہے آنحضرت صلعم کے فجر کی نماز مین پس پڑہا حضرت نے
پس بہاری ہوئی قراۃ حضرت صلعم پر فرمایا بعد فارغ ہونے نماز سے شاید تم پڑہا کرتے ہو پیچہے امام
کے کہا ہمنے ہان فرمایا آنحضرت نے کہ نہ پڑہا کرو پیچہے امام کے مگر سورہ فاتحہ کیونکہ جو شخص سورہ فاتحہ
کو نہین پڑہتا نماز اسکی نہین ہوتی اس حدیث کی اسناد مین جو محمد بن اسحاق واقع ہی اسکو شیخ
ابن حجر نے تقریب التہذیب مین یون لکہا ہی محمد بن اسحاق بن یسار صدوق مدلس ورمی

Marfat.com

بالتشیع والقدر یعنے مدلس اور مطعون تھا ساتھہ رافضی اور قدریہ ہونیکے اور روایت نسائی اور
ابوداؤد کی سند مین نافع بن محمود واقع ہی اور اسکو تقریب التہذیب مین مستور الحال لکھا ہی یعنی اسکے ثقہ
اور غیر ثقہ ہونیکا کچھہ علم نہین اور یحیی بن معین نے جو محدثین معتبرین اور ایمہ محققین علم حدیث سے ہین کہا ہی کہ جملہ استثنائیہ
اس حدیث کا سند معتبر سے ثابت نہین ہی اسواسطے ترمذی مین دوسری حدیث عبادہ کی کو جو بغیر اس جملہ کے مروی
ہی اصح لکھا ہی کیونکہ رواة اس حدیث کی جو خالی ہی جملہ استثنائیہ سے سب معتبر ہین اور اسیواسطے
بخاری مین بھی جملہ استثنائیہ والی حدیث کو داخل نہین کیا باوجودیکہ باب وجوب القرأة خلف الامام
کا بخاری مین موجود ہے اگر حدیث عبادہ بن صامت کی صحیح الاسناد ہوتی تو امام بخاری اس
حدیث کو ضرور داخل کرتا اور نیز تصریح کی ہی زیلعی نے کہ امام احمد رح اور ایک جماعت نے اس
حدیث کو ضعیف کہا ہی اور نیز اس حدیث عبادہ کی کو ضعیف کرتی ہی دوسری حدیث عبادہ کی
جو ابوداؤد مین مروی ہے اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہی کیونکہ رواة اس حدیث کے سب معتبر ہین
اور وہ حدیث یہ ہی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَا یَقْرَأَنَّ اَحَدٌ
مِنْکُمْ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَہَرْتُ بِالْقُرْاٰنِ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ہرگز نہ پڑھے
کوئی تم مین سے کوئی لفظ قرآن کا وقت بلند پڑھنے میرے قرآن کو کہا دارقطنی نے کہ کل
راوی اس حدیث کے معتبر ہین اور کہا امام احمد بن حنبل رح نے مَا سَمِعْنَا اَحَدًا مِنْ اَہْلِ الْاِسْلَامِ
یَقُوْلُ اِنَّ الْاِمَامَ اِذَا جَہَرَ بِالْقِرَاءَةِ لَا تُجْزِیْ صَلٰوةُ مَنْ لَّمْ یَقْرَأْ انتہی یعنے نہین سنا ہمنے
کسی اہل اسلام سے کہ نماز جہریہ مین اگر مقتدی پیچھے امام کے قرأة نہ پڑھے تو نماز اسکی
درست نہین ہوتی اگر کوئی سوال کرے کہ امام شافعی رح کی نزدیک مقتدی پر پڑھنا فاتحہ کا
پیچھے امام کے نماز جہریہ مین بھی واجب ہے یعنے نماز مقتدی کی بغیر پڑھنے سورہ فاتحہ کے
نہین ہوتی پس قول امام احمد رح کا کہ نہین سنا ہمنے کسی اہل اسلام سے لایق استدلال اور اعتبار کے
نہین تو جواب اسکا یہ ہی کہ قول قدیم امام شافعی رح کا یہ ہی کہ نماز جہریہ مین سورہ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی
پر لازم نہین اور قول جدید امام شافعی رح کا موافق بیان سائل کے ہی شاید امام احمد رح

Marfat.com

جدید سے مطلع نہوئے ہون یا قول مذکور کے جواب مین یہہ عبارت فرمائی ہو یعنے یہہ قول امام شافعی
کا بالکل مخالف اہل اسلام کے ہے الغرض ثبوت ضعف حدیث عبادہ رض کا دلایل مذکورہ الصدر
سے اظہر من الشمس ہے پس قول دارقطنی اور خطابی کا کہ اسناد حدیث عبادہ کی حسن اور جید ہے
اور راوی اسکے معتبر ہین دعوی بلا دلیل ہے یعنی باوجود مدلس اور مطعون ہونے محمد بن اسحاق
کے ساتھ رفض اور قدریت کے جو راوی حدیث عبادہ رض کا ہے حدیث کو حسن اور جید الاسناد
ہونے سے مانع ہے اور جو ابن الملقن نے دارقطنی اور خطابی کیطرف سے جواب دیا ہے کہ
روایت کرنا دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان کا اپنی اسانید مین محمد بن اسحاق سے دور کرتا ہے شبہ
تدلیس کو محض بے اصل ہے کیونکہ دارقطنی اور بیہقی اور ابن حبان نے یہہ التزام نہین کیا کہ بجز احادیث
جید الاسناد کے اپنی اسانید مین ہمنے داخل نہین کین ورنہ احادیث ضعیف و سقیم اور منسوب
بالوضع کو اپنی کتابون مین نقل نہ کرتے پس جید الاسناد ہونا حدیث کا جو عبارت ہے عدالت
رواۃ سے بمجرد روایت کرنے محدثین مذکورین کا بدون التزام مذکورہ کے محدثین مذکورین
نزدیک بھی محالات سے ہے جیسا کہ نہین پوشیدہ یہہ امر اونی ذی ہوش پر علاوہ اسکے
جواب اعتراض طعن رفض اور قدریت کا جو محمد بن اسحاق پر وارد ہے ابن ملقن سے بالکل
بن آیا بلکہ قایل ہونا ابن ملقن کا بعد جواب مذکور کے کہ تدلیس راوی کی حدیث کو حسن نہین
رد کرتا ہے جواب مذکور کو پس جبکہ ظاہر ہوا حال حدیث عبادہ کا اب خیال کرنا چاہیے
ساتھ معنے آیت اور احادیث مرفوعہ حقیقۃً یا حکماً اور مخالفت جمہور صحابہ خصوصاً خلفا اربعہ
ثلثہ او تابعین وغیرہ کے کیونکہ حقانیون کو طلب حق اور قبول کرنے حق سے چارہ نہین لیکن
مقام مین جواب چند شبہات کی حاجت پڑی وہ یہہ ہین کہ شاید سائل کے دل مین یہہ خیال آ
کہ دوسری حدیث عبادہ رض کی جو بغیر جملہ استثنائیہ کے صحیح الاسناد ہے اس سے
قراۃ کا ہر شخص یعنے امام اور مقتدی پر ثابت ہوتا ہے کیونکہ لفظ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ
بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ جو اس حدیث مین موجود ہے ... اس امر کا ہے کہ ...

Marfat.com

مقتدی کو پڑھنا سورہ فاتحہ کا فرض ہے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اس حدیث سے فرضیت قراۃ
سورہ فاتحہ کی امام پر بھی ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سے زیادتی ساتھ خبر واحد کے آیت پر لازم
آتی ہے اور یہہ ہرگز درست نہیں قَالَ فِي الْحُسَامِي لَمْ يَجْعَلْ عُلَمَاءُنَا رُكْنَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ رُكْنًا
فِي الصَّلٰوةِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ لِأَنَّهٗ زِيَادَةٌ عَلَى النَّصِّ انتہی یعنے نہیں کیا علما حنفیہ نے قراۃ فاتحہ کو فرض
نماز میں ساتھ خبر واحد کے کیونکہ یہہ زیادتی ہے اوپر آیت کے یعنی آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْاٰنِ سے کسی سورہ کی تخصیص نہیں نکلتی بلکہ فرضیت قراۃ کی سے علے الاطلاق اس
آیت سے ثابت ہوتی ہے یعنی ہر سورۃ واسطے نماز کے کافی ہے اور تائید دیتا ہے اسکو تعلیم
فرمانا آنحضرت کا اعرابی کو ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی باوجود ہونے مقام تعلیم اور
بیان کے آنحضرت نے قراۃ سورہ فاتحہ کو بالتخصیص نفرمانا آپکا صاف دال ہے اوپر عدم فرضیت
قراۃ سورہ فاتحہ کے **سوال** اگرچہ آیت مذکور سے فرضیت سورہ فاتحہ کی ثابت نہیں ہوتی لیکن
وجوب مطلق قراۃ کا امام اور مقتدی پر آیت مذکور سے صاف ثابت ہوتا ہے **جواب** اگر
قراۃ امام کے قایم مقام قراۃ مقتدی کے شرعا نہوتی تو ضرور مقتدی کو بھی پڑھنا قران کا لازم ہوتا
لیکن بمقتضائی حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ قراۃ امام کی کا قایم
ہونا مقام قراۃ مقتدی کے شرعا ثابت ہوا اس سبب سے مقتدی کو قراۃ کی حاجت نرہی اور
یہہ حدیث مروی ہے موافق شرط بخاری اور مسلم کے جیساکہ آگے آویگی تحقیق اسکی **سوال** جیسا
کہ سورہ فاتحہ کی حدیث پر عمل کرنے سے زیادتی ساتھ خبر واحد کے اوپر قرآن کے لازم آتی ہے
اسی طرح بموجب حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کے مقتدیکو قراۃ خلف امام سے روکنے میں بھی زیادتی
ساتھ خبر واحد کے آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پر لازم آتی ہے **جواب** زیادتی ساتھ خبر واحد
کے قرآن پر اسوقت ناجائز ہے کہ عمومیت اس آیت کی کسی آیت یا حدیث مشہور سے ساقط نہ
ہوئی ہو ورنہ زیادتی ساتھ خبر واحد کے ممنوع نہیں اور آیۃ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اپنی عموم پر باقی
نہیں رہی کیونکہ جو شخص امام سے رکوع میں جا ملے اس مقتدی پر اجماعا قراۃ فرض نہیں جب اس اجماع

سے آیت مذکورہ کو تخصیص حاصل ہو چکی اب ساتھ حدیث مذکورہ کے بھی زیادتی درست ہے اور
اگر غور سے خیال کیا جاوے تو مقتدی بموجب حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کے تارک قراۃ کا مطلقا
نہین جیسا کہ گذر چکی تحقیق اسکے عنقریب کما اشار الیہ العینی فان قلت قولہ صلعم قراءۃ الامام لہ
یعارض قولہ تعالیٰ فاقرؤا فلا یجوز ترکہ بخبر الواحد قلت جعل المقتدی
قاریا بقراءۃ الامام فلا یلزمہ الترک او نقول انہ مخصوص مقتدی الذی ادرک
الامام فی الرکوع فانہ لا یجب علیہ القراءۃ بالاجماع فیجوز الزیادۃ علیہ بخبر الواحد انتہی
یعنی جواب تعارض حدیث قراۃ الامام لہ قرات کا ساتھ ایت فاقرؤا کے یہہ ہے کہ مقتدی
بھی حکما قاری ہے یا یہہ کہ آیت مذکورہ کی تعمیم مین وہ مقتدی اجماعاً داخل نہین جو رکوع مین
امام سے آملا ہو بعد اسکے اس خبر واحد سے باقی مقتدیون کی تخصیص کرنی بھی ممنوع ہوئی سوال
جب کہ جایز ہوئی تخصیص آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کے ساتھ خبر واحد یعنے حدیث
قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی پس کس سبب سے جائز نہین تخصیص اس آیت کی ساتھ دوسری
خبر واحد یعنے حدیث لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا کے **جواب** آیت مذکورہ مین دو تعمیمین مذکور ہین
تعمیم اول یہہ ہے کہ ہر نمازی پر پڑھنا فرض ہے اس تعمیم پر لفظ فاقرؤا کا دال ہے تعمیم دوسری
یہہ ہے کہ قرآن مین سے کسی سورہ خاص مثل سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہین اس تعمیم پر لفظ مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْاٰنِ کا دال ہے چونکہ تخصیص تعمیم اول کے ساتھ اجماع مذکور کے ہو چکی تھی
اسواسطے دوبارہ تخصیص اسکے ساتھ حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی کرنی جایز ہوئی بخلاف تعمیم
دوم کے یعنی اسکو اجماع یا حدیث مشہورہ سے کوئی تخصیص حاصل نہین ہوئی تا حدیث
لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا سے جو خبر واحد ہے تخصیص جائز ہوتی پس جبکہ فرضیت سورہ فاتحہ امام پر
بھی حدیث صحیح لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا سے بسبب تعمیم آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
کے ثابت نہوئی پس ثبوت فرضیت سورہ فاتحہ کی مقتدی پر پیچھے امام کے ساتھ ایسی حدیث
ضعیف الاسناد جو راوی اسکا مدلس اور ... ہو ساتھ رفع اور قدح ... کا موجود ...

ما تیسر من القرآن اور آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ اور حدیث قراۃ الامام لہ قراۃ کی محالات سے ہے اور حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب بھی جزو واحد ہے پس اس حدیث سے بھی زیادتی قرآن پر درست نہین لیکن چونکہ حتے الامکان عمل اوپر جزو واحد کے کرنا واجب ہے اسواسطے علماء حنفیہ نے مطلق قراۃ کو امام اور منفرد پر موجب آیت فاقرأوا کے فرض لکھا اور سورہ فاتحہ کو امام اور منفرد پر واجب **سوال** حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب احادیث مشہورہ سے ہے کیونکہ سب اہل علم کے نزدیک یہہ حدیث مقبول ہے اور ساتھ حدیث مشہور کے زیادتی آیت پر درست ہے **جواب** اس حدیث کا مشہور ہونا غیر مسلم ہے کیونکہ حدیث مشہورہ وہ ہے جو تابعین کے زمانہ مین مقبول ہوا اور اس مسئلہ مین تابعین کا مختلف ہونا منافی ہے مقبول ہونے اسکے کو مابین تابعین کے اور اگر تسلیم کیا جاوے مشہور ہونا اس حدیث کا تو جواب اسکا یہہ ہے کہہ حدیث مشہور سے زیادتی قرآن پر درست نہین بلکہ جو حدیث مشہور محکم ہو یعنی معنی اسکے قطعی ہون یعنے محتمل کسی اور تاویل کے نہو اور یہہ حدیث اس قبیل سے نہین کیونکہ معنے اس حدیث کے یون بھی ہوسکتی ہین یعنی نہین ہوتی نماز کامل بغیر پڑھنے فاتحہ کے جیسا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہین ہوتی کامل نماز ہمسایہ مسجد کی بغیر مسجد کے اور ایسے قبیل سے ہے حدیث لا ایمان لمن لا امانۃ لہ یعنی نہین ایمان دار کامل خیانت کرنیوالا بلکہ اس احتمال کو علماء نے بہت پسند کیا ہے یہی مراد ہے عینی کی اس کلام سے ونفی العین والحمل علی نفی الکمال اولی کما یتعین لان نفی الاصل یستلزم نفی الکمال ایضا فتکثر مخالفۃ الحدیث مع الدیۃ فان قلت ھذا الحدیث مشہور فان العلماء تلقتہ بالقبول فیجوز الزیادۃ بمثلہ قلنا لا نسلم انہ مشہور لان المشہور ما تلقاہ التابعون بالقبول وقد اختلف التابعون فی ھذہ المسئلۃ ولئن سلمنا انہ مشہور فالزیادۃ بالمشہور انما تجوز اذا کان محکما اما اذا کان محتملا فلا وھذا

Marfat.com

يحتمل لان مثله يستعمل لنفي الجواز ويستعمل لنفي الفضيلة
لقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لجار المسجد الا في المسجد والمراد نفي الفضيلة وكذا هو
ويؤيد هذا التاويل قوله تعالى انهم لا ايمان لهم معناه انهم لا ايمان لهم
موثوق بها ولم ينف وجود الايمان منهم راسا لانه تعالى قال وان نكثوا ايمانهم
من بعد عهدهم وطعنوا على ذلك ايضا الا تقاتلون قوما نكثوا ايمانهم فانه تعالى اثبت لهم ايمانا في نفي
ايمانهم ماذكرنا وهذا يدل على ان لا تطلق لنفي الفضيلة دون الاصل انتهى ملخصا

یعنی آیات اور احادیث صاف موید ہیں اس امر کی کہ مراد حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے
یہ ہے کہ نماز بدون سورہ فاتحہ کے کامل نہیں ہوتی اور یہ مراد نہیں کہ بالکل نہیں ہوتی اسی واسطے
علماء حنفیہ نے امام اور اکیلے پر پڑھنا سورہ فاتحہ کا واجب سمجھا اور قطع نظر حدیث من کان له
امام آہ سے مقتدی مامور ہے ساتھ چپکے رہنے کے کما قال اللہ تعالی واذا قرئ القرآن
فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون اور روایت کی ہے مسلم نے زید بن ثابت انصاری سے
جو کاتب وحی اور صحابہ کبار سے ہے قال لا قراءۃ مع الامام فی شیء یعنی نہیں قراءۃ
ساتھ امام کے بالکل اور یہی ہے قول حضرت علی اور ابن مسعود اور بہت صحابہ کا اور یہ دلائل
کافی ہیں واسطے جواب دلائل شافعی وغیرہ کے وسنحكي ما يؤيدها من الاخبار والآثار
واقوال جمهور الصحابة ان شاء الله تعالى یعنی نقل کریں گے بیان کیا ہم [illegible] اخبار اور آثار اور
اقوال جمہور صحابہ کو ان شاء اللہ تعالی ومن ثم قال في الهداية [illegible] المقتدى
الانصات ولا استماع لقوله تعالى واذا قرئ القرآن الآية [illegible] الانصات
لا يخص الجهرية لانه عام الكلام لكن قيل ان السكوت [illegible] لا مطلقا
حاصل الاستدلال بالآية ان المطلوب امران الاستماع والسكوت فيعمل بكل
منهما والاول يخص الجهرية والثاني لا فيجري على اطلاقه [illegible] عند القراءة
مطلقا بناء على ما اخرج البيهقي عن [illegible] احمد

Marfat.com

اجمع الناس علی ان ہذہ الآیۃ وردت فی القراءۃ فی الصلوٰۃ انتہی ملخصاً
یعنی اسیواسطے کہا ہے صاحب ہدایہ نے کہ حصہ مقتدی کا چپکے رہنا اور سماع کرنا ہے اور
کہا ابن ہمام نے شرح فتح القدیر میں کہ چپکے رہنا خاص نہیں ساتھ نماز جہریہ کے کیونکہ سننا انصات کے
معنا کلام کا ہے اور قول بعض کا کہ چپکے رہنا واسطے سماع قران کے ہے پس نماز سریہ میں
چپکے رہنا آیت سے ثابت نہوا تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ آیت مشتمل ہے اوپر دو حکمون کے
اول سماع کرنا قرآن کا دوم چپکے رہنا حکم اول اگرچہ ظاہرا خاص معلوم ہوتا ہے ساتھ نماز جہریہ کے
اور حکم دوم کو کچھ خصوصیت ساتھ نماز جہریہ کے نہین پس مقتدی پر بموجب حکم دوسرے کے چپکے رہنا
ہر نماز مین لازم ہوا کیونکہ نزول اس آیت کا بموجب اجماع اہل اسلام کے خاص نماز کے باب
مین ہوا ہے جیسا کہ روایت کیا اسکو امام احمد رح نے بیہقی نے اگر بالفرض بموجب حدیث
لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کے فرضیت سورہ فاتحہ کی تسلیم کیجاوے تو بھی فرضیت اسکی
مقتدی پر لازم نہین آتی کیونکہ حدیث قراءۃ الامام لہ قراءۃ کی حدیث مذکور کو اتفاقاً تخصیص دیسکتی
ہے کیونکہ دونون حدیثین خبر واحد ہونے مین برابر ہین اور حدیث قراءۃ الامام لہ قراءۃ اسانید
معتبرہ سے ثابت ہے جیسا کہ آگے آتا ہے بیان اسکا اور عمل کیا ہے اوپر ترک قراءۃ کے
بہت صحابہ نے اور روایت کیا گیا ہے منع کرنا اسّی صحابہ کبار کا قراءۃ خلف الامام سے تا ایسیکہ
یہانتک کہ دعوی کیا صاحب ہدایہ نے اوپر اسکے اجماع صحابہ کا اور منع کیا خلفاء اربعہ نے یہانتک
کہ کہا بعضے نے کہ کاشکے پتھر ہون پڑھنے والے کے موتہہ مین اور بعض نے انگارہ آگ فرمایا ہے
اور بہت سے صحابہ نے یہہ حکم دیا ہے کہ امام کے پیچھے قراءۃ پڑھنے والے کی نماز نہین ہوتی اور
احادیث مرفوعہ بقید سورہ فاتحہ بھی اس باب مین پایہ ثبوت کو پہونچی ہین چنانچہ کچھ اونمین سے بیان
کیجاتی ہین فاقول وباللہ التوفیق قال علی القاری فی شرح الموطا ناقلاً عن شرح النقایۃ للشمنی روی سفیان الثوری وسفیان بن عیینۃ ... ابن یونس وشریک وابو الاحوص وسفیان بن عیینۃ وجریر ...

Marfat.com

عن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن النبي صلعم
مرسلا من كان له امام فقراءة الامام له قراءة ورواه احمد في مسنده عن ابي الزبير
عن جابر مرفوعا انتهى قال العيني في شرح البخاري في بيان هذا الحديث
ان هذا الحديث رواه جماعة من الصحابة وهم جابر بن عبد الله
وابن عمر وابو سعيد الخدري وابو هريرة وابن عباس وانس بن مالك رض
ومع هذا روي منع القراءة خلف الامام عن ثمانين نفرا من الصحابة
الكبار منهم المرتضى والعبادلة الثلثة وكان اتفاقهم بمنزلة الاجماع فمن هذا
قال صاحب الهداية على ترك القراءة خلف الامام اجماع الصحابة فسماه اجماعا
باعتبار اتفاق الاكثر وايضا في العيني ذكر الشيخ الامام عبد الله بن يعقوب
في كتاب كشف الاسرار عن عبد الله بن زيد بن اسلم عن ابيه قال كان
عشرة من اصحاب النبي صلعم ينهون عن القراءة خلف الامام اشد النهي ابو بكر
الصديق وعمر الفاروق وعثمان بن عفان وعلي بن ابي طالب وعبد الرحمن
بن عوف وسعد بن ابي وقاص وعبد الله بن مسعود وزيد بن ثابت وعبد الله بن عمر وعبد الله بن
عباس رض وايضا اورد هذه الرواية الشيخ عابد السندي مع زيادة او المدني رح
في شرح المسند المنسوب الى ابي حنيفة رح برواية الحصكفي وقال بعد هذه الرواية
فنقول لما ثبت نهي العشرة المبشرة ثم يثبت ترك حالهم عليهم عند توافر الصحابة

لکھا ہے ملا علی قاری نے شرح موطا میں کہ روایت کیا ہے حدیث قراءۃ الامام له قراءۃ
کو سفیان ثوری اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابو الاحوص اور سفیان بن عیینہ اور جریر
بن عبد الحمید نے اور مرفوعا روایت کیا اسکو امام احمد رح نے اپنی مسند میں اور کہا عینی نے شرح
بخاری میں روایت کیا اس حدیث کو بہت صحابہ نے مثل جابر اور عبد اللہ بن عمر اور ابو سعید اور
ابو ہریرہ اور ابن عباس اور انس بن مالک رض نے اور منقول ہے منع کرنا قراءۃ خلف امام سے

Marfat.com

انھی صحابہ کبار مثل حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس وغیرہ کا یس ہوا اتفاق انکا بمنزلہ اجماع کے اسیواسطے کہا ہے ہدایہ مین کہ منع قراۃ خلف امام ہے صحابہ کا اور لکھا ہے کتاب کشف الاسرار مین کہ سخت منع کرتی تھی قراۃ خلف امام سے دس کبار یعنے خلفاء اربعہ اور عبد الرحمان اور سعد اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور کہا شیخ عابد سندھی نے جو مدینہ منورہ مین ہجرت کر کے جا رہے شرح مسند ابی حنیفہ رح مین بعد روایت مذکورہ کے ہر گاہ کہ ثابت ہوا منع کرنا دس صحابہ کبار کا نہین ثابت رد کرنا کسی صحابی کا قول اونکے کو باوجود ہونے بہت صحابہ کے پس ہوا یہ اجماع اوپر منع قراۃ خلف امام کے وروی عبد الرزاق فی مصنفہ اخبرنا موسی بن عقبۃ ان رسول اللہ صلعم وابا بکر وعمر وعثمان کانوا ینہون عن القراءۃ خلف الامام یعنے صلعم اور خلفاء ثلثہ رض منع کرتے تھے قراۃ خلف امام سے وعن داؤد بن قیس عن محمد بن بجاد عن موسی بن سعد بن ابی وقاص قال ذکر ان سعد بن ابی وقاص قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمر یعنے فرمایا سعد رض نے دوست رکھتا ہون مین مقتدی کے مونہہ مین پڑھنے قران سے پیچھے امام کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو عبد الرزاق اخبرنا داؤد بن قیس عن القراء اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص انہ ذکر لی ان سعدا قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ یعنے فرمایا سعد نے دوست رکھتا ہون مین انگاری آگ کی کو اس شخص کے مونہہ مین جو پڑھے پیچھے امام کے قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش حدثنا ابراہیم النخعی عن علقمۃ بن قیس قال لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقرأ خلف الامام یعنے فرمایا علقمہ رض نے کہ البتہ دانت مارنا انگاری پر دوست زیادہ ہے طرف میرے اس سے جو پڑھون مین پیچھے امام کے روایت کی دونون حدیثون کو امام محمد رح نے موطا مین وفی الکفایۃ قال من قرأ خلف الامام ففی فیہ جمرۃ وقال علی رض من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ یعنے فرمایا حضرت علی

Marfat.com

جس شخص نے پڑھا پیچھے امام کے تحقیق مخالفت کی اوسنے دین کی نقل کیا اسکو کفایہ مین وفی
العینی قال ابن مسعود ملئی فوہ ترابا رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ وقال عمر بن الخطاب
وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ حجر انتہی یعنے عینی مین منقول ہے عبداللہ بن مسعود رضہ سے
کہ پر کیا جاوے مونہہ پڑھنے والے کا خاک سے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے مصنف
مین کہ فرمایا عمر رضہ نے دوست رکھتا ہون مین پتھر کو اس شخص کے مونہہ مین جو پڑھے پیچھے امام کے
واخرج الطحاوی باسنادہ عن علی رضہ انہ قال من قرأ خلف الامام فلیس علی الفطرۃ اراد لیس
علی شرائط الاسلام وقیل لیس علی السنۃ انتہی یعنے فرمایا حضرت علی رضہ نے جس شخص
نے پڑھا پیچھے امام کے پس نہین وہ شخص اوپر اسلام کے یعنے شرائط اسلام یا سنت پر نہیں روایت
کیا اسکو امام طحاوی نے واخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابی یعلی عن علی رضہ
من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرۃ انتہی فرمایا علی رضہ نے امام کے پیچھے قرآن پڑھنے والا
دین پر نہین روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے کتاب اپنی مین جو نام اسکا مصنف ہے واخرج
الدارقطنی کذلک من طرق واخرج عبدالرزاق فی مصنفہ عن داؤد بن قیس
عن محمد بن عجلان ان علیا قال من قرأ مع الامام فلیس علی الفطرۃ انتہی یعنے فرمایا علی رضہ
نے جسنے پڑھا ساتھ امام کے نہین ہے وہ دین پر روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے وروی
ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا وکیع عن حسین بن صالح عن عبدالملک بن
سلیمان عن ابراہیم قال الذی یقرأ خلف الامام فاسق انتہی یعنے منقول ہے ابراہیم رح سے پڑھنیوالا
پیچھے امام کے فاسق ہے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے وفی الکفایۃ وعن سعد بن
ابی وقاص وزید بن ثابت رضہ من قرأ خلف الامام فلا صلوۃ لہ وفی
شمس الائمۃ السرخسی رح تفسد صلوتہ فی قول عدۃ من الصحابۃ کذا ذکرہ
علی القاری ویؤیدہ ما قال محمد فی الموطا اخبرنا داؤد بن قیس الفراء
اخبرنا عمر بن محمد بن زید عن موسی بن سعد بن زید بن ثابت یحدثہ عن جدہ

Marfat.com

اعنی زید بن ثابت الانصاری انہ قال من قرأ خلف الامام فلا صلوٰة لہ انتہی یعنی کفایہ میں نقل
کیا ہے سعد اور زید رض سے کہ نہیں ہوتی نماز پڑھنے والے کی پیچھے امام کے اور کہا سرخسی نے
کہ فاسد ہو جاتی ہے نماز ایسی شخص کی بیچ قول اکثر صحابہ کے اور ایسا ہی لکھا ہے ملا علی قاری
نے اور تائید دیتا ہے اسکو روایت کرنا امام محمد رح کا زید بن ثابت انصاری رض سے کہ نہیں ہوتی
نماز اوس شخص کی جو پڑھے پیچھے امام کے واخرج الطحاوی فی معانی الآثار عن حماد بن
سلمة عن ابی جمرة قال قلت لابن عباس أقرأ والامام بین یدی قال لا انتہی
یعنی فرمایا ابن عباس رض نے بیچ جواب ابی جمرہ کے کہ نہ پڑھا کر پیچھے امام کے روایت کیا اسکو امام
طحاوی نے وروی ابن ابی شیبة فی مصنفہ عن جابر قال لا یقرأ خلف
الامام ان جہر ولا ان خافت یعنی فرمایا جابر رض نے کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے نماز جہریہ اور نہ سریہ میں
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے وفی النسائی حدثنا ہارون بن عبد اللہ حدثنا
زید بن الحباب حدثنا معاویة بن صالح حدثنا ابو الزاہریة حدثنی کثیر بن مرة
الحضرمی عن ابی الدرداء سمعہ یقول سئل رسول اللہ صلعم أفی کل صلوٰة قراءة قال نعم
قال رجل من الانصار وجبت ہذہ فالتفت الیّ وکنت اقرب القوم منہ فقال
ما اری الامام اذا أمّ القوم الا قد کفاہم وفی موطا محمد رح اخبرنا عبید اللہ بن عمر
بن حفص بن عاصم عن نافع عن ابن عمر قال من صلی خلف الامام کفتہ قراءتہ اخبرنا عبد الرحمن
بن عبد اللہ المسعودی اخبرنی انس بن سیرین عن ابن عمر انہ سئل عن القراءة خلف
الامام قال یکفیک قراءة الامام حدثنا الشیخ ابو علی قال حدثنا محمود بن محمد المروزی
قال حدثنی سہل بن عباس الترمذی اخبرنا اسمعیل بن علیة عن ایوب عن ابی الزبیر
عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم من صلی خلف الامام فان قراءة الامام لہ قراءة انتہی یعنی کہا حضرمی نے کہ
سنا میں نے ابو الدرداء سے کہ پوچھے گئے آنحضرت صلعم آیا ہر نماز میں قراۃ ہے فرمایا ہاں کہا ایک انصاری نے
واجب ہوئے پھر میرے طرف التفات کر کے کہا ابو الدرداء نے یعنی انصاری کی بات سنکر کہ نہیں

Marfat.com

گمان کرتا ہون مین امام کو اگر امامت کرا دے قوم کی مگر کفایت کریگا اونکو یعنے مقتدیون کو بھی
قراۃ کی حاجت نہین روایت کیا اِسکو نسائی نے اور کہا ابن عمر رض نے جسنے پڑھی نماز پیچھے امام
کے کفایت کرتی ہے اوسکو قراۃ امام کی اور پوچھی گئی ابن عمر قراۃ خلف امام سے فرمایا کفایت کرتی
ہے تجھکو قراۃ امام کی اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جسنے نماز پڑھے پیچھے امام کے پس تحقیق قراۃ
امام کی واسطے اوسکی قراۃ ہے روایت کیا اِنکو امام محمد رح نے موطا مین قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِي شَارِحُ
الْمُوَطَّا الْحَدِيْثُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ وَلَفْظُهُ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ
لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنے حدیث قراۃ الامام لہ قراۃ کو امام احمد رح اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے قَالَ مُحَمَّدٌ
اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ فَاِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا سَيَكْفِيْكَ ذَاكَ الْاِمَامُ اَخْبَرَنَا
اِسْرَائِيْلُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْاِمَامِ
رَجُلٌ اتُّهِمَ انْتَهٰى قَالَ الْقَارِيُّ فِيْ شَرْحِهٖ اَيْ اُنْسِبَ اِلَى بِدْعَةٍ اَوْ سُمْعَةٍ اِنْتَهٰى
وَيُؤَيِّدُهٗ مَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ لَا اَعْلَمُ الْقِرَاءَةَ
خَلْفَ الْاِمَامِ مِنَ السُّنَّةِ اِنْتَهٰى یعنے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے قراۃ خلف امام کے جواب مین مقتدی کو
درست نہین بلکہ قراۃ امام کی کافی ہے اور فرمایا ابراہیم نے جس نے قراۃ خلف امام کو پہلے
رواج دیا اوسکو اہل اسلام نے بدعتی اور ریاکار کہا یہ موطا اور شرح اوسکی مین مذکور ہے اور کہا
امام محمد رح نے کہ نہین جانتا ہون مین قراۃ خلف امام کو سنت سے روایت کیا اِسکو ابن ابی
شیبہ نے قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم وَرَجُلٌ
خَلْفَهٗ يَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلعم يَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَتَنْهَانِيْ
عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ صلعم فَتَنَازَعَا حَتّٰى ذَكَرَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صلعم مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ

Marfat.com

ابی حنیفۃ رح انتہی و رجال ہذہ الروایۃ کلہم ثقاۃ غیر مجروح احد منہم و ایضا اخرج ہذا الحدیث بروایۃ ابی حنیفۃ رح فی المسند مرفوعا و قال شاہ رح ابو الفیض محمد مرتضی الحسینی ہکذا رواہ محمد فی الآثار والمازنی وابو المظفر وابن خسرو وابو بکر بن عبد الباقی وزفر وطلحۃ انتہی ورواہ محمد فی الموطا بہذا الاسناد الصحیح مختصرا بغیر القصۃ ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا مالک ابن اسمعیل عن حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم قال کل من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ انتہی فالعجب ممن یقول ان ہذا الحدیث لم یثبت مرفوعا ولہذا رد علیہ القول ابن ہمام فی شرحہ الہدایۃ

یعنے کہا جابر رض نے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے اور ایک مقتدی قراۃ پڑھ رہا تھا پس آنحضرت صلعم کے پس منع کیا اوسکو ایک اصحابی نے پس کہا اوس شخص نے بعد نماز کے کیون منع کیا تو نے قراۃ پڑھنے سے پیچھے آنحضرت کے جب پہونچی یہہ گفتگو آنحضرت تک فرمایا آنحضرت نے مقتدی کو قراۃ امام کی کفایت کرتی ہے روایت کیا اسکو امام محمد نے آثار مین اور راوی اس حدیث کے بہت معتبر ہین اور مروی ہے یہہ حدیث مسند مین ساتھہ روایت امام اعظم رح کے اور کہا شاہ نے اسیطرح روایت کیا اسکو محمد رح نے آثار مین اور مازنی اور ابو المظفر اور ابن خسرو و ابو بکر بن عبد الباقی و زفر و طلحہ نے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے پس تعجب ہے اوس شخص سے جو ایسی حدیث صحیح الاسناد کو ضعیف خیال کرے اسیواسطے رد کیا اسکو ابن ہمام نے فتح القدیر مین حیث قال د قولہم ان الحفاظ الذین عدوہم لم یرفعوہ غیر صحیح قال احمد بن منیع فی مسندہ اخبرنا اسحاق الازرق حدثنا سفیان و شریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ وحدثنا جریر عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلعم فذکرہ ولم یذکر عن جابر ورواہ عبد بن حمید حدثنا ابو نعیم حدثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلعم فذکرہ واسناد حدیث جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین والثانی علی شرط مسلم فہولاء سفیان وشریک وجریر وابو الزبیر رفعوہ بالطرق الصحیحۃ فبطل عدہم فی من لم یرفعہ ولو تفرد الثقۃ وجب قبولہ

لأن الرفع زيادة وزيادة الثقة مقبولة فكيف لم يقبل ذو الثقة قد يسند الحديث تارة ويرسل أخرى وأخرجه ابن عدي عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى في ترجمته وذكر فيه قصة وبها أخرجه أبو عبد الله الحاكم قال حدثنا أبو محمد بن بكر الصيدلاني حدثنا عبد الصمد بن الفضل البلخي حدثنا مكي بن إبراهيم عن أبي حنيفة عن موسى بن أبي عائشة عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى ورجل خلفه يقرأ فجعل رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ينهاه عن القراءة في الصلوة فلما انصرف أقبل عليه الرجل فقال أتنهاني عن القراءة خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنازعا حتى ذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم من صلى خلف الإمام فإن قراءة الإمام له قراءة وفي رواية لأبي حنيفة رحمه الله تعالى أن ذلك كان في الظهر أو العصر هكذا أن رجلا قرأ خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم في الظهر أو العصر فأومى إليه رجل فنهاه فلما انصرف قال أتنهاني عن القراءة خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى آخره وهذا يفيد أن أصل الحديث هذا غير أن جابرا رض روى عنه محل الحكم فقط تارة والمجموع تارة ويتضمن ردا لقراءة خلف الإمام لأنه خرج تأييدا لنهي ذلك الصحابي عنها في السرية والجهرية فيعارض ما روي في بعض روايات حديث ما لي أنازع أنه قال إن كان لا بد فالفاتحة وكذا ما رواه أبو داود والترمذي عن عبادة بن الصامت رض قال كنا خلف رسول الله صلعم اه ويقدم لتقدم المنع على الإطلاق عند التعارض ولقوة السند فإن حديث المنع من كان له إمام أصح وتعضد بطرق المذكورة وإن ضعفت وبمذاهب الصحابة حتى قال صاحب الهداية إن عليه إجماع الصحابة انتهى مختصرا يعنے حديث من كان له امام

اه کے مرفوع ہونے سے انکار کرنا بالکل صحیح نہیں کیونکہ روایت کیا ہے اس حدیث کو مرفوعاً احمد بن منیع نے جابر سے اور بشرط بخاری اور مسلم کے اور جریر نے شداد رض سے اور عبید نے جابر رض

Marfat.com

سے اور پر شرط مسلم کے چونکہ ایک راوی معتبر کی حدیث پر بھی عمل شرعاً واجب ہے تو پھر ثقات
مذکورین کی حدیث کیونکر واجب العمل نہوگی اور ایک حدیث امام اعظم رح نے جابر رض سے یون
روایت کی ہے کہ نماز ظہر یا عصر مین ایک شخص پیچھے آپکے قراۃ پڑھ رہا تھا اسکو ایک اصحابی نے
منع کیا اُس شخص نے بعد نماز کے اصحابی سے کہا کہ تو نے کیوں منع کیا پڑھنے قراۃ سے
پیچھے آنحضرت کے پس جھگڑا ہوا اون دونون کا یہانتک کہ اطلاع ہوئی اسکی آنحضرت کو پھر فرمایا
آنحضرت نے کہ قراۃ امام کی کافی ہے مقتدی کو روایت کیا اِس حدیث کو امام اعظم سے
ابن عدی اور حاکم نے یہہ حدیث صاف رد کرتی ہے قراۃ خلف امام کو اور جواب تعارض
حدیث مالی انازع اور حدیث عبادہ بن صامت رض کا یہہ ہے کہ دلیل منع کی مقدم ہوتی ہے
وقت تعارض کے اور نیز سند حدیث من کان لہ امام کی قوی ہے اور مروی ہونا اِس حدیث کا بہت
طرف پر اور موافق اسکے عمل کرنا صحابہ کا دلیل کامل ہے واسطے صحت اِس حدیث کے
سوال بہت اور احادیث بھی دال ہین اوپر قراۃ خلف امام کے جیسا کہ حدیث ابوہریرہ کی
مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْہَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَہِیَ خِدَاجٌ یعنے جسنے پڑھی نماز اور نہ پڑھی
نماز مین سورہ فاتحہ پس وہ نماز ناقص ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد نے آخر حدیث مذکور کے
یہہ قول بھی روایت کیا گیا ہے فَقُلْتُ یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ اِنِّیْ اَکُوْنُ اَحْیَانًا وَرَاءَ الْاِمَامِ
قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِیْ فَقَالَ اقْرَأْ بِہَا فِیْ نَفْسِکَ یَا فَارِسِیُّ وَالْخِطَابُ لِاَبِی السَّائِبِ
قَالَ النَّوَوِیُّ وَہٰذَا یُؤَیِّدُ وُجُوْبَ قِرَاءَۃِ الْفَاتِحَۃِ عَلَی الْمَأْمُوْمِ وَمَعْنَاہَا اقْرَأْ سِرًّا بِحَیْثُ
یَسْمَعُ نَفْسُکَ یعنی کہا ابوالسائب نے ابوہریرہ رض سے کہ ہوتا ہون مین کبھی پیچھے امام کے
فرمایا ابوہریرہ رض نے پڑھ سورہ فاتحہ کو اپنے دلمین اے فارسی اور کہا نووی نے یہہ مؤید ہے
وجوب قراۃ خلف امام کو جواب اس حدیث سے مطلق قراۃ ثابت ہے اور قراۃ خلف امام کا
ثبوت اِس خبر واحد سے باوجود مخالفت آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الآیۃ اور حدیث مَنْ
کَانَ لَہٗ اِمَامٌ کے محالات سے ہے جیسا گذر چکا بیان اسکا بالتفصیل قطع نظر اس سے

Marfat.com

اگر ایک حدیث دلالت کرتی ہے اوپر وجوب قراۃ مقتدی کے تو دوسری قوی حدیث مخالف
اسکی موجود ہے کما نقل العینی فان قلت اخرج البیہقی من حدیث الجریری عن ابی الازہر قال
سئل ابن عمر عن القراۃ خلف الامام فقال انی لاستحیی من رب ہذہ البنیۃ ان
اصلی صلوۃ لا اقرأ فیھا بام القران قلت ہذہ معارضۃ باطلۃ فان اسناد ما ذکرہ
منقطع والصحیح عن ابن عمر عدم وجوب القراۃ خلف الامام کما رواہ مالک فی الموطا
باعلی طرق الاسناد عن نافع عن ابن عمر قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ
قراۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال وکان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام انتہی
یعنے کہا ازہر نے کہ پوچھے گئے ابن عمر قراۃ خلف امام سے پس کہا ابن عمر رض نے کہ حیا آتا ہے
مجھکو رب اس گھر کے یعنے خانہ کعبہ کے سے یہہ کہ نماز پڑھوں میں اور نہ پڑھوں اوسمین سورہ فاتحہ کو
روایت کیا اسکو جریری نے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ معارضہ باطل ہے کیونکہ اسناد حدیث
مذکور کی منقطع ہے اور روایت صحیح ابن عمر سے عدم وجوب قراۃ خلف امام کی ہے جیسا کہ روایت
کیا امام مالک نے موطا مین ساتھ اعلی ترین اسناد کے کہ فرمایا ابن عمر رض نے کہ جب نماز پڑھے
کوئی شخص پیچھے امام کے کافی ہے اسکو قراۃ امام کی اور اگر تنہا نماز ادا کرے تو قراۃ اسپر لازم ہے
اور ابن عمر نہیں پڑھا کرتے تھے پیچھے امام کے وروی عبد الرزاق فی مصنفہ عن الثوری
عن ابن ذکوان عن زید بن ثابت وابن عمر کانا لا یقرأن خلف الامام
یعنے زید رض اور ابن عمر رض نہیں پڑھا کرتے تھے پیچھے امام کے وروی ایضا عن ہشام ابن
حسان عن انس بن سیرین قال سألت ابن عمر اقرأ مع الامام قال انک
لضخم البطن یکفیک قراۃ الامام انتہی ذکرہ ابو الفیض فی شرح المسند یعنے کہا ابن
سیرین نے کہ پوچھا مینے ابن عمر رض سے آیا قراۃ پڑھا کرون پیچھے امام کے فرمایا ابن عمر رض نے کہ
تحقیق تو موٹے پیٹ والا ہے کافی ہے واسطے تیرے قراۃ امام کی روایت کیا ان دونون
اثرون کو عبد الرزاق نے ذکر کیا اسکو ابو الفیض نے شرح مسند مین حاصل جواب کا یہہ ہے کہ حدیث

Marfat.com

ابوہریرہ کی نہین دلالت کرتی اوپر وجوب قراۃ خلف امام کے بلکہ قیاس ابوہریرہ نے مقتدی کو دل مین قراۃ کا حکم دیا ہے یعنے سورہ فاتحہ کو مقتدی زبان پر نہ لاوے جیساکہ دلالت کرتا ہے اسپر روایت کرنا ابوہریرہ کا حدیث اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو یعنے جب پڑھنے لگے امام خاموش ہوجاؤ تم قَالَ مُسْلِمٌ وَهُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ یعنے کہا مسلم نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے نزدیک میرے پس بیان کرنا امام نواوی کا کہ مراد اس سے قراۃ آہستہ ہے دعوی بلا دلیل ہے اگر بالفرض قول ابوہریرہ کو محمول اوپر قراۃ سریہ کے کیا جاوے تو جواب اُسکا یہہ ہے کہ چونکہ ابوہریرہ رض صحابہ مجتہدین سے نہین ہین اور یہہ قیاس بھی مخالف آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے تھا اور حدیث صحیح مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ کے تھا اسواسطے یہہ قول ابوہریرہ رض کا علماء حنفیہ سے لایق عمل نہ جانا گیا لِذَا قَالَ الطَّحَاوِيُّ مَا خُلَاصَتُهٗ اَنَّ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ لَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ صلعم اَرَادَ بِذٰلِكَ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ تَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ بَلْ يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ لَا اِمَامَ فِيْهَا لِلْمُصَلِّيْ بِدَلِيْلِ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ كَيْفَ وَقَدْ رَاَيْنَا اَبَا الدَّرْدَاءِ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلَ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ عَلَى الْمَأْمُوْمِيْنَ كَمَا رَوٰى كَثِيْرُ بْنُ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَجَبَتْ هٰذِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَكُنْتُ اَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ يَعْنِيْ اَبُو الدَّرْدَاءِ مَا اَرَى الْاِمَامَ اِنْ اَمَّ الْقَوْمَ اِلَّا وَقَدْ كَفَاهُمْ فَقَدْ خَالَفَ اَبُو الدَّرْدَاءِ رَاْيَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ

یعنے حدیث ابوہریرہ کی دلیل نہین واسطے قراۃ خلف امام کے بلکہ جائز ہے کہ مراد اس سے اکیلے کے ہو تاکہ مخالف نہو آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور حدیث قِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کے جیساکہ ابودردا نے حدیث قراۃ کو اسپر حمل کیا ہے جیساکہ روایت کیا ہے حضرمی نے ابودردا سے کہ پوچھے گئے آن حضرت ع آیا ہر نماز مین قراۃ ہے فرمایا ہان کہا ایک انصاری نے کہ لازم ہوگئی قراۃ پھر التفات کیا ابودردا نے طرف میری اور کہا کہ بیشک قراۃ امام کی کافی ہے مقتدیون کو

Marfat.com

قیاس ابو درداء کا ابوہریرہ سے **فائدہ** یعنی حدیث ابوہریرہ کے بھی موافق قیاس
ابو درداء کے کرنا ضروریات سے ہے تاکہ نہ مخالف ہو ساتھ باقی احادیث قویہ کے
مما یقوی قولنا ما اوردہ الترمذی فی جامعہ قال الامام احمد معنی قول النبی صلعم لا
صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ واحتج بحدیث جابر بن عبد اللہ
حیث قال من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام
قال احمد فہذا جابر من اصحاب النبی صلعم تأول قول النبی صلعم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ
بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ انتہی کلام الترمذی قلت بہذا التوجیہ
النصوص وایضا یدل علیہ بل یعینہ ما روی مالک عن نافع عن ابن عمر قال اذا
صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قراءۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ ورواہ الدارقطنی مرفوعا
ووقفہ وقال الشیخ العابد المدنی فی جوابہ لکن الظاہر ان ابن عمر سمع ذلک من النبی
لما تقرر ان الصحابی اذا اخبر بامر لا مساغ للاجتہاد فیہ فلہ حکم الرفع وہہنا کذلک فکانت روایۃ کما نبہ
فظہر ان ہذا اولی مما ذکرہ ابو ہریرۃ رض یعنے ترمذی میں لکھا ہے کہ فرمایا امام احمد رح نے کہ حدیث
لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب سے اکیلا مراد ہے کیونکہ جب حدیث جابر
من صلی رکعۃ الخ یعنے جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے نہیں ہوتی نماز اسکی مگر پیچھے
امام کے پس جابر رض اصحاب کے نزدیک حدیث لا صلوٰۃ سے یہی ہے
تاویل بہتر ہے کیونکہ اس تاویل سے سب آیات اور احادیث صحیحہ میں تعارض باقی
نہیں رہتا بلکہ اس تاویل کو معین کرتا ہے روایت کرنا امام مالک کا ابن عمر سے کہ جب
نماز پڑھے کوئی تمہارا پیچھے امام کے پس کافی ہے اسکو قراۃ امام کی اور
پر قراۃ لازم ہے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے ابن عمر رض سے بطور مرفوع کے
اور کہا دارقطنی نے کہ مرفوع ہونا اس حدیث کا ثابت نہیں اور موقوف ہونا
عبد اللہ بن عمر رض کے صحیح ہے اور کہا شیخ عابد مدنی نے البتہ مرفوع ہونا اس کا روایۃ

Marfat.com

ثابت نہیں مگر حکما ضرور مرفوع ہی کیونکہ مرفوع حکمی اثر حدیث کا نام ہی کہ جو صحابی ایسے امر کی خبر دے کہ جسمیں قیاس کو راہ نہو اور یہہ حدیث بھی اسی قبیل سے ہی یعنے عبد اللہ بن عمر رض کو یہہ طاقت نہ تھی کہ بغیر فرمانے آن حضرت ؐ کے یہہ حکم لگاتے یعنے مقتدی کو قراۃ کا پڑھنا ضرور نہیں پس تحقیق ہا سبق سے ظاہر ہوا کہ نہ پڑھنا مقتدیکا بموجب آیات و احادیث مذکورہ کے بہتر ہی قراۃ خلف امام سے بموجب قیاس ابو ہریرہ رض کے قَالَ صَاحِبُ الْكَافِي فِي شَرْحِ الْوَافِي مَا مُلَخَّصُهُ اَیْ لَا یَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ مُطْلَقًا الْإِمَامَ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رح یَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ لِحَدِیْثِ عُبَادَةَ رض وَلَنَا قَوْلُهُ تَعَالٰی وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الْاٰیَةَ وَالْحَدِیْثُ مَحْمُوْلٌ عَلَی الْاِبْتِدَاءِ كَمَا یَدُلُّ عَلَیْهِ رِوَایَةُ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ تَرَكُوا الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ وَاَیْضًا لَنَا قَوْلُهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ الْخَبَرُ الْمَشْهُوْرُ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بَیَّنَ كَیْفِیَّةَ الْاِتِّمَامِ فَأَمَرَ بِالْبَعْضِ بِالْمُشَارَكَةِ وَفِي الْبَعْضِ بِالسُّكُوْتِ وَفِي الْبَعْضِ بِالْمُجَاوَبَةِ فَثَبَتَ اَنَّ الْاِئْتِمَامَ عَلٰی مَا قُلْنَا لَا عَلٰی نَمَطٍ وَاحِدٍ یعنے کہا صاحب کافی نے کہ مقتدی کو بموجب آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے پڑھنا پیچھے امام کے منع ہی اور امام شافعی رض جو حدیث عبادہ کو واسطے وجوب قراۃ خلف امام کے دلیل پکڑتے ہیں سو جواب اسکا یہہ ہی کہ روایت ابی بن کعب رض سے ثابت ہی کہ ابتدا اسلام میں مقتدی پیچھے امام کے قران پڑھا کرتے تھے بعد نزول اس آیت کے ترک کیا صحابوں نے قراۃ خلف امام کو اور نیز دلیل ہی واسطے منع قراۃ کے حدیث مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ اور حدیث مشہور اِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ یعنے فرمایا ان حضرت نے بیشک کیا گیا امام تاکہ تابعداری کیجاوے اسکی پس جبکہ تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب قرآن پڑھنے لگے امام خاموشی اختیار کرو تم اور جب رکوع کرے رکوع کرو اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ کہو تم ربنا لک الحمد پس بیان کردیا آنحضرت نے کیفیت اقتدا کی پس حکم کردیا آنحضرت نے

Marfat.com

بعض میں شارکت کا اور بعض میں خاموشی کا اور بعض میں مجاوبتہ کا پس ثابت ہوا کہ تحقیق
اقتدا امام کے افعال نماز میں ایک شرط نہیں قَالَ الْعَيْنِيُّ مُسْتَدِلًّا بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا إِنَّ هٰذِهِ حُجَّةٌ صَرِيحَةٌ فِي أَنَّ الْمُقْتَدِيَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَقْرَأَ
خَلْفَ الْإِمَامِ أَصْلًا عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى مَالِكٍ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
انْتَهَى وَمَا نُقِلَ عَنْ بَعْضِ مَشَائِخِنَا أَنَّ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ لَا يُكْرَهُ
لِلْاحْتِيَاطِ رَدَّهُ ابْنُ الْهُمَامِ حَيْثُ قَالَ ثُمَّ لَا يَخْفَى أَنَّ الْاحْتِيَاطَ لَيْسَ فِي قِرَاءَةِ خَلْفِ
الْإِمَامِ بَلْ فِي عَدَمِهِ لِأَنَّ الْاحْتِيَاطَ هُوَ الْعَمَلُ بِأَقْوَى الدَّلِيلَيْنِ وَلَيْسَ مُقْتَضَى
أَقْوَاهُمَا الْقِرَاءَةَ كَيْفَ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ عِدَّةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَسَادُ
الصَّلٰوةِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَهُ فَأَقْوَاهُمَا الْمَنْعُ انْتَهَى مَعَ تَغْيِيرٍ يَسِيرٍ وَفِي
النِّهَايَةِ مَنْعُ الْمُقْتَدِي مِنَ الْقِرَاءَةِ مَرْوِيٌّ عَنْ ثَمَانِينَ نَفَرًا مِنْ
أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ قَالَ صَاحِبُ الْكَافِي
مِنْهُمُ الْمُرْتَضَى وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ عُمَرَ رض وَفِي الْكِرْمَانِي عَنِ الشَّعْبِيِّ أَدْرَكْتُ سَبْعِينَ بَدْرِيًّا كُلُّهُمْ عَلَى ...
خَلْفَ الْإِمَامِ ذَكَرَهُ الْقَارِي وَغَيْرُهُ یعنی کہا عینی نے کہ حدیث اذا قرئ فانصتوا حجت صریح ہے اوپر
عدم وجوب قراۃ خلف امام کے نماز پنجگانہ میں اور قراۃ خلف امام کو بعض مشائخ نے
نماز سریہ میں احتیاطا درست لکھا ہے بالکل بے اصل ہے کیونکہ احتیاط اوپر قوی ترین دلیل
کے عمل کرنیکا نام ہے اور دلیل منع قراۃ خلف امام کے نہایت قوی ہے بلکہ روایت کیا گیا ہے
بہت صحابہ سے کہ قراۃ خلف امام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے پس احتیاط اسی میں ہے کہ
مقتدی قراۃ کو پیچھے امام کے ہرگز نہ پڑھے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ منع کرنا قراۃ سے روایت
کیا گیا ہے اسی صحابہ کبار سے مثل علی اور عبادلہ ثلثہ رض کے اور کرمانی میں شعبی سے نقل
کیا ہے کہ پایا میں نے ستر اصحاب کو جو جنگ بدر کے فضیلت سے مشرف تھے کہ نہیں پڑھتے

Marfat.com

ستے پیچھے امام کے بیان کیا اسکو ملا علی قاری وغیرہ نے ہیں ان احادیث اور آثار سے
صاف واضح ہے کہ اتفاق اکثر صحابہ اور تابعین وغیرہ کا اسپر ہے کہ قرأۃ خلف امام علی الاطلاق
ممنوع ہے یعنے کسی نماز میں سریہ ہو یا جہریہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورہ ہرگز درست
نہیں اور کلام شاہ ولی اللہ صاحب کی بھی دال ہے اسی مدعا پر حَيْثُ قَالَ فِي الْمُسَوّٰى شَرْحِ
الْمُوَطَّا فِي بَيَانِ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا
بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ قُلْتُ وَعَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ اِلَّا اَنَّ
الشَّافِعِيَّ يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَقْرَاْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَصَلٰوتُهٗ فَاسِدَةٌ انتھی
یعنے کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے کہ حدیث جابر پر سوائے امام شافعی کی سب اہل علم کا عمل
ہے اگر کوئی کہے کہ روایات مذکورہ بالا بعضے صحیح اور بعضے ضعیف ہیں تو اسکا جواب
ہم ابتداء کتاب میں تفصیلا بیان کر چکے ہیں یعنے ضعیف ہونا حدیث کا نزدیک محدثین کی
جو بعد امام اعظم رح کی ہوئی ہیں امام اعظم رح کی حق میں مضر نہیں اور قطع نظر اس سے ہمنے
کسی محل تعارض میں بنا اوپر حدیث ضعیف کے نہیں کی بلکہ ہر مقام میں احتجاج ساتھ
ان احادیث کے کیا ہے جو بموجب اصطلاح محدثین کی صحیح الاسناد ہیں البتہ روایات ضعیف
کو تائیداً ذکر کیا ہے سو وہ محل اخذ اور اعتراض کا نہیں کما لا یخفے خلاصہ کلام کا یہہ ہے کہ فرضیت
قرأۃ علے الاطلاق یعنے امام ہو یا مقتدی سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور آیت یا سورہ ہو ثابت ہے
ساتھ آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ اور ساتھ فرمانے آنحضرت کے بیچ تعلیم اعرابی کی ثُمَّ اقْرَأْ
مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنے پڑھہ نماز میں قرآن سے جو آسان ہو تجھکو لیکن
قرار دینا سورہ فاتحہ کا بدون مخصص کے ترجیح بلا مرجح اور دعوی بلا دلیل ہے کما مر بیانہ
بِدَفْعِ جَمِيْعِ شُقُوْقِهٖ وَمَا قِيْلَ اِنَّ الْمُخَصِّصَ هُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ رَدَّهُ الْعَيْنِيُّ حَيْثُ قَالَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ قَوْلُهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مُخَصِّصًا لِاَنَّهٗ يَنْبَنِيْ فِيْ مَعْنَى
التَّيَسُّرِ فَيَنْقَلِبُ اِلَى التَّعَسُّرِ وَهٰذَا بَاطِلٌ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ مُفَسِّرًا لِاَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ اِجْمَالٌ وَلِ

Marfat.com

النواوي ان الفاتحة متيسرة فنقول ان سورة الاخلاص اكثر تيسرا من الفاتحة فما معنى تعيين فاتحة الكتاب في التيسر بل هذا تحكم بلا دليل انتهى ملخصا وايضا قال العيني ومن قال انه مجمل كالتيمي وغيره كالكرماني وحديث عبادة رضي الله عنه مفسر والمفسر قاض على المجمل فقد ابعد جدا لانه لا يصدق عليه حد الاجمال كما ذكرنا عن قريب واشار الى ما قاله فليت شعري من قال ان حد الاجمال يصدق على هذا او المجمل ما خفي المراد منه لنفس اللفظ خفاء لا يدرك الا ببيان من المجمل سواء كان ذلك لتزاحم المعاني المتساوية الاقدام كالمشترك او لغرابة اللفظ كالهلوع او لانتقاله من معناه الظاهر الى ما هو غير معلوم كالصلوة والزكوة والربو فانظر ايها المنصف الشارح عن طريق الاعتساف هل يصدق ما قاله من دعوى الاجمال وهل ينطبق ما ذكر الاصوليون في حد المجمل على ما يذكره فنسأل الله العصمة من دعوى الاباطيل والوقوع في مهمة التضاليل انتهى یعنے حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب آیت فاقرؤا ما تیسر کو تخصیص نہیں دے سکتے کیونکہ تخصیص کرنے میں تیسر باقی نہیں رہتا بلکہ تعسیر لازم آتا اور نہیں جایز ہے کہ حدیث مذکور تفسیر ہو آیت کی کیونکہ آیت میں ابہام نہیں ہے اور جو نووی شارح مسلم نے کہا ہے کہ سورہ فاتحہ آسان ہے تو ہم کہتے ہیں سورہ اخلاص اس سے بھی آسان تر ہے پس معنی تعین کا فقط سورہ فاتحہ کو آسان سمجھنا اور باقی قران کو مشکل قرار دینا دعوی بلا دلیل ہے اور کہنا تیمی اور کرمانی وغیرہ کا کہ آیت مجمل ہے اور حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی مفسر ہے

اور حکم مفسر کا ٹہہرا ہکڑی مجمل سے بالکل بعیدی علمیت سے کیونکہ مجمل اسکو کہتے ہیں کہ جسکی مراد
پوشیدہ ہو بسبب مشترک ہونے اُس لفظ کے معانے متساویۃ الاقدام میں یا بسبب
قلیل الاستعمال ہونے اُس لفظ کے یا بسبب اسکے کہ معنے ظاہری اسکے سے انتقال کیا
گیا ہے طرف معنے غیر معلوم کی حالانکہ کوئی وجہ اخفا کی آیت فاقرؤا میں پائی نہیں جاتی
جیساکہ نہیں پوشیدہ اوپر منصف غیر متعصب کے دعا مانگتے ہیں ہم کہ بچاوے اللہ
جل جلالہ ہمکو گمراہی اور دعاوے باطلہ سے پھر بعد ثبوت فرضیت قراۃ علے الاطلاق کے
ساقط ہوئے قراۃ مقتدی سے بسبب نزول آیت کے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا
لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لِاَنَّ نُزُوْلَهٗ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ اِجْمَاعًا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ
كَمَا رَوٰى اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَهُوَ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابَةِ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ
تَرَكُوا الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنے سب علما کا اسپر اجماع ہے کہ نزول اس آیت کا نماز کے بارہ میں
ہوا ہے جیساکہ روایت کیا ہے ابی بن کعب نے جو فقہائے صحابہ سے ہیں کہ جب نازل ہوئی
یہہ آیت ترک کیا لوگوں نے قراۃ خلف امام کو وَلَمْ يَثْبُتْ فَرْضِيَّةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ
مِنْ اَدِلَّةِ الْاَمْرِ كَمَا مَرَّ بِاَنَّهٗ لِاَنَّ الْمُرَادَ مِنْ نَفْيِ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ نَفْيُ الْكَمَالِ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ
لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَاِلَّا يَلْزَمُ الزِّيَادَةُ عَلَى النَّصِّ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ
وَاِنْ نَزَلْنَا وَسَلَّمْنَا اَنَّ خَبَرَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
يُوْجِبُ فَرْضِيَّةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قُلْنَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ وَمَرَّ تَصْحِيْحُهٗ بِطُرُقٍ
مُصَحَّحَةِ الْاِسْنَادِ مَرْفُوْعًا وَمُرْسَلًا فَاِذَا صَحَّ فَقَدْ وَجَبَ
اَنْ يُخَصَّ عُمُوْمُ الْاٰيَةِ وَالْحَدِيْثِ عَلٰى طَرِيْقَةِ الْخَصْمِ
مُلْزِمًا فَيَخْرُجُ الْمُقْتَدِيْ وَعَلٰى طَرِيْقِنَا يُخَصُّ اَيْضًا لِاَنَّهَا عَامٌّ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ

Marfat.com

هو المذكور في الركوع اجماعاً فجاز تخصيصها بالحديث المذكور وهذه حجة ثابتة لا اعتبار فيها اصلاً تقارب الحجة الاولى الثابتة بالنص القرآني في القوة
یعنے ابتک نہیں ثابت ہوا فرض ہونا سورہ فاتحہ کا حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے
کیونکہ یہہ حدیث محمول ہی اوپر نفی کمال کے جیسا کہ حدیث لا ایمان لمن لا امانۃ له و لا
دین لمن لا عهد له اجماعاً محمول ہی اوپر نفی کمال کے کما مر تحقیقہ بما لا مزید علیہ اگر تسلیم کرلیں ہم
اس امر کو کہ حدیث لا صلوٰۃ اہ واجب کرتی ہی فرضیت فاتحہ کو تو کہیں گے ہم کہ ساتھ حدیث
صحیح الاسناد یعنے من کان له اہ کے واجب ہوا خاص کرنا آیت فاقرءوا اور حدیث لا صلوٰۃ
کا اوپر قاعدہ خصم کے بلا تکلف لانه یجوز تخصیص العام بخبر الواحد
عنده بلا شرط كونه مخصوص ضابدليل اخر قبله
لكون العام ظنيا عنده كما بين في علم الاصول سوال
حدیث عبادہ بن صامت سے معلوم ہوتا ہی کہ سقوط قراۃ کا مقتدی سے بمقتضے آیت
فاقرءوا اور حدیث من کان له امام کے سوائے فاتحہ کی مراد ہی جواب بطلان اس
ہوسے کا وجوہ متعددہ سے ثابت ہی وجہ اول حدیث عبادہ رضہ کی نہایت ضعیف
ہی جیسا کہ گذر چکا بیان اسکا تفصیل سے اور ایسی ضعیف حدیث سے تخصیص آیت اور
تقیید اطلاق حدیث صحیح کا اتفاقاً درست نہیں بلکہ ایسی روایت مقابل آیت اور حدیث
صحیح کے اتفاقاً لایق عمل کے نہیں وجہ دوسری حدیث عبادہ بن صامت سے وجوب
قراۃ خلف امام کا نماز جہریہ اور سریہ میں علے الاطلاق ثابت ہوتا ہی پس معارض ہوئے
یہہ حدیث احادیث صحیحہ کے بلکہ ایک حدیث اسی عبادہ بن صامت رضہ سے صحیح
الاسناد معارض حدیث مذکور کی موجود ہی عن عبادة بن الصامت رضي الله عليه
الصلوة والسلام قال لا يقرأن احد منكم شيئا من القرآن اذا جهرت
بالقرآن وقال الدارقطني رجاله كلهم ثقات ذكره الزيلعي یعنے فرمایا انحضرت نے

Marfat.com

کہ ہرگز نہ پڑھے کوئی تم میں سے قرآن کی کوئی شئے جسوقت پکار کے پڑھوں میں
قرآن کہا دارقطنی نے کہ راوی اس حدیث کے سب معتبر ہیں یس یہ صحیح الاسناد ہونے
اس حدیث کے جو دال ہے اوپر منع قراۃ مقتدی کے نماز جہریہ میں واجب ہوا ترک کرنا
پہلے حدیث ضعیف الاسناد کا جو کہ دال ہے اوپر وجوب قراۃ مقتدی کے نماز جہریہ
اور سریہ میں کیونکہ درست نہیں کسیکے نزدیک عمل کرنا اوپر حدیث ضعیف کے جو خلاف اُسکے
دوسری حدیث صحیح الاسناد موجود ہو اور معارض حدیث قراۃ کی اور احادیث
بھی بہت ہیں مِنْهَا مَا رَوَى مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي الْمُوَطَّا عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ
فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ اَحَدٌ مِنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَقُوْلُ مَا لِي اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ
قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوٰتِ
حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيْضًا رَوَاهُ
اَبُوْدَاؤُدَ فِي سُنَنِهٖ وَقَالَ حَدِيْثُ ابْنِ اُكَيْمَةَ هٰذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ
وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلٰى مَعْنٰى مَالِكٍ رح انْتَهٰى وَاَيْضًا رَوٰى
هٰذَا الْحَدِيْثَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ انْتَهٰى
یعنے بیان کیا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے بعد سلام پھیرنے کے نماز جہریہ سے
آیا پڑھا ہی ساتھ میرے کسی نے تم میں سے اب کہا ایک شخص نے کہ ہاں پڑھا ہے میں
یا رسول اللہ پھر فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تحقیق کہتا ہوں میں کہ کیا باعث ہے منازعت میری

Marfat.com

ساتھ قرآن کے پہر موقوف کیا لوگون نے قراۃ خلف امام کو نماز جہریہ مین
روایت کیا اسکو امام مالک اور ابوداؤد اور امام احمد اور نسائی اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے منہا ما روی
النسائی فی باب سجود القرآن اخبرنا
علی بن حجر اخبرنا اسماعیل عن یزید
بن خصیفة عن یزید بن عبد اللہ بن قسیط عن
عطاء بن یسار انہ اخبرہ انہ سأل زید بن
ثابت عن القراءة مع الامام فقال لا قراءة مع الامام فی شیء
یعنے پوچھی گئی زید بن ثابت رض قراۃ خلف امام سے پس فرمایا کہ نہیں بالکل
قراۃ ساتھ امام کے کسی نماز مین روایت کیا اسکو نسائی نے اور مسلم نے
ووقوع لفظ لا قراءة وشیء تحت النفی فی هذا الحدیث افاد
عموم نفی القراءة اعنی فاتحة کانت او غیرها جهریة کانت
الصلوة او سریة کما لا یخفی علی من له ادنی مسکة فی
المنقول والمعقول ومنها ما روی النسائی فی باب ترک
القراءة خلف الامام فیما جهر اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن مبارک
حدثنا محمد بن سعد الانصاری قال حدثنی
محمد بن عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح
عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
انما الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا
یعنے فرمایا رسول اللہ صلعم نے بیشک کیا جاتا ہے امام تاکہ تابعداری کیجاوے
اسکی اسلیے پس جسوقت تکبیر کہے امام تکبیر کہو تم اور جب پڑھنے لگے امام

حاضر بس ہو جاؤ تم روایت کیا اسکو نسائی نے لفظ اذا قرأ فانصتوا اس حدیث میں
اور لفظ فانتہی الناس عن القراءۃ حدیث سابق میں صاف دال ہے اوپر ممنوعیت قرأۃ خلف امام
کے بلا تخصیص فاتحہ وغیرہ اور تائید دیتا ہے اسکو لفظ شیئا من القرآن کا جو بعض احادیث
مسبوقۃ الذکر میں مروی ہے ومنہا ما رواہ الطحاوی فی معانی الآثار من الروایات المذکورۃ
وغیرھا الکثار ترکناھا بخوف التکرار وخوف الاطالۃ یعنے اسی قبیل سے ہیں روایات مذکورہ وغیرہ طحاوی
کے معانی الآثار میں نہ بیان کیا میں نے ان روایات کو اس مقام پر واسطے خوف اطالت کے
اسی واسطے جب شافعیوں نے مذہب اپنے کو یعنی قرأۃ خلف امام کے نماز جہریہ میں مخالف
احادیث صحیحہ کے پایا اور نہ ملی انکو کوئی حدیث صحیح موافق مذہب اپنے کے ترک کیا
شافعیوں نے قرأۃ خلف الامام کو نماز جہریہ میں وقت پڑھنے امام کے اور اجتہاد کیا اس
امر کو کہ امام بعد پڑھنے سورہ فاتحہ کے چپکا کھڑا رہے کہ تا مقتدی سورہ فاتحہ کو ادا کریں
جیسا کہ شافعیوں کا اب حرمین شریفین میں یہی عمل ہے اگر شافعیوں کے نزدیک حدیث عبادہ
رضہ کے پایہ ثبوت کو پہونچے ہرگز اس تکلف خلاف وضع کو اختیار نہ کرتے اور سکوت
مذکور بھی محتاج طرف دلیل کے ہے بلکہ الٹا تابعدار ہونا امام کا واسطے مقتدیوں کے مخالف
حدیث انما جعل الامام لیؤتم بہ کے ہے پس معلوم ہوا کہ شافعیوں کو بھی اس مسئلہ میں بہت حیرانی
اور سرگردانی ہے واللہ اعلم بالصواب وجہ سیوم حدیث من کان لہ امام سے قرأۃ
اور اسی فاتحہ کا مراد لینا ہرگز ممکن نہیں کیونکہ راوی اس حدیث کا جو جابر بن عبد اللہ ہیں
وہ خود کہتا ہے کہ مقتدی سورہ فاتحہ کو بھی نہ پڑھے اور یہ بات جابر سے ساتھ چند روایات
صحیحہ کے ثابت ہے کما روی مالک فی موطاہ عن وہب بن کیسان
انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام
القرآن فلم یصل الا وراء الامام انتہی وروی الترمذی فی جامعہ
قال حدثنا اسحاق بن موسی الانصاری قال انا معن قال حدثنا

Marfat.com

مالك عن ابي نعيم وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله
يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا ان
يكون وراء الامام قال هذا حديث حسن صحيح انتهى واقول
رجاله على شرط مسلم وروى ابن ابي شيبة في
مصنفه حدثنا ابن ابي عيينة عن وهب بن كيسان
قال قال جابر بن عبد الله من لم يقرأ في كل
ركعة بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام انتهى
وروى الطحاوي في معاني الآثار عن محمد بن
داود البغدادي وفهد بن سليمان حدثنا اسماعيل
بن موسى حدثنا مالك فذكر على
الحديث باسناده انتهى یعنے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص پڑھے ایک رکعت بدون
سورہ فاتحہ کے نہیں ہوئی نماز اسکی مگر یہہ کہ ہووے پیچھے امام کے روایت کیا اسکو امام مالک نے
موطا میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں اور کہا ترمذی نے کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور
ہوں میں کہ راوی اسکے اوپر شرط مسلم کے ہیں اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ
نے جو استاد ہیں بخاری اور مسلم کا اپنی کتاب میں جو نام اُس کتاب کا مصنف ہے اور روایت
کیا اس حدیث کو طحاوی نے معانی الآثار میں این حدیث اگرچہ سندش موقوف
باشد بر اصحابے لیکن در حکم مرفوع است چرا کہ فقرہ اول حدیث دلالت میکند کہ نماز
نمیشود مگر بفاتحہ وثبوت این فقرہ بروایات صحیحہ مرفوعہ در صحیح بخاری وغیرہ بتحقیق رسیدہ
پس استثناء چنین امر در حق مقتدی صحابے از جانب خود نمیتواند کرد
نمیتوان کرد پس این حدیث اگرچہ بظاہر موقوف است مگر در حقیقت حکم مرفوع
دارد کذا بین فی اصول الحدیث قال عبد الحق

Marfat.com

رسالة الدين بما حاصله الرابع الحكمي ككا خبار الصحابي عن
ترتب ثواب او عقاب على فعل او بفعل مما لا مجال
فيه للاجتهاد او بخبر انه من السنة الى غير ذلك
من الصور التي لا مجال فيه للاجتهاد حاصل ان دونوں عبارتوں کا یہہ ہے کہ اگر صحابی خبر
دے کسی فعل کے ثواب یا عقاب کی یا بیان اسکا مخالف اجتہاد کے ہو ایسے حدیث محدثین کے
نزدیک بحکم حدیث مرفوع کے ہے اور حدیث مذکور جابر رض کی بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ جابر
رض کو مجال نہ تھی کہ وجوب سورہ فاتحہ کا بیان کرکے پھر اسی طرح سے مقتدی کو وجوب
مذکور سے مستثنے کریں بلکہ مرفوعانہ بیان کرنا انکا دال او متفق علیہ ہونے اس امر کے ہے
یعنے اگر زمانہ صحابہ میں اس امر کا مختلف فیہ ہونا جابر رضہ کو معلوم ہوتا تو ضرور واسطے اس اختلاف
کے مرفوعا بیان کرتے کیونکہ دعوی بلا دلیل سے موقع اختلاف میں نہایت خلل پیدا ہوتا
ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم وجہ چہارم مرفوع حکمی ہونا حدیث جابر بن عبد اللہ کا آثار صحابہ سے
بھی ظاہر ہے کیونکہ اقوال جمہور صحابہ خصوصاً صحابہ مجتہدین سے باین شدت کہ کاش کہ مقتدیکے
منہ میں جو پڑھے پیچھے امام کے پتھر ہوں انگارا آگ کا ہو اور وہ فاسق ہے دین پر نہیں
فاسد ہو جاتی ہے نماز اسکی علی الاطلاق یعنے بدون تخصیص سورہ فاتحہ وغیرہ اور نماز جہریہ
و سریہ کے وارد ہونا صاف دال ہے اس پر کہ صحابہ کرام کو قرأۃ خلف امام کی منع ہونے
میں کوئی وہم اور احتمال جانب مخالف کا نہیں تھا ورنہ صادر ہونا ایسے مواعید شدیدہ کا
امر احتمالی میں صحابہ عظام سے جو امور دینیہ میں کمال محتاط تھے ہرگز ممکن نہ تھا یعنے
اور وہ مواعید شدیدہ کا اقوال صحابہ میں اسواسطے ہوا ہے کہ انکو منع ہونے قرأۃ خلف
امام میں یقین کلی حاصل تھا اور یقین کلی کا حاصل ہونا ان کو بدون فرمانے انحضرت صلعم کے
ممکن نہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم وجہ پنجم یہہ وجہ بہت شافی اور کافی ہے یعنے مادہ نزاع اور
اختلاف کی بیخ کن ہے اور وہ یہہ ہے کہ مرفوع ہونا حدیث جابر مذکور کا بھی ثابت کر

Marfat.com

لما روى الطحاوي في معاني الآثار باسناد متصل
مرفوع حدثنا بحر بن نصر حدثنا يحيى بن
سلام اخبرنا مالك عن وهب بن كيسان عن جابر بن
عبد الله عن رسول الله صلعم انه قال من صلى ركعة فلم يقرأ فيها بام القرآن
فلم يصل الا وراء الامام یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جس شخص نے پڑھی ایک
رکعت اور نہ پڑھی سورہ فاتحہ کو پس نہیں ہوتی نماز اسکی مگر یہہ کہ ہو پیچھے امام کے روایت
کیا اسکو طحاوی نے معانی آثار میں اب عرض کرتا ہوں میں کہ جبکہ عام ہونا آیت اذا قرئ القرآن
و اطلاق حدیث من کان له امام کا ہیچ ممنوع ہو سنے قرات کا سورہ فاتحہ وغیرہ کے ساتھ
تفسیر حدیث مرفوع حکمی و حقیقی کے ثابت ہوا تو کس احتمال اور خدشہ کو گنجائش نہ رہی
طالب حق کو بجز تسلیم اور انقیاد کے مکان دم مارنے کا نہیں فظهر الحق ولله
الذي يقضي والله اعلم سوال ظاہر مطلب آیت اذا قرئ القرآن فاستمعوا له
ہوتا ہے کہ چپکے رہنے کا حکم اس آیت میں واسطے استماع ... ہے
پس نماز سریہ میں پس کس واسطے عمل نہیں کرتے ... امام کو بھی نماز جہریہ
کے کما هو مذهب مالك و يؤيده ما روي ما ...
في الموطا من الآثار قال مالك عن هشام
بن عروة عن ابيه كان يقرأ خلف الامام فيما لا يجهر الامام
قال مالك عن يحيى بن سعيد وعن ربيعة بن ابي عبد
عبد الرحمن ان القاسم بن محمد كان يقرأ خلف الامام
فيما لا يجهر فيه الامام بالقراءة قال مالك عن يزيد بن رومان
ان نافع بن جبير بن مطعم كان يقرأ خلف الامام فيما لا يجهر الامام بالقرآن
یعنے عروہ اور قاسم اور نافع بھی پڑھا کرتے قرآن کو نماز سریہ میں پیچھے امام کے روایت

Marfat.com

کیا اسکو امام مالک نے موطا میں **جواب** یہہ قول چند وجوہ سے مدفوع ہی **وجہ اول**
حکم خدا پاک کو اپنی رائے سے تخصیص دینی ہرگز درست نہیں بلکہ آیت اپنے عموم پر باقی
ہے حدیث اکہ گذر چکی تحقیق اسکی اور ورود صرف خاموشی کا بعض احادیث میں بدون ذکر
استماع کے شاہد عدل ہی اس مدعا پر اور وہ حدیث یہہ ہی اذا قرئ القرآن فانصتوا
... تقریرات معلق بوقت قراۃ است و قراۃ عام است جہریہ وسریہ را پس جزا یعنی سکوت
ہم ہر دو صورت مرتب خواہد شد و در آیت کریمہ لفظ و فاستمعوا اگرچہ بجز جہر صورت
نمی بند ولیکن عمل بانصتوا در ہر دو متصور است یعنے حکم خاموشی کا حدیث مذکور میں متعلق
کیا گیا ہی ساتھ وقت پڑھنے قراۃ کے علی الاطلاق یعنے نماز جہریہ ہو یا سریہ اور لفظ
فاستمعوا کا جو آیت میں وارد ہی اگرچہ موقوف اوپر جہر کے ہی لیکن عمل ساتھ انصتوا کے
جو آیت اور حدیث میں وارد ہی جہریہ اور سریہ دونوں میں ہو سکتا ہی بلکہ ذکر انصات کا بعد
استماع کے دلیل کامل ہی اس امر کے مقصود بالذات ہونے پر ورنہ ذکر انصات کا بموجب
قول سائل کی موقوف علیہ استماع کا ہی بعد ذکر استماع کے بطریق عطف لاطائل ہوتا
کیونکہ وجود شے بدون وجود موقوف علیہ محالات سے ہی پس گویا انصات بسبب موقوف
علیہ ہونے کے استماع میں مذکور ہو چکا پس دوبارہ ذکر کرنا اسکا خالی تکرار سے نہوتا
اور جو مقتدی بسبب بعد یا بہرا ہونے کی قراۃ امام کی نہ سنے تو بھی اسپر انصات کا لازم ہونا
نزدیک امام مالک کے دلالت کرتا ہی کہ انصات صرف واسطے استماع کے نہیں اور وہ جو
سائل نے روایات موطا کے نقل کی ہیں صرف اقوال تابعین کی ہیں پس امام اعظم رح جو تابعی
اور مجتہد تھے حدیث اور آیت کی مخالف ہو کر تقلید انکی ان کی کیونکر کرتے بلکہ جو بعض صحابہ
سے بھی اس باب میں منقول ہی اسکو ابتدائے اسلام پر محمول کرنا چاہئے یعنے قبل نزول آیت
اذا قرئ القرآن کی قرات خلف امام جاری تھی بعدہ ترک کی گئی تا مخالفت آیت کی لازم
نہ آوے کما روی عن ابی بن کعب لما نزلت ہذہ الایۃ ترکوا القراۃ خلف الامام

Marfat.com

یعنے بعد نزول اس آیت کے ترک کر دیا لوگوں نے قراۃ خلف امام کو اگرچہ قاسم بن محمد مذکور سے عدم قراۃ خلف امام مخالف روایت امام مالک کی بھی ثابت ہی قال محمد فی موطاہ حدثنا اسامۃ بن زید المدنی حدثنا سالم بن عبد اللہ بن عمر قال کان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام قال فسألت القاسم بن محمد عن ذلک فقال ان ترکت فقد ترکہ ناس یقتدی بہم ای الصحابۃ والتابعین وان قرأت فقد قرأ ناس یقتدی بہم وکان القاسم ممن لا یقرأ یعنے عبد اللہ بن عمر نہیں پڑھا کرتے تھے قراۃ خلف امام کو کہا اسامہ نے کہ پوچھا یہہ مسئلہ قاسم سے پس کہا قاسم نے کہ اگر ترک کرے تو قراۃ کو تو ترک کیا ہی اس قراۃ کو ایسے لوگوں نے جو پیروی کی جاتی ہی انکی یعنے صحابہ اور تابعین اور اگر پڑھے قراۃ کو تو پڑھا ہی ایسے شخصوں نے کہ پیروی کی جاتی ہی ان کی اور تھے قاسم ان لوگوں سے کہ نہیں پڑھتے تھے امام کے پیچھے بنا اسکو امام محمد رح نے موطا میں پس ثابت ہوا کہ نزدیک قاسم کے قراۃ اور ترک قراۃ دونوں امر برابر تھے پس قول انکا بموجب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا کے ساقط ہوا جانب ترک قراۃ کو منفیہ سو الکونہما صلیا ذا المسیر الیہ مثبت فیہ بینما تساقط الدلائل والکل شئی یرجع الی اصلہ واللہ اعلم۔

وجہ دوم اگرچہ بعض آثار سے ثبوت قرات خلف امام کا نماز سریہ میں پایا جاتا ہے لیکن آثار عدم قرات کی بہت کثرت سے ہیں نقل الکرمانی عن الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلہم یمنعون المقتدی عن القراۃ خلف الامام لیکن چونکہ ان آثار مطلقہ میں بھی توہم تخصیص کا وہم کر سکتا تھا لہذا اس مقام میں ان روایات کو نقل کیا جاتا ہی جو احتمال تخصیص جہریہ سے بری ہیں کما روی مسلم فی صحیحہ عن عطاء بن یسار انہ اخبرہ انہ سئل زید بن ثابت عن القراۃ خلف الامام فقال لا قراۃ مع الامام

فی شیئ ادنی شیئ من الصلوات کما ھو مصرح فی بعض
الروایات قال الطحاوی حدثنا یونس بن عبد الاعلی حدثنا
عبد اللہ بن وھب اخبرنی حیوۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن
عبید اللہ بن مقسم انہ سئل عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر
بن عبد اللہ فقالوا لا تقرأ خلف الامام فی شیئ من الصلوات
حدثنا یونس حدثنا ابن وھب انی مخرمۃ بن بکر بن عبد اللہ
بن الاشج عن ابیہ عن عبید اللہ بن مقسم قال سمعت جابر بن
عبد اللہ فذکر مثلہ حدثنا یونس حدثنا ابن وھب اخبرنی مخرمۃ
عن ابیہ عن عطاء بن یسار عن زید بن ثابت سمعہ یقول
لا یقرأ المؤتم خلف الامام فی شیئ من الصلوات حدثنا
محمد بن سلیمان حدثنا علی بن معبد حدثنا اسماعیل بن ابی کثیر
عن یزید بن قسیط عن عطاء بن یسار عن زید فذکر مثلہ قال
الطحاوی فھؤلاء جماعۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قد اجمعوا علی ترک القرأۃ خلف الامام وقد وافقھم علی ذلک
ما قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما قدمنا ذکرہ وشھد لہ
النظر الذی بما قد ذکرنا فذلک اولی مما خالفہ انتہی کلامہ فی معانی الآثار

حاصل معنے ان آثار کے یہہ ہیں کہ قرات خلف امام کے نماز میں جہریہ ہو یا سریہ ہرگز درست
نہیں بعد عایت کیا حدیث اول کو مسلم نے صحیح مسلم میں اور روایت کیا باقی احادیث کو طحاوی نے
معانی الآثار میں اور کہا طحاوی نے بعد ذکر ان احادیث کے کہ یہ گروہ صحابہ
کرام کا متفق ہی اوپر ترک قرأۃ خلف امام کے اور حدیث مرفوع بھی موافق
روایت کی گئی ہی پس ترک کرنا قرأۃ کا ضرور اولی وارجح ہوا قرأۃ خلف امام سے واللہ

وفي مصنف ابن ابي شيبة حدثنا معتمر عن ابي بشر عن سعيد
بن جبير قال سألته عن القراءة خلف الامام قال ليس وراء الامام
قراءة انتهى یعنے نہیں پیچھے امام کے قراۃ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے سعید نے
وروى محمد في كتاب الآثار اخبرنا ابو حنيفة قال
حدثنا حماد عن ابراهيم قال ما قرأ علقمة بن قيس قط
فيما يجهر فيه ولا فيما لا يجهر فيه ولا في ركعتين الاخريين
ام القرآن ولا غيرها خلف الامام انتهى یعنے نہیں پڑھا علقمہ نے
پیچھے امام کے نماز جہریہ اور نہ سریہ مین اور نہ دو رکعت اخیرہ مین سورہ فاتحہ اور نہ کسی
اور آیت یا سورہ کو روایت کیا اسکو امام محمد نے کتاب الآثار مین +
قال العيني في التمهيد ثبت عن علي وسعد وزيد بن ثابت
انه لا قراءة مع الامام لا فيما اسر ولا فيما جهر انتهى
یعنے ثابت ہو علی اور سعد اور زید رض سے کہ نہیں قراۃ ساتھ امام کے نہ نماز سریہ
مین اور نہ جہریہ مین نقل کیا اسکو عینے شارح بخاری نے تمہید سے
حدثنا وكيع عن الضحاك بن عثمان عن عبد الله بن
يزيد عن ابن ثوبان عن زيد بن ثابت قال لا تقرأ خلف الامام
لا ان جهر ولا ان خافت یعنے کہا زید بن ثابت نے ترک کر قراۃ خلف امام کو نماز جہریہ
اور سریہ دونوں مین حدثنا الفضل عن الزبير عن الوليد بن قيس
قال سألت سويد بن غفلة اقرأ خلف الامام في الظهر
والعصر قال لا رواهما ابن ابي شيبة یعنے پوچھا سوید سے کہ
قراۃ خلف امام ظہر و عصر مین درست ہے کہا سوید نے درست نہیں روایت کیا ان دونون حدیثون کو ابن
ابی شیبہ نے روایت مذکورہ صاف دال مین اس امر پر کہ مذہب جمہور صحابہ کا یہی

ہی کہ قراۃ خلف امام ہرگز درست نہین بلکہ اجماع صحابہ سے ظاہر یون مفہوم ہوتا ہی
کہ نہین کہا اُنہون نے بدون دریافت کرنے اس امر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے چنانچہ وجہ آئندہ شاہد عدل ہی اس مدعا پر واللہ اعلم بالصواب وجہ سویم

هٰذا الدليل قاطع وملزم للخصم لا يحتمل التاويل بل يدفع كل الاقاويل
يعني انه ثبت من الحديث المرفوع صحيح الاسناد ان قراءة الامام
قراءة للمقتدي في الصلوة السرية ايضا كما روى محمد في
موطاه اخبرنا اسرائيل عن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله
بن شداد بن الهاد قال ام رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس
في العصر قال فقرأ رجل خلفه فغمزه الذي يليه فلما ان صلى
قال لم غمزتني قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدامك
فكرهت ان تقرأ خلفه فسمعه النبي صلى الله عليه وسلم فقال
من كان له امام فان قراءته له قراءة انتهى یعنے جماعت کی آنحضرت نے نماز عصر
کی پس قراءۃ پڑہی ایک شخص نے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ٹہوکا اسکو پاس
والے نے بعد سلام پہیرنے کے کہا اُسنے کہ کیون ٹہوکا تونے مجھکو کہا کہ برا معلوم ہوا مجھکو
پڑہنا تیرا پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سنکر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ قراۃ امام کی قراۃ مقتدی کی ہی روایت کیا اس حدیث کو امام محمد رح نے موطا مین
چونکہ یہ روایات صرف واسطے ثبوت اس امر کے بیان کی گئی ہین کہ نماز سریہ مین
بہی قراۃ خلف امام لازم نہین پس اس مقام پر نہ عود کرے شبہ سابق کا ان روایات سے. جنمین قراۃ
سورۃ ای فاتحہ مراد ہی کیونکہ جواب اس اعتراض کا عنقریب ساتھ براہین قویہ کے بیان ہو چکا ہی

وروى الليث بن سعد عن ابي يوسف عن ابي حنيفة رح عن موسى
ابن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله ان رجلا
قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في الظهر او العصر فاومى اليه رجل فنهاه فلما انصرف قال اتنهاني

Marfat.com

اَنَّہٗ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَاکَرُوْا ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ انتہٰی
ذَکَرَہُ الْمُرْتَضٰی الْحُسَیْنِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمُسْنَدِ وَسَنَدُہٗ صَحِیْحٌ وَاَیْضًا
اَشَارَ اِلٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ ابْنُ الْہُمَامِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ حَیْثُ قَالَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحْ اَنَّ ذٰلِکَ کَانَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ ہٰکَذَا اَنَّ رَجُلًا قَرَأَ
خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ فَلَمَّا انْصَرَفَ
قَالَ اَتَنْہَانِیْ الخ حاصل معنی اس حدیث کے بھی یہی ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
بطور فیصلے کے کہ قراۃ امام کی قراۃ ہے واسطے مقتدی کے ذکر کیا اس حدیث کو مرتضےٰ حسینی
نے شرح مسند میں اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے
قَالَ الْعَیْنِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ خَافَتَ اَوْ جَہَرَ
یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کفایت کرتی ہے تجکو قراۃ امام کی سریہ اور جہریہ میں روایت کیا
اسکو دارقطنی نے پس اب واجب ہوا عمل کرنا آیت اور حدیثوں کا اوپر اس بات کے
کہ قراۃ خلف امام مطلقاً جایز نہیں یعنے قراۃ سورہ فاتحہ وغیرہ کی مقتدی کو کسی نماز میں
جہریہ ہو یا سریہ ہرگز درست نہیں تاکہ جمیع احادیث صحیحہ اور آیت میں توافق حاصل ہو کَمَا
ھُوَ الْحَقُّ الصَّرِیْحُ وَالْحَقُّ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ حکایت ایک گروہ اہل
علم کا واسطے مناظرہ مسئلہ قراۃ خلف امام کے امام اعظم رح کے پاس آیا اور کہا امام کو کہ
منع قراۃ خلف امام کی کیا دلیل ہے فرمایا امام نے چونکہ ایک شخص کو جماعت کثیرہ سے مناظرہ کرنا
بہت مشکل ہے پس لایق ہے ہمکو کہ تمہارے گروہ اپنے میں سے ایک کو پھر انہوں نے مختار بناکر
ایک عالم کو پیش کیا امام نے کہا کہ جیت ہار اسکی کو تم اپنی جیت ہار سمجھو گے کہا سب نے
کہ ہاں فرمایا امام اعظم رح نے عجب مناظرہ ایک شخص کا کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف

سے پس قراۃ امام کی کیون نہین کفایت کرتی واسطے مقتدیون کے پھر کسیکو جواب نہ آیا مغلوب ہو کر چلے گئے واللہ اعلم وعلمہ اتم تنبیہ چونکہ امام اعظم رح کو اللہ جل شانہ نے ایسی فراست عطا فرمائی تہی کہ اکثر مضامین آیات اور احادیث مشکلہ کو عقلی طور سے واسطے تعلیم عوام کے ایسا بیان کر دیتے تھے کہ کسیکو گنجایش چون وچرا کی باقی نہین رہتی تہی جیسا کہ حکایت مذکورہ بظاہر دلیل عقلی معلوم ہوتی ہے اور دعا لانکہ یہ مغز ہے حدیث

مَن کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْمُتَامِّلِ

اور بیان بعض مسایل کا احادیث سے ویسا ہی ایسی طرح پر وارد ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰہَ فَہُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

یعنے آنحضرت سے ایک شخص نے یہ مسئلہ پوچہا کہ میری ہمشیرہ نے حج کو نذر کیا تہا اور اُسنے بدون ادا کرنے حج کے وفات پائی فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا اُسپر قرض تو تو ادا کرتا کہا اُسنے کہ ہان فرمایا آنحضرت نے پس ادا کر قرض خدا کا جو تیری بہن پر ہے کیونکہ قرض خدا کا ادا کرنا بہت بہتر ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس امام صاحب سراجی ہونا ابو حنیفہ کا باعتبار فہم اور فراست کاملہ کی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے امام سیوطی شافعی نے کتاب

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نُزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ فَلَمَّا قَرَأَ وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ قَالَ مَنْ ہٰؤُلَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُرَاجِعْہُ النَّبِیُّ حَتّٰی سَاَلَہٗ مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ہٰؤُلَاءِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْہِ فَضِیْلَۃٌ ظَاہِرَۃٌ لِاَہْلِ فَارِسَ

Marfat.com

الشامی قال النبی صلعم لو کان الایمان عند الثریا لناله
رجال من ابناء فارس رواه الشیخان عن ابی هریرة والطبرانی عن
ابن مسعود وروی ابو نعیم عن ابی هریرة والشیرازی والطبرانی عن قیس
بن سعد بن عبادة بلفظ ان النبی قال لو کان العلم معلقا عند الثریا لتناوله رجال من ابناء فارس
ولفظ الطبرانی لا تناله العرب لناله رجال من ابناء فارس وفی روایة مسلم
عن ابی هریرة لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من
ابناء فارس حتی یتناوله وفی روایة للشیخین عن ابی هریرة
والذی نفسی بیده لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله رجل
من فارس وقد کان جد ابی حنیفة من فارس قال الحافظ
السیوطی هذا الحدیث الذی رواه الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه
فی الاشارة لابی حنیفة وهو متفق علی صحته وبه یستغنی عما ذکره
اصحاب المناقب من احادیث الموضوعة قال العلامة الشامی تلمیذ
السیوطی ما جزم به شیخنا من ان ابا حنیفة هو المراد من هذا الحدیث
ظاهر لا شک فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه
احد انتهی کلام الشامی ملخصا یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اگر ہوتا ایمان نزدیک ثریا کے البتہ لیتے اور پاتے اسکو کتنے شخص فارس [illegible]
ایک شخص فارس کا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابو نعیم و طبرانی اور ایک حدیث
یوں وارد ہے کہ قسم ذات پروردگار کی کہ اگر ہوتا دین معلق ساتھ ثریا کے البتہ
ایک شخص فارس کا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور تھا جد امجد امام صاحب کا
کہا امام سیوطی شافعی المذہب نے کہ یہ حدیث صحیحین کی کافی ہے واسطے تعریف امام اعظم
کے اور کہا علامہ شامی نے کہ کہا سیوطی استاد میرے کا کہ نہیں مراد اس حدیث سے کوئی

Marfat.com

شخص سوا امام اعظم رح کی حق صریح ہی کیونکہ امام اعظم رح کی برابر کوئی عالم ابنا ئے فارس مین نہین ہوا

ومنہا الشامی قال ابن حجر قال بعض الائمۃ لم یظہر لاحد من ائمۃ الاسلام المشہورین مثل ما ظہر لابی حنیفۃ من الاصحاب والتلامیذ ولم ینتفع العلماء وجمیع الناس بمثل ما انتفعوا باصحابہ فی تفسیر الاحادیث المشتبہۃ والمسائل المستنبطۃ والنوازل والقضایا والاحکام جزاہم اللہ تعالیٰ الخیر التام انتہی

یعنے کہا ابن حجر شافعی نے کہ کہا ہی بعض ایمہ نے کہ نہین ظاہر ہوئی کثرۃ شاگردون اور متبعین کی واسطے کسی امام کے مثل امام اعظم کی اور نہین نفع اٹھایا علماء اہل اسلام نے امام اعظم جیسا کسی امام سے تفسیر احادیث مشکلہ اور مسائل قیاسیہ وغیرہ مین جبکہ احادیث صحیحہ سے ثابت کردیا امام سیوطی شافعی المذہب وغیرہ نے سر علم اور فراست دین کی امام اعظم جیسے کسی امام کو حاصل نہین ہوئی پس جو شخص اصحاب راے ایمہ حنیفہ کو باین معنے کہتے ہین کہ تمسک الخایات اور احادیث سے نہین سخت گمراہ اور کذاب ہین مثل رفاض اور خوارج کے کیونکہ امام اعظم رح قیاس پر اسوقت عمل کرتے تھے کہ جب کسی اصحابی کا قول بھی نہ ملے جیسا کہ امام ربانی نے مکتوبات کی دوسری جلد مین یون لکھا ہی امام ابو حنیفہ در تقلید از ہمہ پیش قدمست احادیث مرسل بلکہ قول اصحابی را برای خود مقدم میدارد و دیگران چنین نہ مع ذلک مخالفان او را صاحب راے میدانند خدایتعالی ایشانرا توفیق دہاد کہ ہزار راس دین و رئیس اسلام نہ نمایند یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم اگر این اعتقاد دارند کہ ایشان برراے خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشان از جرگہ اہل اسلام بیرون بود این اعتقاد نکند مگر جاہلی کہ از جہل خود بیخبرست یا زندیقی ناقصہ چند احادیث را یاد گرفتہ

واحکام شرعیہ را در ان منحصر ساختہ ماورای معلوم خود را نفی مینماید شعر چوآن کرمیکہ در سنگی
نہانست زمین واسمان او ہمانست انتہی ملخصًا یعنے مذہب امام اعظم رح کا موافق زیادہ
ہی ساتھ حدیث کے پس اصحاب الرای کہنے والے امام اعظم رح کو باین معنے کہ متابعت
قران اور حدیث کی نہین کرتے بلکہ قیاس پر عمل کرتے ہین جاہل یا زندیق ہین اسیطرح لکہا
ہی شیخ عبدالحق نے شرح سفر سعادت مین اور شاہ ولی اللہ نے فیوض الحرمین مین اور امام
شعرانی نے میزان مین و اللّٰہ یہدی من یشاء الی الصراط
المستقیم اب کہتا ہی کاتب الحروف احمد علی کہ یہ عاجز مسایل مختلفہ بین الائمہ مین
سکوت اور ترک تشنیع کو بہترین امور کا سمجہتا ہی کیونکہ حکم قطعی کا ثابت ہونا مسایل
اجتہادیہ مین محال ہی بلکہ منظور شارع کا یہی ہی قال علیہ السلام اختلاف امتی رحمۃ یعنے
فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اختلاف امت میری کا رحمت ہی تاکہ ہر مجتہد بموجب فہم اور فراست
اپنی کے مسایل قیاسیہ کو ادلہ شرعیہ سے استنباط کرکے ثواب پاوے ورنہ مسایل خلافیہ
بہی ساتھ دلائل قطعیہ کے قران اور حدیث مین مثل باقی مسایل صوم وصلوۃ کے بیان ہوتے بلکہ
فی هذا الاختلاف حکمة غامضة کما قال السیوطی فی جزیل المواهب
فی بیان اختلاف المذاهب اعلم ان اختلاف المذاهب فی هذه الملة
نعمة کبیرة وفضیلة عظیمة وله سر لطیف ادرکه العالمون
وعمی عنه الجاهلون حتی سمعت بعض الجهال یقول ان النبی صلعم
جاء بشرع واحد فمن این مذاهب اربعة ومن العجب ایضا من یاخذ
فی تفضیل بعض المذاهب علی بعض تفضیلا یؤدی الی تنقیص
المفضل علیه وتسقیطه وربما ادی الی الخصام بین السفهاء وصارت
عصبیة وحمیة الجاهلیة والعلماء منزهون عن ذلک وقد وقع الاختلاف
فی الفروع بین الصحابة وهم خیر الامة فما خاصم احد احدا

Marfat.com

فكيف وقد ورد ان اختلاف هذه الامة رحمة من الله ت
وقال عليه السلام ان اصحابي بمنزلة النجوم في السماء فايما اخ
ذتم به اهتديتم واختلاف اصحابي لكم رحمة قال السيوطي
ان في هذا الحديث فوائد منها اخباره صلى الله عليه وسلم
باختلاف المذاهب بعده في الفروع ورضاءه بذلك وتقريره
عليه ومدحه له حيث جعله رحمة فيستنبط منه ان كل المجتهدين
على هدى وكلهم على حق فلا لوم على احد منهم ولا ينسب الى
احد منهم تخطئة لقوله عليه السلام فايما اخذتم به اهتديتم وفيه
سر لطيف فمن ثم روى البيهقي في المدخل بلفظ ما يسرني لو ان
اصحاب محمد لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا لم تكن رخصة
كلام السيوطي ملخصا حاصل کلام سیوطی کا یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کو چوراہا کہنے وا
جاہل اور گمراہ ہے اور اسیطرح طعن کرنے والا کسی مذہب کو مذاہب اربعہ سے ورطہ جہال
مین پڑ رہا ہے کیونکہ اختلاف مذاہب اربعہ کو آنحضرت صلعم نے حدیث اصحابی کالنجوم آہ مین
بطریق پیشین گوئی اور مژدہ کی بیان فرمایا ہے پس بموجب اس حدیث کے اختلاف مذ
کو بدعت اور طرف کسی امام کی نسبت خطا کی کرنیوالا گمراہ اور منکر ہے حدیث کا پس حالا
درین را مناسب بل انسب است که ازین ورطه ضلالت یعنے جدل و مناقشه که موجب
تفسیق باہم میشود محترز باشند و رتبه اجتهاد و استنباط احکام از نصوص و ترجیح یکے بر دیگر
و معرفت ناسخ وغیره امور متعلقه آن درین ایام بسبب بعد زمان وغلبه جهل دشوار و ممتنع گشته
ما را وجه التزام تقلید والا از طرف شارع بتقلید یکے از ابوحنیفه و شافعی وغیرهما مامور
نشده ایم لکن هرگاه که لاچار شدیم از معرفت احکام دین بسبب قصور در علم وفهم و سعة بعد زمان
یکے از سلف نموده ایم چرا که بیقین میدانیم که اگر بپیروی راے خود خواهیم شد بجهت عدم تقلید

دین وغلبهٔ هوای نفس در مغاک ضلالت خواهیم افتاد الا ماشاء الله پس راه سلامت
روی همین است که هر که را توفیق یزدانی دست دهد بعمل و تقوی کوشد و از بحث
و تنازع خود را دور کند و اتباع مذهبی از مذاهب اربعه اختیار کند زیرا که اکثر مباحثه
این منجر به نفسانیت ولی روی سخن میشود تا آنکه با او قاست قائل خود دل
خویش می فهمد که حق بجانب من نیست لکن از آن بسبب خواهش نفسانی
و دواعی شیطانی باز نمیگردد بلکه جویای این میشود که معنی آیت و حدیث بجهت
دعوی باطل خود تاویل کنم نعوذ بالله من شرور انفسنا ازبراے همین معنی از جواب
مسئله هذا چند بار پهلو تهی کردم لیکن چون خلاص نیافتم مگر بتحریر آن و نیز استماع
حال تدین و تقوی مولوی محمد شاه صاحب که محرک این مسئله اند موید این گشت
چراکه اهل حق را غرض از استفسار تحقیق میباشد نه بحث و جدل لهذا طوعاً و کرهاً باوجود
بے مایگی و عدم بهم رسی مواد کما ینبغی چند سخنان حسب حوصله ناقص خود از دلائل
حنفیه برچه سر دست بنظر گذشته از کتب منتخب کرده ضمن تحریر آورده ام و از خطا و
سهو درین جمله امین نیم اگر کسی برا و بر مسئله برآن مطلع شود ممنون خواهم گشت اگر ممکن با
ارشاد حق نماید جزاه الله خیر الجزاء ... اللهم وفقنا لما تحب
و ترضی والهدایة الی طریق الهدی و ان یجعل آخرتنا خیرا من
الاولی و آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین والصلوة و
السلام علی رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعین تمت
هزاران شکر و سپاس که کتاب مستطاب فیض انتساب اعنی ترجمه
دلیل القوی علی ترک القرءة للمقتدی بتاریخ هشتم ماه ...
سنه ۱۲۹۵ هجری مقدس معلی در مطبع رحیمی منشی عصمت الله
واقع سرای نواب علی محمد خانصاحب صورت اختتام یافت

Marfat.com

تمباکو نوش را سینہ سیاہ است ⁂ اگر باور نداری سے گواہ است

رسالہ فی منع شرب الدخان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ لنبیہ اما بعد فیقول العبد الضعیف محمد بن مولینا الحافظ عبد القادر المرحوم اللودیانوی لما رایت اشتغال العوام فی نشوق التتن وشرب دخان بل افتی بعض اہل العلم بالاباحۃ فاردت وباللہ التوفیق ان احرر احکامہ ملخص من الرسالۃ التی الفہا علماء البخاری حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر یعنی بعد حمد وصلوۃ کے عرض کرتا ہے خادم الطلبا محمد بیٹا مولینا عبد القادر صاحب مرحوم کہ جب دیکھا میں نے اشتغال عوام کالانعام کا استعمال تمباکو میں اور پایا میں نے رجحان ابناء زمان کا طرف اباحت کے پس لکھا میں نے واسطے تنبہ کرنے اونکی خلاصہ رسالہ علمای بخاری

وفی الدر المختار قال شیخنا النجم الغزی التتن الذی حدث وکان حدوثہ بدمشق فی سنۃ خمسۃ عشر بعد الالف یدعی شاربہ انہ لا یسکر وان سلم لہ فانہ مفتر وھو حرام لحدیث احمد عن ام سلمۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر قال ولیس من الکبائر تناولہ المرۃ والمرتین ومع نھی ولی الامر عنہ حرم قطعا علی ان استعمالہ ربما اضر بالبدن نعم الاصرار علیہ کبیرۃ کسائر الصغائر انتھی بحر و در وفی الاشباہ فی قاعدۃ

الاصل الاباحة والتوقف ويظهر انه من هذا الشكل حاله كالحيوان المشكل
ة والنبات المجهول سمية انتهى قلت فيفهم منه حكم لنبات الذي شاع
في زماننا المسمى بالتتن فتنبه وقد كرهه شيخنا العمادي في هدية الحاقا
ر بالثوم والبصل بالاولى فتدبر انتهى كلام صاحب الدر حاصل کلام
انکا یہ ہے کہ استعمال تمباکو کا حرام ہے بموجب حدیث ام سلمہ کے جو ابوداؤد میں موجود ہے
فقد ذکر صاحب التبیان ان وجه التدبر بل وجه التنبه
بانه ما اجتمع محرم ومبيح الا غلب المحرم مع التقتير والنهي ولي الامر
لاضرار وانه من جملة ما به التعذيب وغيرها من الاسراف والبدعة السيئة
محرم استعماله وكيف يلحق بالبصل والثوم انتهى يعني ذکر کیا صاحب
بیان نے کہ وجہ تدبر کی یہ ہے کہ وجود ہے تقتیر اور نہی سلطان اور اسراف وغیرہ تمباک
ے نہیں درست ملانا اسکا پیاز ولسن سے راقم الحروف کہتا ہے وجہ تدبر کی یہی ہے کہ لکھا ہے لعلیه قوله فیما
ل ومع نهي ولي الامر حرم قطعا والقول بان امتثال ولي الامر انما يجب
ذا كان امره من القران او الحديث والا لا كلام في غاية السخافة فانه
انه اذا كان من محكمات القران او الحديث فهو في الحقيقة
متثال لهما ولو اما اذا كان امر فعل مباح او ترك يجب الامتثال
به قطعا لقوله تعالى أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ والا لم ينتظم امر المملكة الذي بيد الامام لاجله لانه متى امر العسكر
ذهاب الى بلدة كذا وكذا فان لهم حينئذ ان يقولوا انما امر الله و
رسوله لعسكر ذهاب بلدة كذا وكذا وهل هذا الا تهافت فاحفظ
فانه ينجيك عن شر الوسواس الخناس یعنی قول بعض اہل علم کا
اطاعت حکام اہل اسلام کی سوائی منصوصات کی واجب نہیں سراسر نادانی ہے کیونکہ

آیات اور احادیث ظاہر دلالت کرتی ہین اوپر لازم ہونے اطاعت اونکی کے ۔ البتہ جو حکم
اونکا مخالف کسی آیت یا حدیث کے ہو اوس حکم مین اطاعت حاکم کی ہرگز نکرنے اور باقی امور مین
اطاعت اونکی لازم ہے خلاصہ کلام کا یہہ ہے کہ احکام منصوصہ کی اطاعت ہر فرد مکلف پر لازم ہے رعیت ہو
یا حاکم اور غیر منصوصات مین اطاعت حکام کی کرنی ضروریات سے ہے ورنہ رعیت اور حاکم برابر
ہوتی اور حکم واسطے اطاعت اولی الامر کے تاکیدا آیات اور احادیث مین کیون وارد ہوتا واللہ اعلم وعلمہ اتم

واجاب علماء الروم ان جذب دخان التتن مسدر ومکدر للحواس بقول الاطباء ومفتر للقوی بقول الفقہاء ونہی ولی الامر یوجب التحریم قطعا خصوصا بمعونۃ قولہ تعالی وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا فیکون مستحلہ کافرا بشہادۃ قولہ تعالی وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ یعنی لکھا ہے علماے روم نے کہ پینا حقہ کا بقول اطباء موجب سدر اور مکدر حواس ہے اور بقول فقہا مفتر ہے اور بسبب منع کرنے حکام اہل اسلام کے حرام قطعی ہوا پس مباح گمان کرنے والا بیشک کافر ٹھہریگا

وقال علماء ماوراء النہر فی جواب من ذہب الی اباحتہ وقال والاصل فی الاشیاء المرسلۃ الاباحۃ اقول وباللہ التوفیق لیس الامر کذلک الذی الاصل المختار عند الحنفیۃ ہو التوقف وہو یوجب الکف کذا قال ابن الہمام فی التقریر

قولہ والتتن غیر مذکور فی المحرمات المنصوصۃ فکان مباحا اذ لابد للحرمۃ والکراہۃ من دلیل **اقول** قد روی بسند صحیح انہ علیہ السلام نہی عن کل مسکر ومفتر والنہی یوجب التحریم ولا عبرۃ بنفعہ والا لکان الخمر والمیسر حلالا والقول بکونہ غیر مضر غیر سدید لانہ نقض نص جماہیر الاطباء مثل محمد علی شارح القانون وصاحب التحفۃ وصاحب المغنی وغیرہم ان دخانہ

Marfat.com

في اخر الدرجة الثالثة وشربه سم وهو مكدر للحواس موجب
لسدد **قوله** وحديث حرمة الدخان لم يثبت **اقول**
قال النوادي وان لم يثبت حديث من احاديث حرمة الدخان الا ان
القدر المشترك متواتر لا يسع انكاره **قوله** وحديث كل مسكر و
كل مفتر حرام قد طعن فيه يحيى بن معين بانه لا اصل له **اقول** قال ابن
الصلاح في شرح النخبة ان يحيى لم يبلغ مرتبة الحفاظ حتى يقبل طعنه في
الحديث انتهى ملخصا وبعد التسليم انما يرد في متن ذلك الحديث اما حديث
ام سلمة بلفظ نهى رسول الله صلعم عن كل مسكر وعن كل مفتر صحيح سالم عن الطعن
مذكور في سنن ابوداود وصححه صاحب المشكوة **قوله** فاذا لم يثبت
النهي فيه لا نسميه بدعة ولا مكروها **اقول** قد ثبت فيه من حديث
ام سلمة ولقوله لا تسرفوا ان الله لا يحب المسرفين على ان التشبيه بالفساق
ولو في امر مباح حرام فلو يشرب الماء في اقداح على طريقة اهل الفسق
يكون حراما لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم قال الله تعالى
وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ وقد ورد التعامل
في بلاد العرب والروم وما وراء النهر بحرمة بيعه وكسر اباريق جذب
دخانه وهو الحقة وتعذير شاربه واجماع اهل الحل والعقد في كل عصر
حجة ولا عبرة ببعض العلماء المبتدعين الشاربين له فان خروجهم
عنهم لا يضر فانهم فساق وفي العالمگيرية من استعط فخرج سعوطه من
الفم نقض وضوءه فنعلم منه ان نشوق ودق التتن ناقض لوضوءهم
ويجب عليهم اعادة صلوة عمرهم طرا وايضا جاذب دخان التتن شفق
بحكم نتن السواك فكان النهي فيه ثابتا اقتضاء على نحو من ابطله

علی بحث الافتار ویکفینا التقلید بالروایۃ الفقہیۃ المنقولۃ خصوصا
فی کتاب مشہور تلقتہ علماء الآفاق غربا وشرقا بالقبول وھو
الدر المختار الذی اختارہ اھل الفتوی فی بلاد العرب والروم والشام
والمصر والعراق والایران والخراسان وماوراء النہر ومع حدیث
النہی للتحریم کیف یکون مباحا ویخاف الکفر علی من یجعل الحرام القطعی
حلالا انتہی ملخص کلام علماء ماوراء النہر خلاصہ کلام علمای ماوراء النہر کا یہہ ہے
کہ منع ہونا تنباکو کا ثابت ہے آیات اور احادیث سے اور نہین اعتبار فائدہ اسکے کا
ورنہ خمر کیون حرام ہوتی اور اگر بالفرض عدم اندراج اسکا آیات اور احادیث مین مانا جاوے
توبھی بموجب آیت ولا تقف ما لیس لک بہ علم کی توقف یعنے اسکے استعمال سے
بچنا چاہے اور علمای بلاد اسلام کے متفق ہین اوپر حرمت اسکی کے اور نہ حرام کہنا بعض
اہل علم کا جو خود اس بلا مین گرفتار ہین مضر نہین کیونکہ وہ فاسق ہین اور فتاوی عالمگیری مین
لکھا ہے ہمہ خروج نسوار کا اندرون دہن ناقض وضو ہے پس معلوم ہوا اس
سے تنباکو کی نسوار لینے والے جو غافل ہین ایسے مسئلہ سے - واجب ہے اونپر
اعادہ تمام عمر کے نمازون کا **وقال ابن الہماد**
ویکرہ الاقتداء فی الصلوۃ بمن ھو معروف باصرارہ علی الدخان المبتدع
انتہی ملخصا یعنے مکروہ ہے نماز پیچھے اوس شخص کے جو ہمیشہ حقہ کشی کرتا ہے
وقال عبد الحی اللکھنوی فی الرسالۃ المساۃ بترویح الجنان بتشریح
حکم شرب الدخان بعد نقل دلائل الجانبین وخلاصۃ المرام
فی المقام انہ لا ریب فی کراھیتہ فان کانت کراھتہ تحریمیۃ کان
ارتکابہ من الکبائر لان المکروہ تحریما قریب من الحرام وان
کانت تنزیھیۃ کان ارتکابہ صغیرۃ لکن یکون بالاصرار علیہ و

Marfat.com

اعتیاده کبیرة فظهر ان شرب الدخان موجب لارتکاب الکبیرة
علی رای اکثر العلماء ذوی الشان وهو الذی یدل علیه البرهان
ومن ذهب الی الاباحة مع الخلو عن الکراهة فقوله لا یخلو عن
سند وذو خسران خسر الدنیا والاخرة وحکی ان رجلا عالما
کان یشرب الدخان فرای صدیقه النبی صلی الله علیه وسلم
فقال له قل لصدیقك انك تدرس وتشرب الدخان الخبیث
قلت وان کان المنام لا یفید شیئا من الاحکام لکن لا ریب فی
جعلها مؤیدة لما دل علیه البرهان لا سیما رویا من رای النبی
صلی الله علیه وسلم لحدیث من رأنی فقد رای الحق خلاصہ کلام کا یہ ہے
کہ ارتکاب حقہ کشی کا گناہ کبیرہ ہے نزدیک اکثر علما کے۔ ایک عالم کے دوست نے حضرت کو خواب میں کہا حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے دوست کو تنبیہ کر کہ تدریس علم کی ساتھ حقہ کشی کے منع ہے اگرچہ خواب سے کوئی حکم شرعی ثابت
نہیں ہوتا لیکن بلاریب مؤیدات سے ہے **مسئلہ** تجب الکفارة بشرب دخان
التتن یعنی حقہ پینے سے روزہ دار پر کفارہ لازم آتا ہے **مسئلہ** یجوز اسعاط التنباك
فی الانف للتداوی وبدونه لا ولو فعله احد فی الصوم افطر
بدون بیماری کی لینا نسوار کا درست نہیں اور نسوار لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ثم اذا امر الطبیب الحاذق
المسلم بشرب الدخان للتداوی فلا یجوز له ان یحضر عقیب
الشرب فی المساجد والمجالس بلا فصل واقوی حرمته ان یشرب
الدخان الخبیث فی المجالس او المساجد انتهی کلام عبد الحی فی
مواضع شتی من رسالته ملخصا والنکتف بهذا المقدار للاختصار
واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة علی خاتم
النبیین تمت فی السنة الخامسة والتسعین بعد الالف والمائتین

Marfat.com

اشتہار

اگر مولوی نذیر حسین صاحب بنگالی دہلوی جواب مبا
قرفنہ جدید واوستاذ مولوی محمد حسین صاحب لاہوری وغیرہ
ضمین مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز پسران مولوی
عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی کو مسائل اختلافیہ مین ساکت کر
ایک ہزار روپیہ للہ فقراء پر تقسیم کر دیا جاویگا **فہرست**
کتب موجود و موطا امام محمد قیمت عہ انتصار الاسلام در جواب نظام الملک
و بلوغ المبین و اشتہار غیر مقلدین تنبیہ المفسدین قیمت ار

تصحیح اغلاط ترجمہ دلیل قوی و برسالہ در منع حقہ کشی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	١	باستد	باسند	١٤	٢٠	النقایۃ	النفایۃ	٢٤	١٣	وریز	و
״	٢	اِنَّهٗ	اَنَّهٗ	״	״	رَاوِیَ	روای	״	٢١	غریک	شر
٤	٤	لثر	اثر	١٥	٢	الزَبیر	الزُبیر	٢١	٢	لحسفت	ح
٧	٨	اقوال	اقوال صحابہ کی	״	٥	عُمُر	عُمَر	٢٦	٦	ان	آ
٩	١١	کا بدون	کی بدون	״	١٥	یہوداینۃ	یہودایۃ	״	١١	الامام	ال
١٠	٣	الواجد	الواحد	״	״	الروأیۃ	الروایۃ	٢٤	٥	قیل	ق
١١	٣	قلتُ	قلتَ	١٦	١١	ذکر	ذَکر	״	٧	نعوسا	فی
״	٤	قولهٗ	قولهٗ	١٧	״	اخبرنا	اخبرنا	״	٢١	فال	قا
״	٧	قلتَ	قلتُ	״	״	حدَ	حدّ	٥٣	١	اَنَّهٗ	ا
١٢	١	قِراۃَ	قِرآۃُ	١٨	٢٠	ابی الله	ابی الدردا	٣٦	١٠	مرفوعا	مر
״	١٤	البیی	الی	١٩	١٥	اورربا	ادریا	״	٢٠	احد	ا
١٣	١٧	قال ابن	قال ابن	٢٠	٧	معتبک	منفلک	٣٨	٩	جمعه	

Marfat.com

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

از حقائق آگاہ معارف دستگاہ سید الفقہاء والمحدثین عمدۃ الحکماء والمتکلمین حامی شریعت
ہادی طریقت مقبول بارگاہ صمدیت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہم العالی

ہدایۃ المعتدی

فی

قراءۃ المقتدی

جس میں عدم جواز قراءۃ مقتدی کی دلائل شرعی تنہا عمدگی سے مندرج ہیں
حسب استدعاء بندہ نحیف محمد یحییٰ کاندھلوی وطناً گنگوہی اقامتاً

در مطبع بلالی ساڈھورہ باہتمام منشی محمد بلال کریم بخش طبع گردید

Marfat.com

حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب کی اور تصانیف

امداد السلوک

قیمت ۴ر

یہ رسالہ ترجمہ ہے رسالہ مکیہ کا جو تصوف کا ایک مستند رسالہ ہے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوھی ادام اللہ ظلہم نے اوائل شباب میں بارشاد حضرت حافظ ضامن صاحب رحمہ فرمایا تھا فارسی

ہدایۃ الشیعہ

قیمت ۳ر

اس میں حضرت مولانا مدظلہم العالی نے ہادی علی لکھنوی شیعی کے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا جواب نہایت ہی مدلل و محققانہ دیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے چونکہ یہ رسالہ باوجود کئی بار چھپنے کے اب کمیاب بلکہ نایاب ہوگیا تھا۔ اسلئے مع اصل سوالات و اشتہار پھر طبع کرایا گیا ۳ر

سبیل الرشاد

قیمت ۱ر

یہ رسالہ مسائل مختلفہ اہل حدیث و حنفیہ جہر آمین و فاتحہ خلف الامام و تقلید وغیرہ کی تحقیق میں حضرت مولانا نے تحریر فرمایا جس کو نہایت منصفانہ انداز پر ہونیکی وجہ سے موافقین و مخالفین دونو نے تسلیم کرلیا ہے۔ قیمت ۱ر

رسالہ کراہت جماعت ثانیہ

اس میں حضرت ممدوح نے مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی کراہت روایات فقیہ و احادیث صحیحہ سے ثابت فرمائی ہے اور وہ عبارات کتب سے حل فرمائی ہیں کہ جن سے منکرین کراہت کو شبہ پیدا ہوتا ہے۔ فارسی۔ قیمت ۱ر

رسالہ تراویح

قیمت ۱ر

اس میں غیر مقلدین کا رد ہے اور مذہب مقلدین کا احادیث صحیحہ سے اثبات فرمایا ہے بابت بست رکعت تراویح ۱ر

رسالہ جمعہ

اس میں اہل حدیث کے ایک فتوے کا جواب ہے جس میں انہوں احادیث و آیات سے اپنے نزدیک ثبوت جمعہ در قرے و وجوب جمعہ بر اہل قری اپنے نزدیک خوب مدلل کر دکھایا تھا اس کا جواب احادیث صحیحہ سے دیا گیا ہے۔ قیمت ۱ر

رسالہ وقف

قیمت

اہل حدیث نے یہ ثابت کیا تھا کہ اوقاف قرآنی جن پر حفاظ کا عملدرآمد ہے یہ سب بدعت ہیں حضرت مولانا کا جواب احادیث صحیحہ سے دیا ہے اور ان کا ثابت الصحیحہ روشن فرمادیا ہے باقی یہ سب رسائل اردو میں

لطائف رشیدیہ

اس میں بعض طلبا نے جو استفسارات متعلقہ آیات حضرت مولانا مدظلہم سے کیئے ہیں ان کے جوابات میں فتوے ثبوت پردہ مروجہ شرفائے ہند آیات و روایات حدیث مسلم شریف متعلقہ آخر رجل دخل الجنۃ۔ قیمت

زبدۃ المناسک

قیمت

یہ کتاب سلیس اردو میں ہے مسائل حج و عمرہ و طواف و حج من الغیر وغیرہ وغیرہ مناسک کو خوب شرح بیان قاصدان حج کیواسطے یہ کتاب نہایت ضروری اور مفید

فتوی میلاد

مجالس مولود جیسا کہ اس زمانہ میں رائج اور شائع ہو رہی اُن میں جو امور خلاف شرع پھیل گئے ہیں اُن پر طور سے فرمائی گئی ہے۔ قیمت

فتوی ظہر احتیاطی

قیمت

اکثر لوگوں میں نماز جمعہ کی بعد فرض ظہر احتیاطی کا چرچا اس مسئلہ پر بحث مباحثہ بھی رہتے ہیں اور اکثر لوگ اکثر مانع بھی ہوتے ہیں فتوی ہذا میں امر واقعی کو مفصل

فتاوی رشیدیہ

عرصہ سے احقر کارہ کو اس امر کی تلاش ہے کے پاس حضرت مولانا کے مسائل فتاوی انکی نقل لیکر ایک مجموعہ فتاوی چھپوایا جاوے اور بہت سے ذخیرہ فراہم ہے جن اصحاب کے پاس کچھ مسائل موجود ہوں وہ ضرور ارسال اور یہ مجموعہ انشاءاللہ تعالے جلد تیار ہونیوالا ہے

کتب مندرجہ بالا محمد یحییٰ کاندھلوی مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور سے بازجات وغیرہ نقد قیمت ملیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

د للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام
رسولہ سیدنا محمد سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ الطیبین
اہرین وعلی مجتہدی ملتہ واتباعہ الی یوم الدین ○

امابعد۔ احقر العباد بندہ رشید احمد گنگوہی عفا اللہ تعالیٰ عنہ بخدمت
ب فہم و دیانت عرض کرتا ہے کہ بندہ کا مذہب حسب مسلک حق جملہ اہل حق و
یہی ہے کہ جس مسئلہ میں صحابہ و مجتہدین علیہم الرحمۃ کا اختلاف ہو تو اُس میں سے
ں جانب کو اپنی تحقیق سے یا تقلید کسی مجتہد اہل حق سے راجح سمجھے اُس پر عملدرآمد
کھے اور دوسری جانب پر بھی کوئی طعن و تشنیع نہ کرے۔ اور عند الضرورت
ل بھی کر لیے اسی وجہ سے یہ بندہ عاجز کہ حنفی المذہب ہے کسی اہل مذہب
نہیں کرتا اور نہ اپنے مذہب کے خواہ مخواہ ترجیح کے درپے ہوتا ہے۔ مگر

Marfat.com

عند الضرورت جہاں کچھ رفع فساد یا اصلاح متصور ہوتی ہے تو اُس مسئلہ میں لکھدیتا ہے۔ اس زمانہ میں بعض مدعیان عمل بالحدیث نے یہ غوغا مچایا کہ حنفیہ بے صلوۃ اور بے نماز ہیں کیونکہ فرضیت قرأت فاتحہ خلف الامام بہت نصوص قطعیۃ اور قطعیۃ الدلالۃ سے ایسی ظاہر و باہر ہے کہ ہرگز اس میں انکار اور تاویل کو کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ لوگ قرأت فاتحہ خلف الامام کے منکر ہیں لہذا اُن کی نماز درست نہیں ہوتی اور اس غوغا کا یہ اثر ہوا کہ اکثر عوام تشویش میں پڑ گئے بلکہ بعض علماء کو تردد ہو گیا لہذا بندہ کو اس بارہ میں لکھنا ضرور ہوا کہ اولاً اس میں طعن اکثر صحابہ و مجتہدین رضی اللہ عنہم پر لازم آتا ہے اور ثانیاً اندیشہ فتنہ و فساد کا ہے پس بندہ انشاء اللہ یہ ثابت کر دیگا کہ وہ نصوص قطعیہ مستندہ مدعیان عمل بالحدیث کی اگرچہ بنظر سرسری موجب قرأت فاتحہ خلف الامام ہیں مگر بنظر امعان و تفقہ ہرگز وجوب قرأت فاتحہ ان سے ثابت نہیں اور بعض میں گنجائش تاویل موجود ہے۔ پس امید اہل فہم و دیانت سے یہ ہے کہ اسکو بغور و انصاف ملاحظہ فرما کر اپنے تعصب و تعسف سے باز آئیں اور حق تعالیٰ سے شرمائیں اور ائمہ دین پر اس طعن و تشنیع سے باز آئیں وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔

استدلال اول

اقول و باللہ التوفیق ایک استدلال موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کا فاقرأوا ما تیسر من القرآن سے ہے کہ آیت بعمومہا مقتدی کو بھی شامل ہے لہذا مقتدی پر بھی قرأت فرض ہوئی ۔

مگر یہ استدلال ہرگز صحیح نہیں اور اس آیۃ سے حجۃ لانا درست نہیں کیونکہ ابتداء اسلام میں نماز تہجد فرض ہوئی تھی جسکی خبر سورہ مزمل کے شروع میں ہے یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا الایۃ اور سورہ مزمل ابتداء بعثت میں نازل ہوئی کہ حسب تحریر سیوطی کے اتقان میں اول سورہ اقراء ثانیاً سورہ ن و القلم

Marfat.com

ابتداء سورہ مزمل کا نزول ہے اور سب امام و مقتدی فاتحہ و سورۃ دونوں کو پڑھتے تھے پھر بعد ایک سال کے حسب روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے مکہ مکرمہ میں ہی آخر سورہ مزمل کا نازل ہوا جس میں فاقرأوا ما تیسر من القرآن ہے تو اس سے فرضیت صلوۃ تہجد طویل منسوخ ہو کر قدر ما تیسر کی فرضیت باقی رہگئی تھی بعد اُسکے جب نماز پنجگانہ فرض ہوئی تو اُسوقت بھی قرأت امام و مقتدی سب پر فرض رہی پھر ایک مدت کے بعد آیۃ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا سے قرأت مقتدی منسوخ ہوئی چنانچہ بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے عن محمد بن کعب القرظی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ فی الصلوۃ اجابہ من وراءہ اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا مثل ذلک حتی تنقضی الفاتحۃ والسورۃ فلبث ما شاء اللہ ان یلبث ثم نزلت و اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا انتہے ✦

اور مفصل بحث اس کی سبیل الرشاد میں بندہ نے لکھی ہے پس حکم منسوخ کو حجت لانا ہرگز درست نہیں ✦

دوسری حجۃ موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کی حدیث عبادت بن صامت رضی اللہ تعالے عنہ کی ہے کہ جسکو بخاری نے اپنی کتاب صحیح اور جزء قرأت میں اور مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ترمذی و دارقطنی و بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی تالیفات میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں باسانید متعددہ و بنقل معنی بالفاظ مختلفہ روایت کیا ہے۔ اور کسی نے جزء اول اس حدیث کا اور کسی نے جزء اخیر اس حدیث کا اور کسی نے تمام حدیث بحذف بعض کلمات روایت کی ہے جسکے سبب سے حسب اصطلاح محدثین یہ ایک حدیث احادیث کثیرہ ہو گئی ہے پس جس عالم نے بنظر سرسری ظاہر ان احادیث کو جو مختلف الفاظ اور

Marfat.com

کمی وزیادتی کے ساتھ مذکور تھیں ملاحظہ فرمایا اُنکو وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی معلوم ہوا اور جس نے مجموعہ احادیث کو جمع کرکے کہ فی الواقع وہ ایک حدیث اور ایک واقعہ ہے بامعان نظر فقہیہ غور فرمایا اُسکو محقق ہوگیا کہ اس حدیث سے وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی ہرگز ثابت نہیں ہوتا ۔

اور یہ حصہ امام ابوحنیفہ اور اُن کے موافقین کی قسمت میں تھا پس صحیحین اور بعض دیگر مسانید میں مثلاً روایت مذکورہ عبادۃ کو اسقدر روایت کیا کہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اور اول حدیث کو حذف کیا پس اس سے ہر شخص نے یہی سمجھا کہ لاصلوۃ کی عموم میں صلوۃ مقتدی داخل ہے اور قرأت فاتحہ مقتدی پر واجب ہے مگر اس نے تتبع نہ کیا کہ دوسرے طرق میں کسی ثقہ نے کچھ اور بھی زیادہ کیا ہے۔ اور بنا اول اس حدیث کو اسکے ساتھ ملاکر غور فرمایا لہذا اکثر علماء اس حدیث سے وجوب قرأت علی المقتدی سمجھ گئے ۔ اب سنو کہ حدیث منقولہ صحیحین کی قبل ترمذی وابوداؤد ونسائی وجزء قرأت وغیرہا کتب میں باختلاف الفاظ وکمی وزیادتی کلمات یہ عبارت مذکور ہے عن عبادۃ بن الصامت رضی قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القراءۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرؤن وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القران فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بہا کذا فی الترمذی پس اول اس حدیث عبادہ سے دو امر ثابت ومحقق ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب منازعت قران کے ما زاد علی الفاتحہ کو مقتدی پر منہی فرمادیا اور حرام کردیا اور فاتحہ کو مباح فرمایا اس واسطے کہ استثنا نہی سے مفید اباحتہ ہوتا ہے نہ مفید وجوب واستحباب جبتک کوئی اور دلیل مفید وجوب واستحباب نہ ہو۔ چنانچہ ہر ذی علم وذی فہم اس بات کو جانتا ہے پس اس جزو حدیث سے اور جملہ احادیث عبادہ بن الصامت سے جو کہ کتب میں مروی ہیں اباحتہ فاتحہ کی مقتدی پر اور حرمت ما زاد علی الفاتحہ کی ثابت ہوگئی اور آخر اس حدیث کا کہ جسکو بخاری

Marfat.com

وسلم نے نقل کیا ہے یعنی انہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب بحذف کلمہ فاند ہے
کہ جس سے وہ حدیث مستقل معلوم ہوتی ہے اور در حقیقت وہ اس ہی حدیث کا جزء ہے
حدیث مستقل نہیں ہے کہ خود یہ امر جزء قرأت وغیرہ کتب سے واضح ہے پس ظاہر بیان حدیث
کے نزدیک یہ قرار پایا کہ یہ دلیل وجوب فاتحہ علی المقتدی کی ہے اور اُسکے یہ معنی ہوئے کہ ازاد
علی الفاتحہ کو مت پڑھو مگر فاتحہ پڑھو کہ بدون فاتحہ کوئی نماز درست نہیں ہوتی پس جب آپنے
صلوہ کو کلیۃً اور عموماً فرمایا تو صلوۃ مقتدی بھی اس میں داخل ہوئی اور اس جملہ سے اباحۃ فاتحہ
علی المقتدی جو مفہوم ہوتی تھی مرتفع ہوکر وجوب فاتحہ علی المقتدی ثابت ہوگیا مگر یہ فہم صحیح نہیں ہے
اسواسطے کہ مسلم نے معمر سے جو کہ اعلی درجہ کا راوی ابن شہاب کا ہے اور بخاری و مسلم اور جملہ
اہل حدیث کے نزدیک اثقہ الرواۃ ہے ابن شہاب سے اس روایت عبادہ میں لفظ فصاعداً
کا بھی روایت کیا ہے قال مسلم اخبر معمر عن الزہری بھذا الاسناد مثلہ وزاد
فصاعداً اور نسائی میں بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے اور زیادت ثقہ کی باتفاق
جملہ محدثین قدیم وجدید کہ جن میں خود بخاری علیہ الرحمۃ بھی ہیں صحیح ومعتبر ہے اس میں کسیکو
اختلاف نہیں ہے چنانچہ مسلم نے خود اسکو قبول فرمایا ہے جس کا دل چاہے مسلم کو ملاحظہ
فرمایئے اور ابوداؤد نے سفیان سے کہ وہ بھی اعلی درجہ کے رواۃ ابن شہاب میں ہیں اور
صحیحین کے راوی ہیں اور جملہ اسانید صحاح میں ان کی روایات بکثرت موجود ہیں اس
زیادۃ فصاعداً کو روایت کیا ہے اور بعض دیگر رواۃ نے بھی اس زیادت کو نقل کیا ہے ہم
اُن سے بحث نہیں کرتے اگرچہ ثقہ ہیں پس جب دو راوی اثقہ اس روایت کو نقل فرماویں
تو اس زیادت کی صحت میں کوئی کلام باقی نہیں پس معنی اس جزء حدیث کے یہ ہوئے کہ کوئی
نماز بدون فاتحہ اور ماز اد علی الفاتحہ کے درست نہیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس عموم
صلوۃ میں صلوۃ مقتدی داخل ہے تو معنی حدیث کے کس طرح درست ہونگے کیونکہ اول
حدیث میں ماز اد علی الفاتحہ کی تحریم مقتدی پر کی گئی ہے اور یہاں ایجاب ماز اد علی الفاتحہ

Marfat.com

کا ثابت ہوتا ہے پس اول حدیث آخر کے ساتھ متعارض ہو گئی اور حدیث محض بے معنی ہو گئی حاشا و کلا کہ زیادۃ فصاعدًا غلط ہو اور حدیث کا شروع اُسکے ختم کو متعارض ہو ایسا کلام کسی عاقل کا نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی پس بالضرور جملہ حدیث فانہ لاصلوٰۃ الخ دلیل اباحۃ فاتحہ علی المقتدی کی ہے نہ اثبات وجوب فاتحہ علی المقتدی کی اسیواسطے سفیان نے اس حدیث میں فرمایا کہ یہ ارشاد صلوٰۃ منفرد کیواسطے ہے یعنی اس حدیث میں صلوٰۃ مقتدی داخل نہیں چنانچہ ابوداؤد میں یہ عبارت مذکور ہے حدثنا سفیان عن الزھری عن محمد ابن الربیع عن عبادہ بن الصامت تبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعدًا قال سفیان لمن یصلی وحدہ پس سفیان علیہ الرحمۃ نے تصریح کر دی کہ صلوٰۃ مقتدی اس میں داخل نہیں پس بداہۃً سفیان و معمر کی روایت سے کالمشاہد معلوم ہو گیا کہ اس روایت عبادہ سے ہرگز وجوب قراءۃ فاتحہ علی المقتدی ثابت نہیں ہو سکتا اور جتنی روایات متعددہ کثیرہ بسبب تعدد رواۃ اور اختلاف کلمات اور نقل جزو کل سے جم غفیر کثیر ہو گئیں تھیں اور فی الواقع وہ حدیث واحد تھی ان سب سے یہ بھی محقق ہو گیا کہ مقتدی پر قرأت فاتحہ ہرگز واجب نہیں پس ہرگاہ کہ یہ زیادۃ فصاعدًا موجبین قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے مرام کو سخت مضر تھی لھذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزو قراءۃ میں اس زیادۃ فصاعدًا سے انکار فرمایا مگر یہ انکار اُنکا چونکہ خلاف قاعدۂ مقررہ تمام محدثین سلف و خلف کے ہے اور خود اُن کے قاعدہ مسلمہ کے بھی خلاف ہے اس لئے قابل التفات نہیں اور اُن کو بھی چونکہ اس زیادۃ سے مفر نہوا لھذا اس زیادۃ کی بالآخر یہ توجیہ کی کہ یہ لفظ فصاعدًا اس حدیث میں مثل لفظ فصاعدًا روایت قطع سرقہ کے ہے حیث ورد لا تقطع الا فی ربع دینار فصاعدًا الحدیث مگر یہ توجیہ درست نہیں ہے اسواسطے کہ معنی حدیث لا تقطع الی آخرہ کے یہ ہیں کہ ربع دینار میں قطع

Marfat.com

ضرور ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو یہ زیادہ قطع کے لئے نہ ضرور ہے نہ مضر پس خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ فاتحہ کا ہونا صلوۃ کیلئے ضرور ہے اگرچہ صلوۃ مقتدی ہو اور ما زاد علی الفاتحہ ضرور نہیں اگرچہ کوئی نماز ہو پس صلوۃ مقتدی اور غیر مقتدی دونوں کو متناول ہے پس یہ توجیہہ خود حدیث ہذا ابو ہریرہ کے جو مرفوعاً مروی ہے کہ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وما زاد اور حدیث ابو سعید خدری کے قال اُمِرنا نبینا ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر اور دیگر روایات مرفوعہ کے جنکو کہ بخاری نے جزو قراءۃ میں اور دیگر اصحاب سنن و مسانید نے باب بیان فرضیت فاتحہ میں روایت کیا ہے مخالف ہے کیونکہ ان روایات سے فرضیۃ ما زاد کی معلوم ہوتی ہے اور اس توجیہہ میں عدم حاجت ما زاد مصرح ہے لہذا یہ توجیہہ بخاری صاحب کی محل نظر ہے اور نیز خود عبادت بن الصامت کے نزدیک قراءۃ فاتحہ خلف الامام واجب نہ تھی بلکہ اسکو اباحۃً یا استحباباً پڑھتے تھے کیونکہ خود عبادت ابن الصامت اول میں اس اپنی روایۃ کی نسبت ما زاد علی الفاتحہ لا تفعلوا روایۃً کرتے ہیں کہ جس سے قراءۃ ما زاد کی تحریم ثابت ہوتی ہے۔ اور آخر حدیث کے اندر فصاعداً روایت کرتے ہیں جیسا کہ مسلم و نسائی و ابوداؤد سے معلوم ہو گیا کہ جس سے وجوب ما زاد کا مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہوا ہے اور یہ امر عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ جیسے عالم سے محال ہے پس بالضرور انکے نزدیک بھی اس عموم کلمہ لا صلوۃ میں صلوۃ مقتدی داخل نہیں پس اُن کے نزدیک بھی وجوب فاتحہ اور ما زاد کا غیر مقتدی پر ہوا۔ اور اباحۃ فاتحہ کی مقتدی کے لئے خود عبادۃ بن الصامت کے نزدیک ثابت ہوئی نہ وجوب چنانچہ اوپر تقریر ہوئی +

دوسری یہ کہ سنن ابوداؤد و جزو قراءۃ وغیرہ میں حدیث عبادہ کی بروایت نافع بن محمود اس طرح سے مذکور ہے قال نافع ابطاء عنا عبادۃ عن صلوۃ الصبح فاقام ابو نعیم المؤذن الصلوۃ فصلی ابو نعیم بالناس واقبل عبادۃ وانا معہ حتی صففنا خلف ابی نعیم

Marfat.com

والبو نعیم یجہر بالقراٰۃ فجعل عبادۃ یقرء بام القراٰن فلما انصرف قلت لعبادۃ سمعتک تقرء بام القراٰن وابو نعیم یجہر قال اجل صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض الصلوۃ التی یجہر فیہا القراءۃ فالتبست علیہ القراٰۃ فلما انصرف اقبل علینا بوجہہ فقال ہل تقرؤن اذا جہرت بالقراءۃ فقال بعضنا انا نصنع ذلک قال فلا وانا اقول مالی ینازعنی القراٰن فلا تقرء وا بشئی من القراٰن اذا جہرت الا بام القراٰن انتہٰی

اس روایت سے واضح ہے کہ نافع کے نزدیک قرأۃ فاتحہ مقتدی کو درست نہ تھی اور نافع نے عبادہ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ تم بیجا کرتے ہو پس عبادہ کو ثابت ہوگیا تھا کہ نافع نے نہ خود پڑھی نہ اسکو جائز جانا تو ایسی حالت میں اگر قراءۃ فاتحہ عبادہ کے نزدیک واجب ہوتی تو نافع کو اس واجب کے ترک پر زجر فرماتے اور اسپر ایجاب فاتحہ کرتے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سب پر فرض ہے مگر عُبادہ نے یہ نہ کیا بلکہ اپنے پڑھنے کی بابت کا عذر سنادیا کہ جولا تقرؤا الا بام القراٰن سے ظاہر ہے اور حدیث بالتمام مع تمام ترک قصہ کے جس سے اُنکی سند وحجۃ اباحۃ معلوم ہوجاوے وہ بھی سنادی اور آخر جزو حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب پر اسواسطے قناعت نہ کی کہ نافع کو گمان وجوب کا نہو جاوے اور اول حدیث سے اباحۃ معلوم ہوجاوے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قراءۃ فاتحہ کو مباح سمجھتے تھے۔ پس جبکہ خود عبادہ راوی حدیث اس کو مباح جانتے ہوں دوسروں کو اسکا مفید وجوب جاننا حالانکہ الفاظ بھی افادہ وجوب سے آبی ہوں کمال تعجب کی بات ہے +

یہاں ایک امر اور بھی قابل غور ہے وہ یہ کہ نافع بن محمود طبقہ ثالثہ سے ہیں جیسا کہ تقریب وغیرہ میں مذکور ہے اور صاحب طبقہ ثالثہ کا اکثر صحابہ سے راوی اور اکثر صحابہ کے حال سے واقف ہوتا ہے چنانچہ تقریب میں

Marfat.com

مذکور ہے۔ پس جب نافع کو کسی صحابی سے جواز قراءۃ فاتحہ علی المقتدی معلوم نہ ہوا تھا
اس واسطے نافع نے عبادہ پر اعتراض کیا اگر اور صحابہ سے جو آپکے اساتذہ تھے
جواز قرأۃ فاتحہ کا معلوم ہوتا تو وہ عبادہ پر کیوں نقض کرتے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس زمانہ میں اکثر صحابہ قرأۃ فاتحہ کو مقتدی کے لئے جائز و مباح نہ جانتے تھے۔ اور چونکہ
درصورۃ فصاعداً اس [illegible] لاصلوۃ لمن لم یقرء الخ کا ربط اول حدیث سے خوب ذہن
نشین اکثر طلبہ کے نہیں ہوتا اور پریشانی ہوتی ہے لہذا بندہ اسکی شرح کرتا ہے بگوش
ہوش سنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ قرأۃ مقتدی کی مکہ میں آیۃ واذا قرئ القران
فاستمعوا لہ وانصتوا سے منسوخ ہو چکی تھی تو صحابہ کرام جنکو اسکے نسخ کی خبر پہنچ
چکی تھی وہ تو ترک قرأت فاتحہ خلف الامام کر چکے تھے۔ مگر جب آپ ہجرت فرماکر مدینہ
منورہ میں تشریف لائے تو یہاں مدینہ میں کل یا بعض صحابہ اقتداء میں قران پڑھتے
تھے مگر یہ پڑھنا انکا یا تو بوجہ عموم فاقرؤا کے تھا اور عدم اطلاع نسخ کے یا بوجہ کسی
رائے اجتہادی کے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے ہرگز نہ تھا چنانچہ خود
حدیث عبادہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آیا تم
میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہو تو اگر آپ کے ارشاد اور امر سے پڑھتے ہوتے تو اسکو ذکر
کرتے جب آپکو محقق معلوم ہوا کہ یہ لوگ پڑھتے ہیں تو اسوقت ارشاد فرمایا کہ تمہارے
پڑھنے کے سبب سے مجھے قرآن کیساتھ منازعت ہوئی اور قرآن پڑھنا مجھے گراں ہوا
اور منازعت وگرانی کے معنے یہ تھے کہ آپ قرآن پڑھنے سے رکتے تھے اور قرآن آپکے
ذہن سے نکلا جاتا تھا شوق قرأۃ و فہم معنی میں خلل آتا تھا چنانچہ یہ امر خود شائع ہے
کہ جب کوئی قاری کے پاس پڑھنے یا بولنے لگتا ہے تو قاری کو متشابہ لگنے لگتے ہیں اور
یہی معنے منازعت قرآن کے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو اپنی طرف کھینچتے
تھے کہ پڑھیں اور قرآن آپکے ذہن سے نکلا جاتا تھا بسبب مقتدیوں کی کھس کھسات

Marfat.com

کے اور یہی وجہ ممانعت کی تھی لقولہ تعالےٰ واذا قرئ القرآن الخ پس اول آپنے
علت نہی قرأۃ مقتدی کی ارشاد فرمائی بعد اسکے فرمایا کہ لاتفعلوا کہ جس سے ممانعت
قرأت مقتدی کی ثابت ہوگئی اور علت بھی اسکی معلوم ہوگئی یعنی چونکہ مقتدیوں کا
پڑھنا موجب منازعت کا ہوا اور یہ منازعت حرام ہے اس لئے مقتدیوں کو امام کے
پیچھے قرآن پڑھنا حرام ہے پھر اس سے فاتحہ کو استثنا فرمایا بقولہ الا بفاتحۃ الکتاب چونکہ
استثنا نہی سے مفید اباحت ہوتا ہے تو یہ معنی ہوئے کہ اگر مقتدی فاتحہ پڑھے تو مباح
ہے اسمیں شبہہ ہوتا ہے کہ فاتحہ بھی قرآن ہے اور اسکے پڑھنے میں بھی منازعت ہوگی پھر
کیا وجہ ہے کہ اسکے پڑھنے کی اجازت و اباحت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیل
اباحت بیان فرمائی بقولہ لاصلوۃ الخ یعنے کوئی نماز سوائے نماز مقتدی کے دنیا میں ایسی نہیں
ہے کہ جس میں فاتحہ اور مازاد نہو لہذا چونکہ فاتحہ سے بالخصوص کوئی رکعت خالی نہیں تو اسکی کثرت
تکرار سے مشق و مزاولت اسدرجہ کو پہنچ جاتی ہے کہ اسمیں گنجایش منازعت کی بہت کم ہوتی
ہے بلکہ نہیں ہوتی۔ اسمیں علت منازعت کی گویا مرتفع ہے لہذا یہ مباح ہے اور مازاد علی
الفاتحہ کے ہزارہا صورتیں ہیں کہ جنکا حصر و تعداد شمار سے باہر ہے پس انکی مشق و مزاولت
بہت درجہ کم مزاولت فاتحہ سے ہے اور انمیں منازعت موجود ہے لہذا حکم اباحت فاتحہ کا دیا
گیا پس چونکہ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے تو بوجہ مزاولت کے منازعت اسمیں مرتفع ہے
اسلئے وہ مباح ہوئی اور مازاد چونکہ متعین نہیں ہے اور اسکی مزاولت بھی کم ہے بہ نسبت مزاولت
فاتحہ کے تو اسمیں منازعت زیادہ ہے اسلئے وہ ممنوع رہی چنانچہ مشاہد ہے کہ فاتحہ میں کم کسی
حافظ یا عامی کو متشابہ لگا ہوگا بخلاف باقی قرآن کے سور و آیات کے پس یہ دلیل اباحت
قرأت فاتحہ برائے مقتدی ہے اور اس عموم لاصلوۃ میں نماز مقتدی داخل نہیں ہے۔
الحمد للہ کہ معنی حدیث کے باحسن وجوہ محقق ہوگئے اور دعوئے مدعیان وجوب قرأت
مقتدی اس حدیث سے اصلاً ثابت نہوا اور نہ عبادۃ بن الصامت کی روایت اور

Marfat.com

سے وجوب فاتحہ ثابت ہوا وہو المراد مگر یہ معاملہ ابتداء ہجرت میں ہوا تھا اسواسطے کہ صحابہ کا آپکے پیچھے قرآن پڑھنا چند سال تک آپ پر مخفی ہرگز نہیں ہو سکتا پس اس سے واضح ہے کہ اوائل ایام ہجرت میں یہ واقعہ ہوا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اباحت اپنے اجتہاد سے فرمائی تھی بدیں وجہ کہ حکم نہی قرأت مقتدی معلل بعلت منازعت ہے اور چونکہ آپ کو باجتہاد خود یہ معلوم ہوا تھا کہ قرأت فاتحہ باعث منازعت نہیں ہوتی لہذا آپنے اسکو بوجہ نپائے جانے علت منازعت کے مستثنےٰ جانا تھا یہ نہ تھا کہ بعض حکم آیت کو نسخ فرمایا ہو پس اس فرد حکم آیت کو روایت عبادہ سے منسوخ جاننا سخت غلطی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ حدیث تفسیر و تقریر آیت کی ہے سو ابتداءً آپ کو معلوم ہوا تھا کہ نہی قرأت معلل ہے اور قرأت فاتحہ میں علت نہی مرتفع ہے پس آپنے حکم نہی مرتفع فرما کر اسکی اباحت فرمادی تھی نہ کہ ایجاب فاتحہ مگر بالآخر بعد تجربہ یہ روشن ہوگیا کہ فاتحہ بھی منازعت سے خالی نہیں ہے اگرچہ قلیل ہی سہی خصوصاً جبکہ مقتدی کثیر ہوں کیونکہ کثرت اصوات اگرچہ خفیہ ہوں باعث منازعت ہوجاتی ہیں اور نیز بعض ناواقف جبکہ کسی عالم کو خفیہ طور پر فاتحہ پڑھتے دیکھیں گے تو اور قرآن بھی پڑھنے لگیں گے اور پھر وہی منازعت قائم ہوجاویگی تو سداً لباب الفتنہ اس اباحت کا اٹھانا ضروری ہوا چنانچہ روایت عمران بن حصین سے یہ امر واضح ہے

وعن عمران بن حصینؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم الظھر فلما انفتل قال ایکم قرء بسبح اسم ربک الاعلی فقال رجل انا فقال علمت ان بعضکم خالجنیہا رواہ ابوداؤد اس روایت سے واضح ہے کہ بعد ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت مقتدی کو پھر آپکے پیچھے کسی شخص نے ظہر میں سبح اسم پڑھی تو یہ پڑھنا بجز اسکے نہیں کہ جب بعض صحابہ کو انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھتے دیکھا تو انہوں نے سمجھا کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا سری نماز میں درست ہے، سو اباحت قرأت فاتحہ موجب اس فہم کا ہوئی۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علت

Marfat.com

حرمت قرأت مقتدی کو پھر ذکر فرمایا قد علمت ان بعضکم خالجنیہا سوا اس ارشاد سے سریہ میں بھی قرأت مقتدی کی ممنوع و منہی کی گئی اور معلوم ہو گیا کہ منازعت نماز سریہ میں پڑھنے سے بھی حاصل ہوتی ہے اور یہ خود واضح ہے اسواسطے کہ ہرگاہ امام قرأت بجہر پڑھتا ہے تو خود امام کی آواز اسکے کان میں پڑتی ہے اسوجہ سے غیر کی آواز امام کے کان میں کم پہنچتی ہے اور جب امام آہستہ پڑھیگا تو اپنی آواز کا اثر اسکے کان میں بہت کم پہنچیگا تو اس حالت میں غیروں کی آواز امام کے کان میں زیادہ اثر کریگی اور منازعت زیادہ ہوگی چنانچہ یہ خود بدیہی ہے تو سریہ میں قرأت مقتدی کی بطریق اولی منہی ہوگی یہی وجہ ہے کہ فجر کی نماز میں جو مقتدی نے آپکے پیچھے کچھ پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معیزہ ہوا کہ کیا پڑھا محض اصوات کا علم ہوا اسلئے آپنے فرمایا هل تقرؤن اور نماز ظہر میں صاف معلوم ہو گیا کہ سبح اسم پڑھ رہا ہی یہ اسواسطے تھا کہ آپ کی آواز قرأت معارض آواز مقتدی قاری سبح اسم کے نہوئی لہذا یہ قرأت سریہ میں زیادہ باعث منازعت ہے تو وہ اولی بالنہی ہوگی بہ نسبت جہریہ کی اور یہ گمان کرنا کہ اس شخص نے سبح اسم پکار کر پڑھا تھا یہ بہت بعید ہے کہ کسی ادنی شخص سے بھی مظنون نہیں ہوسکتا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ ساکت کھڑے ہوں اور یہ شخص پکار کر پڑھنا شروع کردے لہذا آخر میں آپنے اس اباحت کو بھی اٹھا دیا بقولہ و اذا قرء فانصتوا کہ جسکو سلیمان تیمی نے قتادہ سے ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں روایت کیا ہے اور ابوہریرہ سے مروی ہے اور ابو موسیٰ اشعری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما عام خیبر میں حاضر ہوئے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہ نہی بعد اس اباحت کے ہوئی لہذا قرأت فاتحہ بھی مقتدیوں کو مباح نرہی پس جو لوگ اقرار اباحت کا کرتے ہیں وہ نافی نسخ اباحت کے ہیں اور جو اس اباحت کے منکر ہیں وہ مثبت اس نسخ کے ہیں اور جب نافی و مثبت جمع ہوتے ہیں تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے کما ہو المسلم بین العلماء قاطبۃً اور زیادۃ اذا قرء فانصتوا کی نسبت جو بعض محدثین نے کلام کی ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں بحث کیجائیگی اور نیز غور

Marfat.com

کرنا چاہئے کہ ہرچند امام کو حالت قرأت فاتحہ میں قرأت مقتدی کی موجب منازعت نہو بسبب کثرت مزاولت فاتحہ کے مگر کیا ضرور ہے کہ قرأت فاتحہ مقتدیوں کی ہمیشہ حالت قرأت فاتحہ امام میں ہی واقع ہوا کرے بلکہ ہرگاہ کہ سب مقتدیوں کیلئے فاتحہ کی اجازت ہوگئی تو اکثر مقتدیونکی فاتحہ بعد قراءۃ فاتحہ امام کے بھی واقع ہوجاویگی خصوصًا ان مقتدیوں کی جو بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں یا جو بعد میں آکر شریک ہوئے تو پھر وہ ہی منازعت قائم ہوجائیگی لہذا سدًا لباب الفتنہ اس اباحت کا رفع بھی ضرور ہوا چنانچہ حدیث ابوہریرہ جسکو ابن اکیمہ لیثی نے روایت کیا ہے سنن ابی داؤد اور نسائی میں اسکو نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے عن ابن شہاب عن ابن اکیمۃ اللیثی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقرأۃ فقال ھل قرء معی احد کم انفًا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول مالی انازع القران الحدیث اس حدیث میں بیہقی نے اپنی سنن کبری میں اوزاعی سے بروایت زہری یہ زیادۃ روایت کی ہے۔ قال فقرء ناس مع رسول اللہ صلعم فی صلوۃ یجھر فیھا بام القران اور بیہقی نے اس روایت کی اس زیادت میں کوئی کلام نہیں کی اس سے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منازعت ہوئی پس جب آپنے سورہ فاتحہ کو بھی موجب منازعت قرار دیا تو اسکی بھی ممانعت ثابت ہوگئی اور اس حدیث کے آخر میں یہ جملہ مذکور ہے فانتھی الناس عن القراءۃ فی ما جھر فیہ الامام و فی روایۃ الزھری فاتعظ المسلمون بذلک فلم یکونوا یقرؤن فیما جھر اس جملہ میں محدثین نے کلام کی ہے بعض نے اسکو قول ابوہریرہ قرار دیا ہے اور بعض نے کلام زہری۔ بہرحال اگرچہ یہ کلام زہری کی ہو مگر چونکہ زہری عادل صادق ضابط ثقہ مقبول تمام علماء کا ہے اُسکا یہ قول ہرگز ہرگز کاذب نہیں بلکہ صحیح ہے اور صادق مطابق واقع کے ہے خواہ حضرت ابوہریرہ سے سنا ہو خواہ کسی دوسرے ثقہ عادل سے بہرحال اس سے یہ امر ثابت اور محقق ہوگیا

Marfat.com

کہ تمام صحابہ کرام اس کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی انازع القرآن سے ممانعت قرأۃ خلف الامام نماز جہریہ میں سمجھ گئے اور سب صحابہ نے مطلق قرأۃ فاتحہ یا غیر فاتحہ خلف الامام نماز جہریہ میں بسبب ممنوع ہونیکے چھوڑ دی اور اس فہم ممانعت اور ترک قرأۃ مطلقہ میں ابوہریرہ بھی شریک ہیں یہ کوئی عاقل نہ کہیگا کہ سب صحابہ نے چھوڑ دیا تھا مگر حضرت ابوہریرہ نے نہ چھوڑا تھا پس اس حدیث سے جیسا سب صحابہ کا قرأۃ فاتحہ خلف الامام کا جہریہ میں ممنوع جاننا ثابت ہوتا ہے ابوہریرہ کا بھی قرأۃ فاتحہ وغیر فاتحہ کا ممنوع جاننا اس ہی روایت سے ظاہر ہے پس اس حدیث ابوہریرہ سے ممانعت سورہ فاتحہ بحق مقتدی صراحۃً ثابت ہوئی کہ جس سے عدم وجوب فاتحہ علی المقتدی ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ روایت ابوہریرہ کی روایت عبادہ سے غیر ہے کیونکہ اسمیں اباحت تھی اور اس میں ممانعت ہے اور وہ ابتداء اسلام میں تھی اور یہ بعد اسلام ابوہریرہ کے اور اس روایت سے یہ بھی محقق ہوگیا کہ وہ روایت جو ابوہریرہ کی وجوب فاتحہ میں آئی ہے جیسا کہ آگے مذکور ہے اسمیں نماز مقتدی داخل نہیں ہے اور نیز کنز العمال میں بیہقی سے بروایت ابی ہریرہ منقول ہے قال کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج الا صلوۃ خلف الامام فی القراءۃ وضعفہ عن ابی ھریرۃ انتھے ہرچند کہ بیہقی نے اسکی تضعیف کی ہے مگر موید ہے بروایت سابق جو اوپر لکھی گئی وبحدیث واذا قرء فانصتوا اور بروایت جابر جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے عن ابی نعیم وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام القران فلم یصل الا وراء الامام انتھے اور دیگر احادیث صحاح سے اور جو حدیث ضعیف کہ موید باحادیث صحیحہ ہو جاوے وہ حسب قاعدہ محدثین حسن اور معمول بہ ہو جاتی ہے۔ الحاصل یہ خوب محقق ہوگیا کہ اباحت قرأۃ فاتحہ جو حدیث عبادہ سے مفہوم ہوئی تھی وہ مرتفع ہو چکی ہے اب ہم یہ تصریح کرتے ہیں کہ حدیث عبادہ ہرگز ناسخ واذا قرئ القران کی نہیں بلکہ

Marfat.com

مفسر اسکی ہے اور قراۃ مقتدی کی مطلقاً نہیں علۃ منازعت جیسا کہ جہریہ میں ممنوع ہے سریہ میں
اُس سے زیادہ مستحق منع ہی۔ اور جو کچھ خلاف اسکے بعض صحابہ سے منقول ہی وہ بوجہ عدم علم ان روایات
کے ہی پس یہ روایت مخالف مذہب حنفی اور مخالف آیۃ کریمہ نہی وللہ الحمد۔

المرام حدیث عبادہ بتمامہ یہ ہے کہ جو ترمذی و ابو داؤد و جزء قرأت میں کہیں بحذف و تغیر بعض
کلمہ اور گاہ بذکر جملہ الفاظ مذکور ہوئی سو اسمیں تین مضمون ہیں جزو اول بیان واقعہ و بیان علت
حرمت قرأت مقتدی کہ منازعت قران ہی اور جزو ثانی حرمت قرأت ما زاد علی الفاتحہ اور اباحتہ
قراۃ فاتحہ للمقتدی اور جزو ثالث بیان علۃ اباحتہ قراۃ فاتحہ خلف الامام اور بیان ایجاب فاتحہ
وما زاد علی غیر المقتدی۔ پس اہل سنن و صحاح نے گاہ فقط جزو اول کو بیان کیا اور گاہ فقط
جزو ثانی کو اور گاہ فقط جزو ثالث کو۔ اور ان سب کے بیان میں بھی گاہ بعینہ وہ ہی الفاظ
روایت کئے کہ جو الفاظ اصل حدیث کے ہیں اور گاہ بنقل معنی و تغیر الفاظ اصل حدیث کہ یہ بھی
جایز ہی بیان مدعا کیا اور بعض مرتبہ نقل بالمعنی میں ایسے لفاظ ذکر کئے کہ اگرچہ بنظر فقیہ اصل مضمون
حدیث میں تغیر نہیں ہوا مگر بنظر سرسری بالضرور خلاف مقصود سمجھا گیا مثلاً اباحتہ کی جگہ وجوب
سمجھا گیا اور عموم کلمہ لا صلوۃ میں مقتدی بھی داخل جانا گیا اور یہ ہر دو امر اصل الفاظ حدیث سے
ہرگز متبادر نہیں ہو سکتے بدینوجہ ہرچند کہ حدیث کے معنے واحد ہیں مگر باعتبار الفاظ کے وہی معنی
اصلی سمجھنے کہ جو اصل الفاظ حدیث میں ہیں ورنہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ حدیث واحد او معنی اس
سے متضاد پیدا ہو جاویں لہذا اہل علم و فہم کو اسکی رعایت ضرور ہی اگر بندہ اُن سب الفاظ
روایات کو جمع کرے تو بہت طول ہو جاتا ہے لہذا اہل علم کو متنبہ کئے دیتا ہے کہ اصل حدیث جو
تمام صحاح میں مذکور ہی اُسکے معنی سمجھکر جملہ روایات اس حدیث کو مطول و مختصر جزو کل مروی بمعناہ و
بالفاظ المختلفہ کو ایک معنی پر نازل فرماویں تاکہ اشکال اختلافات روایات میں مبتلا نہو جاویں
اور یہی وجہ ہوئی کہ اکثر علماء کو اصل مضمون کے فہم میں تردد اور اختلاف ہوا اور یہی حال دیگر
روایات میں بھی مرعی رہے فقط واللہ تعالے اعلم +

Marfat.com

تیسری دلیل موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے جسکو سنن ابن ماجہ میں بایں الفاظ نقل فرمایا ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل صلوۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فھی خداج اور بخاری نے جزو قرأت میں اس حدیث کو اسی سند سے جو ابن ماجہ میں مذکور ہے بدیں الفاظ نقل کیا ہے قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فھی خداج ثم ھی خداج پس یہ ہر دو حدیث فی الحقیقۃ ایک حدیث ہیں بسبب جواز نقل الروایت بالمعنی کے دو الفاظ سے مروی ہوئے ہیں ورنہ حدیث واحد ہے گو اسکو بحسب اصطلاح محدثین دو حدیثیں شمار کریں مگر اس حدیث کے عموم صلوۃ میں نماز مقتدی داخل نہیں اولاً بوجہ اس حدیث ابوہریرہ کے کہ سابقاً لکھی گئی کہ رسول اللہ صلعم نے قرأت فاتحہ کو بھی موجب منازعۃ فرمایا اور سب صحابہ نے ترک کردیا سو جو امر موجب منازعۃ کہ علۃ تحریم اور صحابہ کا ترک کیا ہوا ہے کیونکر واجب اور رکن ہوسکتا ہے ثانیاً حدیث صحیح قصہ ابوبکرہ کی جسکو بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے اُس سے صاف واضح ہے کہ فاتحہ مقتدی پر ہرگز واجب نہیں روی البخاری عن الحسن عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ انہ انتھی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال زادک اللہ حرصاً ولا تعد انتھی اب جائے غور ہے کہ اگر مقتدی پر قرأۃ فاتحہ واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں انکو حکم اعادہ نماز نفرماتے اور یہ عذر جو بعض علما نے کیا ہے کہ یہ امر خصوصیات ابی بکرہ سے ہو جائے تعجب ہے کیونکہ یہ مذہب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے جیسا کہ بیہقی میں ہے ان ابا بکر الصدیق وزید بن ثابت دخلا المسجد والامام راکع فرکعا ثم دبا وھما راکعان حتی لحقا بالصف وفی البیہقی ایضاً عن زید بن ثابت قال

Marfat.com

خرجت مع عبد اللہ یعنی ابن مسعود من دارہ الی المسجد فلما توسطنا المسجد رکع الامام فکبر عبد اللہ و رکع و رکعت معہ ثم مشینا راکعین حتی انتھینا الی الصف حین رفع القوم رؤسہم فلما قضی الامام الصلوۃ قمت وانا اری انی لم ادرک فاخذ عبد اللہ بیدی واجلسنی ثم قال انک قد ادرکت ۱۲ باب من رکع دون الصف ثالثاً حدیث بیہقی جسکو وہ سنن کبری میں روایت کرتے ہیں۔ قال شعیب عن عبد العزیز ابن رفیع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جئتم والامام راکع فارکعوا وان ساجداً فاسجدوا ولا تعدوا بالسجود اذا لم یکن معہ الرکوع صاف دلیل ہے کہ مدرک رکوع مع الامام مدرک رکعۃ ہوتا ہے عام ہے کہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے رابعاً حدیث عایشہ صدیقہ میں ابن عدی نے اپنے کامل میں زیادۃ لفظ آیتیں کی ثابت کی ہے بدیں الفاظ کل صلوۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب وآیتین فہی خداج اور ابن عساکر نے بعینہ انہیں الفاظ سے روایت کیا ہے پس بدیں وجوہ چہارگانہ ہرگز صلوۃ مقتدی اس عموم صلوۃ حدیث عائشہ میں داخل نہیں ہوسکتی اور یہی حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ میں متحقق ہوچکا ہے کہ مازاد علی الفاتحہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی پر حرام فرماچکے لہذا اس عموم صلوۃ حدیث عائشہ میں صلوۃ مقتدی داخل نہیں ہوسکتی چنانچہ بیہقی نے سنن کبری میں لکھا ہے عن عاصم بن ذکوان عن عائشہ وعن ابی ہریرۃ انہما کانا یامران بالقراءۃ وراء الامام اذا لم یجہر وفی البیہقی عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ وعائشۃ انہما کانا یامران بالقراءۃ فی الظہر والعصر فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب اس سے صاف ظاہر ہے کہ جہریہ میں حضرت عائشہ صدیقہ مانع قراءۃ خلف الامام تھیں یا بوجہ حدیث ابن اکیمہ کے کہ اسمیں فانتہی الناس عن القراءۃ وارد ہے کہ جملہ صحابہ میں آپ بھی داخل ہیں یا بوجہ اسکے کہ واذا قری القران فاستمعوا وارد ہے پس بہرحال نماز جہریہ حضرت عائشہ کے نزدیک بھی اس عموم صلوۃ میں داخل نہیں اور امر

Marfat.com

قرأۃ سریہ میں بوجہ اسکے تھا کہ انکے نزدیک نماز سریہ مقتدی کی عموم صلوۃ اس حدیث میں داخل ہے یا بوجہ دیگر اور یہ امر قرأۃ وجوباً یا استحساناً انکی رائے ہے اگرچہ احادیث صحاح کے خلاف ہے چنانچہ یہ امر تقریر حدیث عبادہ سے واضح ہے کہ قرأۃ سریہ میں منازعت قرآن حدیث عمران بن حصین سے صاف روشن ہے اور وقوع منازعۃ قراءت فاتحہ وماذا میں دیگر روایات سے واضح ہے پس اس حدیث سے بھی اثبات وجوب فاتحہ علی المقتدی پر حجۃ لانا بیکار اور غیر صحیح ہے فقط واللہ تعالی اعلم ؂

چوتھی دلیل روایت عبداللہ بن عمرو ہے جو کہ جد عمرو بن شعیب ہیں اُس سے حجۃ لائی جاتی ہے جسکی الفاظ ابن ماجہ میں یہ ہیں عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل صلوۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج خداج اور جزو قراءت میں بھی ایک روایت میں اس حدیث کو ہمیں الفاظ نقل کیا ہے اور اس حدیث سے بھی مدعا موجبین فاتحہ علی المقتدی کا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ متن بعینہ وہ ہی حدیث ہے کہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی لہذا اسکے عموم صلوۃ میں بھی صلوۃ مقتدی داخل نہیں بوجہ مذکورہ دربیان حدیث عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور اگرچہ زیادت لفظ اتیں کی اس حدیث میں نہیں مگر جبکہ یہ متن حدیث بعینہ وہ ہی ہے کہ جسکو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے بیان کیا ہے تو جیسا اسمیں زیادت اتیں کی ثابت ہوگئی تو وہ زیادت اسمیں بھی ثابت ہوگئی کیونکہ جب ایک راوی کی بعض ثقہ تلامذہ کی زیادۃ معتبر ہے تو ایسا ہی جب ایک حدیث میں ایک صحابی سے کچھ زیادت ثابت ہوجائے تو وہ زیادۃ دوسرے صحابی کی بھی روایت میں ثابت ہوجاویگی بلا فرق۔ لہذا اس حدیث کو بھی معرض استدلال میں پیش کرنا بیسود ہے اور موجبین قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے نزدیک تو عموماً حدیث مطلق مقید پر حمل کی جاتی ہے اگرچہ دو حدیث ہوں اور یہاں تو ہر دو ایک حدیث ہیں او نیز یہ ہے کہ عموم فانتہی الناس وارد حدیث ابن اکیمہ عبداللہ بن عمرو کو بھی متناول ہے کیونکہ

بھی صحابی تھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم +

پانچویں دلیل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جسکے الفاظ صحیح مسلم میں یہ ہیں۔
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی صلوٰۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فھی خداج ثلثا غیر تمام اور جزء قراءۃ میں یہ روایت ان الفاظ سے بھی مذکور ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل صلوٰۃ لا یقرء فیہا بام القرآن فھی خداج غیر تمام یہ حدیث بعینہ وہی روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے اور بوجوہ اربعہ مذکورہ حدیث عائشہ نماز مقتدی اسمیں داخل نہوگی اور وہ زیادت آیتیں کی اس روایت ابوہریرہ میں بھی ثابت ہوگی جیساکہ روایت عمرو بن شعیب میں ثابت ہوگئی کیونکہ یہ ہرسہ احادیث متناً ایک ہی روایت ہیں پس جب اُسکے ایک طریق میں زیادت ثابت ہوگئی تو سب طرق میں ثابت ہوگئی پس اس حدیث کے عموم صلوٰۃ میں صلوٰۃ مقتدی ہرگز داخل نہیں اور ابوہریرہ کے نزدیک بھی نماز مقتدی اس عموم میں داخل نہیں صلوٰۃ جہریہ کا خروج تو خود روایت ابوہریرہ سے واضح ہے کہ بوجہ مزاحمت قراءۃ فاتحہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالی انازع القرآن اور سب صحابہ نے مع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قراءت فاتحہ خلف الامام کو چھوڑ دیا تھا اور قراءۃ مقتدی جہریہ میں ابوہریرہ کے نزدیک ممنوع ہوگئی تو پھر اس حدیث میں حضرت ابوہریرہ اُسکو کیونکر داخل سمجھ سکتے ہیں اور حدیث عائشہ میں سنن کبریٰ بیہقی سے منقول ہوگیا کہ ابوہریرہ غیر جہریہ میں قراۃ فاتحہ کا امر کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ جہریہ میں امر نکرتے تھے اور سریہ میں جو امر قرأت تھا وہ استحبابا تھا نہ وجوبًا بدلیل اس حدیث کے کہ سابقا کنز العمال سے منقول ہوچکی کل صلوٰۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فھی خداج الا صلوٰۃ خلف الامام کہ اس حدیث میں مطلقاً قرأت فاتحہ خلف الامام کو نفی کردیا۔ اور سنن کبریٰ میں امام مالک سے یوں نقل کیا ہے قال مالک بلغنی ان ابا ھریرۃ کان یقول من ادرک الرکعۃ فقد ادرک السجدۃ ومن فاتہ قراءۃ ام القرآن فقد فاتہ

Marfat.com

خیر کتنیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابوہریرہ کے نزدیک بدون فاتحہ کے مطلق صلوۃ تمام
ہوجاتی ہے مگر ہاں فاتحہ کے نہ پڑھنے سے ثواب کم ہوجاتا ہے یہ خود دلیل استحباب کی ہے۔
الحاصل ابوہریرہ کے نزدیک مطلقاً کسی صلوۃ میں فاتحہ واجب نہیں بلکہ جہریہ میں ممنوع
اور سریہ میں مستحب ہے ابوہریرہ اس حدیث میں مماوۃ مقتدی کو کس طرح داخل کر سکتے ہیں۔ اور
ابوہریرہ جیسے سے کیسے ہوسکتا ہے کہ کہیں قراءۃ فاتحہ کو ممنوع فرماویں اور کہیں واجب۔ مگر علماء حدیث
اس حدیث کے ظاہر کو دیکھکر یہ سمجھ لیا کہ ابوہریرہ کے نزدیک نماز مقتدی اسمیں داخل ہے اور اقوال
ابوہریرہ جنسے کہ عدم وجوب ظاہر و باہر تھا اسکی طرف خیال نفرمایا لہٰذا جو کچھ اس حدیث سے اہل ظاہر
سمجھا اسکی ہم تقریر کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جسوقت یہ حدیث مرفوع پڑھی اور اس سے
ثابت کیا کہ مقتدی پر قراءت فاتحہ ہر نماز میں واجب ہے تو ان سے کہا گیا کہ ہم احیاناً امام کے پیچھے
ہوتے ہیں تو وہاں قرأت کیسے پڑھیں تو قراءت مقتدی اس وجوب میں کیونکر داخل ہوسکتے
تو ابوہریرہ نے فرمایا کہ تو اپنے دل ہی دل میں فاتحہ کو پڑھ لے کیونکہ قراءت فاتحہ مقتدی پر واجب
بدلیل اس حدیث تقسیم کے کہ اس میں لفظ صلوۃ کا فاتحہ پر بولا ہے جہاں فاتحہ نہوگی وہاں نماز بھی
اب ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر یہ معنے صحیح ہیں تو مدار اس ایجاب کا اس اطلاق لفظ صلوۃ پر
سو ابوہریرہ نے اپنے قیاس سے ادخال صلوۃ مقتدی کا عموم صلوۃ حدیث میں فرمایا مگر یہ قیاس مخالف
نص صریح صحیح کے ہے اور جو قیاس مخالف نص صریح کے ہو وہ معتبر نہیں ہوتا سو دیکھو حدیث ابی
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے باوجود نہونے فاتحہ کے نماز ابوبکرہ کو صحیح رکھا اور جہریہ میں
فاتحہ پر ممانعت ناشائع فرمایا جس سے ممانعت صاف ظاہر ہے اور حدیث بیہقی میں باوجود
نا فاتحہ کے ادراک رکوع پر مطلقاً ادراک رکعۃ کا حکم فرمایا یہ سب شرح حدیث عائشہ میں گذر چکا
پس بمقابلہ ان احادیث کے یہ قیاس کیونکر معتبر ہوسکتا ہے بہرحال اگر رائے ابوہریرہ کی یہی ہے
جو اہل ظاہر سمجھے تو اس قیاس ابوہریرہ سے ہرگز انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا اور نماز مقتدی اس میں
داخل نہیں ہوسکتی واللہ تعالےٰ اعلم۔

Marfat.com

اب بندہ عرض کرتا ہے کہ تمام ممالک اور اہل السنہ مختلفہ میں او رمعاملات دین و دنیا میں شائع
وذایع ہے کہ جب کسی مجلس و مجمع میں کوئی کلام ہوتی ہے تو بعض کلام میں اگرچہ مجمل ہو یا مطول کلام
ماسبق مالحق یا قراین حال سے یا تقدم و تاخر الفاظ سے یا لب و لہجہ یا حرکت چشم و سر و دست
ایسے ہوتے ہیں کہ مراد متکلم کی اُنکے ذریعہ سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے اگرچہ الفاظ دوسرے معنی کو
بھی محتمل ہوں اور پھر جب وہ کلام تحریری یا زبانی نقل کیجاتی ہے اور اُن قراین میں سے بعض
یا کل محذوف ہوجاتے ہیں تو اُسوقت اسی کلام سے مراد متکلم کی مخفی ہوجاتی ہے اور معنے غیر مراد
متکلم متبادر ہوجاتی ہیں تو ایسے حال میں سامعین دوسری مجلس کے اُس کلام کے وہ معنے معین
کرلیتے ہیں کہ جو مراد متکلم کی نتھی مگر حاضرین مجلس اول اور وہ لوگ جو حاضرین مجلس اول سے سُنے
ہوئے تھے وہ مراد متکلم اور اُسکے معنے حقیقی اور واقعی جانتے ہیں اور دوسرے معنو نکو جو متبادر ہیں
غلط سمجھتے ہیں بلکہ حاضرین مجلس اول بھی جن کو قراین سے ذہول ہوا ہے وہ معنے غیر مراد متکلم کو
سمجھ جاتے ہیں اور یہ قاعدہ نہایت کارآمد اور نہایت صحیح ہے اور نظائر اسکے احادیث میں بہت
موجود ہیں اور اس قاعدہ کے ذہول سے بہت اختلافات علما میں پیدا ہوگئے ہیں۔ اب بندہ دو
نظیریں پیش کرتا ہے اول خود حدیث عبادہ کہ اگر ساری حدیث کو اول سے آخر تک دیکھئے تو
اوسکی ایک مراد متعین معلوم ہوتی ہے کہ جسکی بندہ اول تقریر کرچکا بعد اوسکے جب رواۃ حدیث نے
جزو آخر حدیث کا حسب مدعائے خود جدا کرکے بحذف بعض کلمات روایت کیا قولہ لاصلوٰۃ لمن
لم یقرء بفاتحۃ الکتاب تو اُسکے دوسرے معنے متبادر ہوگئے کہ جسکی بندہ شرح کرچکا ہے اور محققین
علماء جو اس روایت کو محققین سے سنے ہوئے تھے اُنہوں نے بلحاظ قولہ علیہ السلام لا تفعلوا
و قولہ مالی انازع القران اوسی معنوں پر جزم رکھا کہ جو ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور
کچھ معنے بحذف ماسبق و مالحق متبادر ہوگئے تھے اُسپر توجہ نہ کی۔ دوسری نظیر اذان ابو محذورہ
نسائی میں اسکا قصہ مذکور ہے کہ ابو محذورہ نے مع دیگر اپنے ہمراہیوں کے جب اذان کا استہزاء کیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پکڑ بلایا اور سوائے ابو محذورہ کے سب کو چھوڑ دیا اور اُن

Marfat.com

سے اذان کہلائی تو ابو محذورہ خود کہتے ہیں کہ چونکہ مجھکو تکلم شہادتین سے کراہت تھی تو شہادتین کو میں نے
دبی زبان سے کہا اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو شدت سے فرمایا کہ ارفع صوتک اشلو تو میں نے
آپکے کہنے سے رفع صوت کیا تو حاضرین واقعہ کو جوکہ اذان مقررہ سُنے ہوئے تھے معلوم ہوگیا کہ یہ تکرار برائے رفع
صوت واسطے رفع کراہتیہ قلبی ابو محذورہ کے اور واسطے رفع کفر ابو محذورہ کے تھا نہ یہ کہ تکرار کو سنت اذان
مقرر فرمایا ہو مگر ابو محذورہ اس نکتہ کو نہ سمجھے اس واقعہ کو نسائی نے مشرح بیان کیا ہے کہ جس سے یہ
امر واضح ہوگیا اور بعض دیگر نے مختصراً بیان کیا لہذا انکی تلامذہ کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ تکرار شہادتین سنت
اذان ہے پس یہ واقعہ حدیث ابوہریرہ کا بھی ایسا ہی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے واللہ تعالی اعلم کہ اُس
مجلس ابوہریرہ میں مسئلہ قراءت فاتحہ کا مذاکرہ تھا اور ابوہریرہ نے اول یہ ارشاد کیا کہ کسی نے کسی وقت
نماز جہریہ میں خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحہ پڑھی تھی اور اسپر آپنے مالی انازع القرآن
فرمایا تھا جس سے صحابہ ممانعت فاتحہ خلف الامام کی نماز جہریہ میں سمجھ گئے تھے لہذا جہریہ میں فاتحہ
مقتدی کو ممنوع ہے بسبب منازعت کے اور سریہ میں مستحب مگر منفرد اور امام پر واجب ہے لقولہ سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا الحدیث۔ پس جب ابوہریرہ
اپنی کلام تمام کرچکے تو ابو السائب نے اس حدیث کے بارہ میں کوئی گفتگو نہیں کی بلکہ کلام سابق میں جو
سریہ میں ابوہریرہ استحباب قراءت فاتحہ مقتدی کی قائل ہوئے تھے یا یہ کہیے کہ اُسوقت یہ کلام تو
بلکہ ابو السائب اس مذہب ابوہریرہ کو پہلے سے سُنے ہوئے تھے بوقت ذکر اس حدیث کے اوسکی
تحقیق مناسب سمجھی تو ابو السائب نے عرض کیا کہ یا حضرت نماز سریہ میں ہم احیاناً امام کے پیچھے ہوتے
اور حسب ارشاد آپکے اگر ہم فاتحہ سریہ میں پڑھیں گے تو یہاں بھی وہی منازعۃ پیش آویگی جو جہریہ میں
پیش آتی ہے بلکہ جہریہ سے بھی زاید۔ تو اس کا جواب ابوہریرہ نے دیا کہ اپنے دل دل میں پڑھ
ایسی صورت سے کیوں پڑھے کہ منازعت قائم ہو اور پھر اس اشکال کو رفع کیا کہ آپ اس میں اس
کنج وکاو کیوں فرماتے ہیں کہ استحباب پڑھنے کی تاکید فرماتے ہیں، حالانکہ جہریہ میں آپ بھی ممانعت فرماتے
میں اسلئے تاکید استحباب کرتا ہوں کہ حق تعالی نے فاتحہ کو صلوۃ فرمایا اور اسکی تقسیم اپنے اور بندہ پر بالمناصفہ فرمائی اور اسکی شرح

قول عبدی کذا القول عبدی کذا جس سے صاف روشن ہے کہ فاتحہ کے پڑھنے میں خیر کثیر ہے ہرچند کہ امام کی ہی پڑھنے میں نفع ہے مگر بلا واسطہ خود پڑھنے میں زیادہ منفعت ہے اور اگر جہریہ میں ممانعت صریح نہ ہوتی تو وہاں بھی استحباب ہوتا مگر بسبب مخالفت شارع علیہ السلام کے وہاں ہم جرأت نہیں کر سکتے واللہ اعلم یہ مراد ابوہریرہ کی ہے۔ نہ انکے نزدیک قرأۃ مقتدی کی اس حدیث میں داخل ہے اور نہ ابوالسائب نے بوجہ اس مذہب کے انپر اعتراض کیا اور نہ ابوہریرہ نے نماز مقتدی کو اسمیں داخل کیا بلکہ دوسرا ہی مذاکرہ تھا پس اس صورت میں کوئی مخالفت نہ قول ابوہریرہ کی حدیث سے پیدا ہوتی ہے نہ باہم اقوال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ متعارض ہیں۔ مگر اس طرف ہمارے علماء احناف نے توجہ نفرمائی کیونکہ انکی اس ونکے مطلب کے واسطے اور بہت سی احادیث موجود ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال

اب بغور سنا چاہیئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب حکم واذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا الخ قرأۃ مقتدی کو مطلقاً ممنوع فرما چکے تھے اور تا آخر اسی حکم کو قائم اور برقرار رکھا مدینہ طیبہ میں آکر جب مقتدیوں کا پڑھنا آپ کو معلوم ہوا تو اوسوقت سے حسب حکم آیۃ قرأت قرآن سے سب کو منع فرما دیا مگر فاتحہ کی بوجہ عدم ظن منازعت اباحۃ فرمادی تھی مگر پھر آخر میں اُس اباحۃ کو بھی اٹھا دیا تھا چنانچہ حدیث عبادۃ بن الصامت میں اسکی تحقیق ہو چکی ہے مگر آپ کو اس امر کا انتظام کرنا ضروری تھا کہ آیۃ فاقرؤا ماتیسر من القران سے مبادا کسیکو یہ خیال گذرے کہ نفس قرأت قرآن کمال نماز میں کافی ہے فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ جب مصلی نے کسی جگہ سے کوئی آیۃ قرآن کی پڑھدی تو وہ امر فاقرؤا ماتیسر من القران کا عامل ہوگیا کوئی تخصیص تکمیل نماز میں سورہ فاتحہ کی نہیں کیونکہ آیت مطلق ہے اور جب مطلق کے کسی فرد پر عامل ہوگیا تو فرض ادا ہوگیا سو ہرچند کہ یہ فہم ادائی فرض میں صحیح ہے مگر تکمیل نماز بدون فاتحہ کے نہیں ہوینگی سو آپکو اس تکمیل کا اظہار مقصود تھا۔ دوسرے یہ کہ کسیکو یہ خیال گذرے کہ نفس فاتحہ تو ضروری ہے مگر تکمیل نماز میں زاید علی الفاتحہ کی حاجۃ نہیں چنانچہ یہ امر امۃ میں ہوگیا خود حضرت ابوہریرہ کی ہی اس روایت سے کہ جزو قرأت میں ہے عن عطاء عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال لیجزی بفاتحۃ الکتاب وان زاد فھو خیر اور اُسکے بعض طرق

میں یہ الفاظ ہیں وان زاد فهو افضل اس روایت سے بعض علما کو یہ شبہہ ہو گیا کہ فاتحہ تو رکن ہے مگر ما زاد علی الفاتحہ رکن نہیں حالانکہ ابوہریرہ کی روایات میں خلاف اسکا موجود ہے چنانچہ حدیث منادی آگے آتی ہے اور سنن ابوداؤد میں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کہ قال کان الحسن یقرأ فی الظهر والعصر اماما وغیر امام بفاتحۃ الکتاب ویسبح ویکبر ویہلل قدر قاف والذاریات انتہی اور ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث کے عموم صلوٰۃ کی وجہ سے کہ اسمیں ما زاد کا ذکر نہیں ہے انکو بھی شبہہ ہوا پس اس فعل حسن کے دو احتمال ہیں یا یہ کہ نفس قراءت کو تکمیل نماز کیلئے کافی سمجھتے تھے فاتحہ ہو یا غیر فاتحہ یا یہ کہ تخصیص فاتحہ کی تھی اور باقی کی ضرورت نہ سمجھتے تھے پس اس امر کے ایجاب و اظہار کیلئے یہ ہر سہ احادیث مذکورہ اور امثال انکے بار بار ارشاد فرماتے تھے کبھی ایک حدیث میں دونو کا ذکر تھا اور گاہ گاہ حسب اقتضاء وقت ایک کا تھا کسی وقت میں فاتحہ اور ما زاد دونو کا ذکر فرمایا اور کسی وقت میں فقط فاتحہ کو اور چونکہ امر فاتحہ زیادہ اہم تھا اسلئے فقط اسکو اکثر فرماتے تھے لہذا بعض علماء کو یہ شبہہ ہو گیا کہ فاتحہ کل صلوات میں واجب ہے اور نماز مقتدی اسمیں داخل ہے حالانکہ جس روایت میں ما زاد کا ذکر فرمایا اُس سے معلوم ہو گیا کہ اس عموم میں نماز مقتدی داخل نہیں۔

چھٹی حجۃ موجبین فاتحہ خلف الامام کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جسکو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بخاری نے جزء قراءت میں نقل کیا ہے قال ابو هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فناد فی المدینۃ انہ لا صلوٰۃ الا بقراءۃ بفاتحۃ الکتاب فما زاد مگر اس حدیث سے بھی وجوب فاتحہ علی المقتدی ثابت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اسمیں ما زاد کو بھی واجب فرمایا ہے اور ما زاد کی ممانعت مقتدیوں کو خود قرآن و احادیث سے اوپر ثابت ہو چکی ہے اور غرض اس نداء سے اوسی امر کا انتظام تھا جو اوپر مذکور ہو چکا اور لا صلوٰۃ میں انکی ہی صلوٰۃ مراد ہے جن پر قراءت فرض ہے یعنی امام و منفرد واللہ اعلم۔

ساتویں حجۃ موجبین کے روایت ابوسعید خدری کی ہے جو جزء قراءت و ابوداؤد وغیرہ میں ہے قال امرنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرء بفاتحۃ الکتاب وما تیسر۔ ظاہر ہے کہ اسمیں

Marfat.com

ہی مقتدی داخل نہیں ہے بہیں وجوہ کہ سابقاً مذکور ہوئیں اور جب ما تیسر مقتدی پر محظور کیا گیا ہے
یہاں سے مورد ہی لوگ ہیں کہ جنپر قرات واجب ہے یعنی امام و منفرد واللہ تعالیٰ اعلم۔

آٹھویں حجت موجبین قرات مقتدی کی حدیث ابوقلابہ کی محمد بن ابی عائشہ سے ہے جسکے الفاظ تلخیص الحبیر میں سند امام احمد سے یہ ہیں محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلعم لعلکم تقرؤن والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال لا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب اسنادہ حسن رواہ ابن حبان من طریق ایوب عن ابی قلابہ عن انس اور اس کے الفاظ جزء قرات میں یہ ہیں عن ابی قلابۃ عن محمد ابی عائشۃ عمن شہد ذات قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قضی صلوتہ قال اتقرؤن والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ انتہی اس حدیث سے خواہ یہ واقعہ وہی ہو جو حدیث عبادہ میں مذکور ہوا یا دوسرا واقعہ ہو ممانعت ما زاد علی الفاتحہ کی اور اباحۃ فاتحہ کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ استثنا نہی سے مفید اباحۃ ہوتا ہے نہ مفید وجوب چنانچہ اسکے تحقیق حدیث عبادہ میں ہوچکی۔

نویں حجت حدیث ابوقلابہ ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جزء قرات میں اور ابن حبان نے اسکو حدیث سابق کے ساتھ ذکر کیا ہے سو یہ دونو حدیث واحد ہیں کہ دونو طریق سے منقول ہوئیں اور یہی وجہ ہے کہ صاحب تلخیص حبیر نے پہلے روایت نقل کر کے دوسری روایت کے فقط لفظ سند کے ذکر دیے ہیں متن حدیث کو ذکر نہیں کیا الغرض باعتبار متن کے دونو حدیث واحد ہیں اور اسکے الفاظ جزء قرات میں یہ ہیں عن ایوب عن ابی قلابہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی باصحابہ فلما قضی صلوتہ اقبل علیہم بوجہہ فقال اتقرؤن فی صلوتکم والامام یقرء فسکتوا فقالہا ثلث مرات فقال قائل او قائلون انا لنفعل قال فلا تفعلوا ولیقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ اس حدیث میں راوی نے بجائے الا کلمہ استثنائیہ کے ولیقرء بلفظ امر روایت کیا ہے جس سے بظاہر وجوب مفہوم ہوتا ہے لیکن واضح ہو کہ لفظ ولیقرء بمعنے امر اباحۃ کے ہے کہ راوی نے

Marfat.com

اباحۃ کو سمجھا اور اس لفظ سے بیان کر دیا اور ممکن ہے کہ راوی نے وجوب ہی سمجھا اور نقل بالمعنی میں تغ
کیا اور حدیث عبادہ میں بھی مثل اسکی واقع ہوا ہے چنانچہ طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث عبادہ کو بدیں لف
روایت کیا ہے عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالی عنہ قال من صلی خلف الامام فلیقرأ بفا
پس دیکھو کہ تمام روایات کثیرہ عبادہ میں یہ روایت بلفظ استثنا واقع ہوئی ہے اور اسجگہ بجائے الّا کے
فلیقرأ بھی ایک راوی نے کہا ہے بس ایسا ہی اس حدیث انس رضی اللہ عنہ میں اوپر کی روایت میں
ابو قلابہ یا کسی اور راوی نے لفظ الّا کا ذکر کیا ہے اور یہاں ابو قلابہ کی روایت میں فلیقرؤ مذکور ہے لہذا اس
لفظ سے ایسی حالت میں ہرگز وجوب ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ وہی اباحۃ جو لفظ الا سے سمجھی جاتی ہے اس سے بھی
سمجھی جاویگی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ وہی واقعہ ہے جسکو حدیث عبادہ میں بیان کیا گیا ہے مگر یہاں مختصراً بیان کیا
گیا ہے ہرچند کہ اس روایت کو جزو قرأت میں نقل کیا گیا ہے اور ابن حبان نے دونو طریقوں کو محفوظ کہا
ہے مگر بیہقی نے اس دوسرے طریق کی تضعیف کی ہے چنانچہ تلخیص حبیر میں ہے رواہ ابن حبان من
طریق ایوب عن ابی قلابہ عن انس وزعم ان الطریقین محفوظان وخالفہ البیہقی فقال ان طریق ابی
قلابہ عن انس لیست بمحفوظۃ انتہی واللہ اعلم ‌‌‌۔

دسویں حجۃ حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے جو بیہقی نے نقل کی ہے انہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من لم یقرأ خلف الامام بفاتحۃ فصلوتہ خداج اور یہ حدیث عند لیل موجبین فاتحہ خلف الامام کی ہے مگر واضح
ہو کہ اس حدیث میں بظاہر متبادر اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ خلف الامام مطلق قرأت فرض ہے خواہ فاتحہ ہو یا
غیر فاتحہ کوئی خصوصیتہ فاتحہ کی نہیں اگر مقتدی سوائے فاتحہ کے کوئی آیۃ قرآن کی پڑھ لیگا تو بھی نماز تمام ہوجائیگی
سوا اسکے یہ حدیث عبادہ سے مخالف ہے کہ اسمیں مقتدی پر زائد علی الفاتحہ کو منع فرمایا ہے ثانیاً یہ امر رائے موجبین کی بھی خلاف ہے کہ انکے
نزدیک بالتخصیص فاتحہ کا وجوب ہے نہ مطلق قرآن کا پس انکو اس حدیث سے کوئی حجۃ حاصل نہیں ہو سکتی لہذا اس حدیث سے حجۃ لانا صحیح
نہیں ہے اب اصل حال اس حدیث کا سننا چاہئے اصل حدیث ابی امامہ کے وہ الفاظ ہیں جو خطیب نے ابو امامہ سے نقل کئے ہیں قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کل صلوۃ لا یقرء فیہا بفاتحۃ الکتاب فہی خداج غیر تمام اور یہ وہی حدیث ہے کہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے ابن ماجہ و جزو قرأت میں منقول ہوئی ہے اور سابق حجۃ ثالثہ کے بیان میں اسکی تقریر کی گئی ہے

غیر فاتحہ

Marfat.com

اور عبداللہ بن عمرو بن العاص نے بھی اسکو روایت کیا ہے جو حجۃ رابعہ میں گذرا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حجۃ خامسہ میں گذر چکا پس چونکہ یہ وہی حدیث ہے کہ جسکی پہلی بحث ہو چکی ہے اور ابن عدی نے اپنے کامل میں زیادت لفظ آیتیں کی نقل فرمادی ہے لہذا اس حدیث سے بھی یہی محقق ہوگیا کہ یہ حدیث در باب امام و منفرد ہے نماز مقتدی اسمیں داخل نہیں ہے چنانچہ پہلے تقریر ہو چکی مگر چونکہ بعض رواۃ ابواماسے اپنے فہم سے نماز مقتدی کو اسمیں داخل سمجھا تو نقل معنے اسکو بدین الفاظ نقل کیا اور نماز مقتدی کو اس کلیہ میں داخل جانکر اور اس کا حکم اپنے فہم کے موافق اس کلیے سے استنباط فرما کر ان الفاظ سے ادا کیا لہذا یہ الفاظ حجۃ موجبین کی نہیں ہو سکتے کہ یہ فہم راوی کا ہے نہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ممکن ہے بلکہ غالب یہی ہے کہ اس حدیث میں مقتدی مسبوق مراد ہے تو یہ معنے ہوئے کہ جو مسبوق کہ بعد تمامی نماز امام کے اپنی قضا ما فات میں قرات نہ پڑھے نہ فاتحہ نہ غیر فاتحہ تو اسکی نماز درست نہوگی تو خلف الامام کے یہ معنے نہیں ہیں کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو بلکہ معنے یہ ہیں کہ خلف انقضاء صلوۃ الامام جب وہ اپنی نماز کو پورا کرنے کھڑا ہو تو اسمیں قرأت فاتحہ و ما زاد اوسپر واجب ہے اور یہ حکم متفق علیہ ما کا ہے بہرحال اسمیں موجبین قرأت فاتحہ خلف الامام کی کوئی حجۃ نہیں اور اسطرح کی نقل بالمعنی بتغیر الفاظ شائع ذائع ہے چنانچہ خود حدیث عبادہ میں اس قسم کے تغیرات واقع ہیں ؀

یہ نصوص ہیں کہ جنکو مدعیان عمل بالحدیث حجج قطعیۃ الثبوت قطعیۃ الدلالۃ فرماتے ہیں اور سوا انکے اور چند روایات بھی ہیں جو انکی ہی طرف راجع ہیں اگرچہ بسبب تعدد رواۃ صحابہ اور رواۃ ماتحت اور بسبب اختلاف الفاظ اور بسبب ذکر جزو کل وہ احادیث ان سے بحسب اصطلاح جدا ہیں مگر فی الواقع ان ہی نصوص کے تابع و ہم معنی ہیں یا چند احادیث ضعاف ہیں کہ مولفین سنن و مسانید نے انکی خود تضعیف کی ہے۔ بعد ذکر ان نصوص کے انکی حاجۃ نہیں۔

اب بذکر ان احادیث سے یہ مرظاہر ہوگیا کہ نماز مقتدی انمیں داخل نہیں پس ان احادیث سے وجوب فاتحہ مقتدی پر ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ وجوب فاتحہ و ما زاد علی الفاتحہ کا ان احادیث میں مساوی ہے مگر ان احادیث سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ فاتحہ رکن نماز ہو اور ما زاد رکن نہو بلکہ سنت ہو نہیں نہیں بلکہ دونو وجوب

میں مساوی ہیں کیونکہ حدیث عبادہ میں جب زیادۃ فصاعداً کی ثابت ہوگئی تو فاتحہ و ما زاد حکم میں مساوی ہیں خواہ کوئی حکم ہو اور علی ہٰذا حدیث عائشہ و عمرو بن شعیب و ابی ہریرہ و ابی امامہ میں بسبب حدیث من کے جب سب میں لفظ اتیں کی زیادت ثابت ہوگئی تو دونوں کے ہونے میں کہ فاتحہ و ما زاد علی الفاتحہ ہے) حکم صلوٰۃ کے مخدج ہونیکا مساوی ہوگا پس اگر فاتحہ نہو تب بھی نقصان ہے اور نماز غیر تام اور اگر ما زاد نہو تب بھی صلوٰۃ غیر تام ہوگی اور اگر دونوں نہوں تو نماز فاسد ہوگی بحکم فاقرؤا ما تیسر من القرآن کیونکہ معنے خداج کے فساد کے بھی ہوتے ہیں اور نقصان کے بھی کما فی الصحاح خدجت الناقۃ تخدج خداجا فہی خادج والولد خدیج اذا القت ولدھا قبل تمام الایام وان کان تام الخلق۔ وفی الحدیث کل صلوٰۃ لا یقرء فیہا بام الکتاب فہی خداج ای نقصان واخدجت الناقۃ اذا جاءت بولدھا ناقص الخلق وان کانت ایامہ تامۃ فہی مخدج انتہی اور قاموس و مجمع البحار وغیرہ میں بھی ایسی ہی معنے لکھے ہیں اسیوجہ سے امام مالک کے نزدیک بھی وجوب میں دونو برابر ہیں اور حدیث نداء ابو ہریرہ سے اور حدیث ابو سعید خدری سے مساوات وجوب ظاہر ہے۔ بہرحال یہ امر کہ فاتحہ رکن ہو اور ما زاد رکن نہو ان احادیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

اب بعد تقریر احادیث مرفوعہ کے جو کچھ کہ مذاہب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسبارہ میں ثابت ہوئے ہیں وہ بندہ لکھتا ہے کہ بعض صحابہ کے نزدیک قرأت فاتحہ خلف الامام مطلقاً خواہ نماز سریہ ہو یا جہریہ واجب ہے مگر تحریر بالا سے معلوم ہوچکا کہ بعض احادیث سے بنظر سرسری یہ امر معلوم ہوتا ہے مگر بامعان نظر کوئی حدیث مرفوع اس قول کی معاون نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور بعض کے نزدیک ما زاد علی الفاتحہ مطلقاً سریہ نماز ہو یا جہریہ ممنوع ہی مگر فاتحہ سب صلوات میں سریہ ہو یا جہریہ مباح یا مندوب ہے جیسا کہ حدیث حضرت عبادہ سے واضح ہے اور یہی مذہب حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا تھا چنانچہ سابقاً اسکی تقریر بھی ہوچکی سو اس مذہب میں کہ ما زاد علی الفاتحہ میں کچھ تامل نہیں مگر در باب اباحۃ فاتحہ اوپر معلوم ہوچکا کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا تھا اور پیچھے بعد میں اسکی اباحۃ بھی احادیث مرفوعہ سے مرتفع ہوچکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور بعض کے نزدیک فیما جہر الامام مطلقاً فاتحہ اور غیر فاتحہ ممنوع اور فیما اسر فیہ الامام فاتحہ اور غیر فاتحہ دونو مباح یا مندوب چنانچہ روا

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو کہ جزو قرأت میں نقل کی گئی ہے معلوم ہوتا ہے عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال اذا لم یجہر الامام فی الصلوات فاقرء بام الکتاب وسورۃ اخری فی الاولیین من الظہر والعصر وبفاتحۃ الکتاب فی الاخریین من الظہر والعصر وفی الاخرۃ من المغرب وفی الاخریین من العشاء انتہی۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ قول حدیث مشہور عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے کہ ما زاد علی الفاتحہ کی اس میں ممانعت مذکور ہے اور حدیث عمران بن حصین کی جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اسکے بھی خلاف ہے کہ حدیث عمران بن حصین میں آپ نے قرأت مقتدی کو سریہ میں موجب خلجان فرمایا لقد ظننت ان بعضکم خالجنیہا اور خلجان ہے علت ممانعت قرأۃ مقتدی کی ہی فقط واللہ اعلم۔ اور بعض کے نزدیک قرأت مقتدی فاتحہ اور ما زاد علی الفاتحہ مطلقاً صلوۃ سریہ وجہریہ میں مکروہ وممنوع ہے عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر جابر بن عبداللہ اور زید بن ثابت۔ ابو الدرداء سعد بن ابی وقاص عمران بن حصین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس جماعۃ میں ہیں اور عینی نے انہی صحابہ کی طرف یہ مذہب نسبت کیا ہے اور یہ مذہب کسی حدیث مرفوع کے خلاف بھی نہیں ہے البتہ حدیث عبادہ سے جو اباحۃ فاتحہ معلوم ہوتی تھی یہ اسکے خلاف ہے مگر معلوم ہو چکا کہ اباحۃ ابتداء اسلام میں تھی اور پھر آخر میں وہ اباحۃ مرتفع ہو چکی بلکہ یہ مذہب مؤید باحادیث صحیحہ مرفوعہ ہے از انجملہ حدیث اذا قرء فانصتوا حدیث ابوموسیٰ اشعری وحدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو مسلم نے اپنی صحیح میں نہایت زور شور سے تصحیح کیا ہے حیث قال وفی حدیث جریر عن سلیمان عن قتادۃ من الزیادۃ واذا قرء فانصتوا لیس فی حدیث احد منہم فان اللہ عز وجل قال علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ الا فی روایت ابی کامل وحدہ عن ابی عوانۃ قال ابو اسحق قال ابوبکر ابن اخت ابی النضر فی ھذا الحدیث فقال مسلم ترید احفظ من سلیمان فقال لہ ابوبکر فحدیث ابی ھریرۃ فقال ھو صحیح یعنی واذا قرء فانصتوا فقال ھو عندی صحیح فقال لم لم تضعہ ھھنا قال لیس کل شیء عندی صحیح وضعتہ ھھنا انما وضعت ما اجمعوا علیہ انتہی سو دیکھو کہ مسلم زیادۃ روایت سلیمان تیمی کو بالاتفاق صحیح کہتے ہیں اور روایت ابوہریرہ میں اگرچہ بعض نے کلام کی ہے مگر مسلم اس کلام کو غیر معتبر ٹھیرا کر زیادۃ روایت ابوہریرہ کو بھی صحیح کہتے ہیں

Marfat.com

پس اب سنو کہ تمام ائمہ حدیث کے نزدیک مقرر و محقق ہو چکا ہے کہ اگر کسی راوی حافظ متقن سے اسکے تلامذہ حفاظ متقنین کوئی روایت حدیث نقل کریں اور ایک راوی انمیں سے اس حدیث میں کوئی ایسی کلام زیادت کرے کہ اسکو سوائے اس ایک تلمیذ کے کوئی اور تلمیذ اوس شیخ کا روایت نکرتا ہو بلکہ فقط وہ ایک ہی تلمیذ روایت کرتا ہو تو یہ زیادۃ حکماً حدیث مستقل ہوگی لہذا اسکا حکم مثل حکم اوس راوی زیادۃ کنندہ کے ہوگا یعنی اگر یہ راوی بھی مثل دیگر تلامذہ اس شیخ کے حافظ و متقن ہے اور کسی وجہ سے اوسپر جرح نہیں ہو سکتا تو وہ زیادۃ بالاتفاق صحیح ہوگی اور اگر وہ تلمیذ واحد کسی وجہ سے مجروح ہے تو یہ زیادۃ بھی مجروح ہوگی اور اگر اس راوی کا جرح عند المحققین مرتفع ہے تو اس حدیث سے بھی جرح مرتفع ہوگا اور یہ زیادۃ صحیح و معتبر ہوگی پھر یہ زیادہ اگر اصل حدیث مزید علیہ سے کسی وجہ سے مخالف نہیں تو یہ زیادۃ بالاتفاق بہر حال صحیح و معتبر ہوگی اگر وہ راوی حافظ و متقن ہے اور اگر مزید علیہ سے مخالف ہے تو اوسمیں حاجۃ ترجیح کی ہوگی گویا کہ دو حدیثیں آپسمیں متعارض ہیں پس جسکو حسب قاعدہ ترجیح ہوگی وہ مرجح ہوگی دوسری مرجوح ہو جاوے گی اس قاعدہ کو بالاجمال مسلم نے خطبہ مسلم میں اور نووی نے شرح مسلم میں اور مقدمہ شرح مسلم میں اور دیگر اہل اصول حدیث نے لکھا ہے سبکی عبارات کے نقل میں طول ہوتا ہے لہذا فقط نخبہ و شرح نخبہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

قال الحافظ ابن حجر فی النخبۃ وشرحہا وزیادۃ راویہما ای الحسن والصحیح مقبولۃ ما لم تقع منافیۃ لروایۃ من ہو اوثق ممن لم یذکر تلک الزیادۃ لان الزیادۃ اما ان یکون لا تنافی بینہا وبین روایۃ من لم یذکرہا فہذہ تقبل مطلقا لانہا فی حکم الحدیث المستقل الذی یتفرد بہ الثقۃ ولا یرویہ عن شیخہ غیرہ واما ان تکون منافیۃ بحیث یلزم من قبولہا رد الروایۃ الاخری فہذہ ہی التی یقع الترجیح بینہا وبین معارضہا فیقبل الراجح ویرد المرجوح واشتہر عن جمع من العلماء القول بقبول الزیادۃ مطلقا من غیر تفصیل ولا یتأتی ذلک علی طریق المحدثین الذین یشترطون فی الصحیح ان لا یکون شاذا ثم یفسرون الشذوذ بمخالفۃ الثقۃ من ہو اوثق منہ والعجب ممن غفل عن ذلک منہم مع اعترافہ باشتراط انتفاء الشذوذ فی حد الحدیث الصحیح وکذا الحسن والمنقول عن ائمۃ الحدیث المتقدمین کعبد الرحمن بن مہدی ویحیی القطان واحمد بن حنبل

Marfat.com

ویحیی بن معین وعلی بن المدینی والبخاری وابن سعد الوارزی وابی حاتم والنسائی والدارقطنی وغیرھم اعتبار الترجیح فیما یتعلق بالزیادۃ وغیرھا ولا یعرف عن احد منھم اطلاق قبول الزیادۃ انتہی دیکھو کہ یہ قاعدہ مسلمہ اور مقبولہ و معمولہ خود امام بخاری و جملہ ائمہ احادیث کا ھے اسکے خلاف کرنا کسی اہل علم کا منصب نہیں۔ تو اول سلیمان تیمی احفظ الناس اور ثقہ راوی بخاری و مسلم وغیرھما کا ہے کسی نے کوئی حرف وھم و تدلیس وغیرہ کا یا کوئی حرف جرح کا انکی نسبت نہیں کہا اور باتفاق ائمہ یہ راوی مسلم و مقبول ھے اور تلمذ انکا قتادہ سے بھی محقق و معلوم ھے پھر انکے متابع عمر بن عامر و سعید بن ابی عروبہ بھی ہیں کہ جسکو حافظ ابن حجر قبول کرتا ہے اور انکی زیادت حدیث ابو موسیٰ اشعری میں ایسی ہی ھے کہ مزید علیہ سے ہرگز کسی لفظ وجملہ کے مخالف نہیں ھے اور نہ کسی جملہ کی مغیر و مقید ھے بلکہ مستقل ایک علیحدہ مسئلہ ہے کیونکہ الفاظ حدیث ابو موسی اشعری کے یہ ہیں فقال ابو موسی اما تعلمون کیف تقولون فی صلوتکم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فبین لنا سنتنا و علمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین یجبکم اللہ فاذا کبر و رکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتلک بتلک واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد یسمع اللہ لکم فان اللہ تعالی قال علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ۔ واذا کبر وسجد فکبروا واسجدوا فان الامام یسجد قبلکم ویرفع قبلکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتلک بتلک واذا کان عند القعدۃ فلیکن من اول قول احدکم التحیات الطیبات الخ۔ بس یہ جملہ واذا قرء فانصتوا نہ کسی فقرہ یا لفظ کو رد کرتا ہے نہ کسیکو مقید کرتا ھے بلکہ ایک مستقل علیحدہ مسئلہ ھے بس حسب قاعدہ امام بخاری رضی اللہ عنہ اور جملہ ائمہ احادیث بالاتفاق یہ فقرہ حدیث مستقل ھے اور صحیح و معتبر بلا خلاف۔ سو اسمیں کلام کرنا کسی واقف کا ناموزوں ھے اسیواسطے باقتضاء تعصب مذہبی امام بخاری کو مگر کہ اس فقرہ میں گنجائش طعن کی نہ ملی تو جزء قرأت میں لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں اس فقرہ کو سلیمان تیمی نے قتادہ سے سنا یا نہیں سنا سخت تعجب ھے کہ سلیمان تیمی نہ مدلس نہ متوھم اور خود امام بخاری کا راوی اور بخاری صاحب کا قاعدہ مسلمہ اور روایت معنعن کے اعتبار میں محقق کہ استاد و شاگرد ایک جلسہ میں جمع ہوگئے ہوں تو اُس

Marfat.com

معنعن کے قبول میں کلام نہیں اور یہاں اجتماع سلیمان اور قتادہ کا بسبب تلمذ کے معلوم اور بھی
بخاری بسبب معنعن ہونیکے سماع سلیمان میں شک فرمادیں معاذ اللہ اگر یہی شک ہے تو صحیح بخاری کی صدہا
روایتوں کا آدمی انکار کرسکتا ہے لاحول و لاقوۃ الا باللہ نہیں نہیں بلکہ سماع سلیمان تیمی کی حسب قاعدہ مسلمہ
محقق اور زیادت حسب قاعدہ مقررہ و مسلمہ بخاری و جملہ ائمہ ثابت و صحیح اور اس میں کوئی شبہہ نہیں او
کہ امام بخاری نے اس زیادۃ سلیمان تیمی میں بسبب اپنی تائید مذہب کے عدم سماع سلیمان کا وہی لکھا ہے
بھی یاد ہے جو کہ زیادۃ معمر پر لفظ فصاعداً کی نسبت حدیث عبادہ میں انکار کیا ہے چنانچہ پہلے لکھا گ
ایسے توہمات خلاف اپنے قواعد مسلمہ کے اور خلاف ائمہ حدیث کے کسطرح معتبر اور ملتفت الیہ ہوسکتے ہیں اور
کہ حدیث ابو ہریرہ میں واذا قرء فانصتوا کی مروی ہے وہ بھی کسی جملہ حدیث ابو ہریرہ کے مخالف ن
کیونکہ اوسکی الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع اللہ لمن
فقولوا اللھم ربنا لک الحمد اور روات اس حدیث کے بھی سب صدوق اور ثقہ ہیں ایک راوی
ابو خالد احمر ہیں وہ بھی ثقہ اور صدوق ہیں اور انکی مدح میں اسیقدر کافی ہے کہ بخاری و مسلم اس سے تخ
کرتے ہیں جسکا دل چاہے صحیحین دیکھ لیوے مگر چونکہ بخاری نے جزو قرأت میں امام احمد سے نقل فرمایا
وہ فرماتے ہیں اراہ کان یدلس لہذا اونپر ایک قسم تدلیس کا لگایا گیا حالانکہ امام احمد بھی انکو قطعاً مدلس
فرماتے سو یہ گمان تدلیس اُنکے ثقہ و صدوق ہونیمیں مضر نہیں اسیواسطے بخاری بے تکلف ان سے
کتاب میں روایت فرماتے ہیں اور صورت مدلس ہونیکی اگر ہے تو یہی وہم ہے کہ اپنے اصل استاد کو انہوں نے
کیا اور اُس کا حال معلوم نہیں کیا ہے پس بخاری کے نزدیک تو سبب اس توہم کا اور انفراد ابو خالد کا ا
میں یہ وجہ انکار کی ہوئی مگر درصورتیکہ ابو خالد کا دوسرا متابع ثقہ صدوق موجود ہے تو ایسی حالت میں و
تدلیس بالکل مرتفع ہوگیا اور صحت حدیث میں کسی نوع کا تردد باقی نہیں رہا چنانچہ نسائی نے اپنے سنن میں
نقل روایت ابو خالد احمر مذکورہ بالا کے دوسری سند ذکر کی اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن المبارک
حدثنا محمد بن سعد الانصاری قال حدثنی محمد بن عجلان عن زید بن اسلم الی آخر السند

Marfat.com

ثم قال کان الخزمی یقول ھو ثقہ یعنی محمد بن سعد الانصاری پس ہرگاہ کہ محمد بن سعد متابع ابوخالد احمر کے ہوگئے تو وہ واہمہ جو کسی وجہ سے ہوگیا تھا رفع ہوگیا اور ابوخالد کے جلیل القدر ہونے میں کوئی شبہ نہیں چنانچہ جوہر نقی حاشیہ بیہقی میں ہے قال اسحق بن ابراھیم سالت وکیعًا عنہ فقال ابوخالد ممن یسئل عنہ قال ابوھشام الرفاعی ثنا ابوخالد الاحمر الثقہ الامین الخ علی ہذا اسمٰعیل بن ابان بھی متابع ابوخالد کا ہوا ہے چنانچہ بیہقی میں بھی یہ سند مذکور ہے تو چونکہ بعض نے ابوخالد میں کلام کی تو اس حدیث کو مسلم نے مختلف فیہ قرار دیا لیکن جب یہ کلام قابل التفات نہ تھی تو مسلم نے اسپر نظر فرماکر حدیث ابوہریرہ کی تصحیح فرمائی اور بعض دیگر چونکہ اس کلام پر جو ابوخالد میں کی گئی ہے اطمینان نہ ہوا تو نسبت اس زیادت کی محمد بن عجلان کی طرف کی حالانکہ محمد بن عجلان بھی ثقہ صدوق ہیں چنانچہ بخاری اپنی تعلیقات میں اور مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ترمذی اپنے اپنے سنن میں ان سے روایت کرتے ہیں جوہر نقی میں ہے قلت ابن عجلان وثقہ العجلی وفی الکمال لعبد الغنی ثقہ کثیر الحدیث وتابعہ علیہا خارجۃ بن مصعب ویحیٰی بن علاء کما ذکرہ البیہقی فیما بعد۔ اور نیز جوہر نقی میں ہے وقد ذکر المنذری فی مختصرہ کلام ابی داؤد ورد علیہ بنحو ما قلنا وابن حزم صحح حدیث ابن عجلان وقدمران مسلمًا صححہ وذکر ابن عمر فی التمہید بسندہ عن ابن حنبل انہ صحح الحدیثین یعنی حدیث ابی موسیٰ وحدیث ابی ھریرۃ انتھی۔ اس تحریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اگرچہ امام احمد کو کسی وجہ سے ابوخالد احمر پر وہم تدلیس تھا مگر اس زیادۃ کی صحت میں انکو کسی طرح شبہ نہ تھا لہذا انہوں نے اس کی صحت کی تصحیح فرمائی فقط۔

الحاصل جو کچھ کلام حدیث ابی ہریرہ میں کسی نے کی ہے وہ بھی مخفی صحت اس [illegible] نہیں ہے چنانچہ واضح ہوگیا پس صحت ہر دو حدیث میں کوئی خدشہ نہیں [illegible] ان دونوں میں کلام کی گئی ہے وہ خلاف قواعد مسلمہ ائمہ حدیث کے ہے [illegible]

اہل دیانت کو کچھ توجہ نکرنا چاہئے اور نیز یہ ہر دو حدیث جیسا کہ اپنے مزید علیہ کے مخالف نہیں ہیں اور کسی دوسری حدیث صحیح کے بھی معارض نہیں ہیں چنانچہ اوپر کی تحقیق سے معلوم ہوچکا البتہ اباحۃ مفہومہ حدیث عبادہ کے خلاف ہے مگر تاریخ سے معلوم ہوچکا کہ حدیث ہست موخر حدیث عبادہ سے ہے اور رافع اس کی اباحۃ کو اور دیگر احادیث جو موئد اس ہیب کی ہیں انکی نقل و تصحیح کی حاجت نہیں اب ہر عاقل پر واضح ہوگیا کہ مذہب راجح صحابہ کرام کا ارجح المذاہب ہے اور موافق احادیث مرفوعہ کے اور آیۃ کلام اللہ شریف کے پس اس پر طعن کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن کرنا ہے اور احادیث مرفوعہ اور آیۃ کلام اللہ شریف پر۔ پس اس سے حذر لازم ہے اور ایسی جرأت کو سخت مضر جانکر ترک کرنا چاہیئے۔
علی ہذا طعن کرنا مذاہب ثلاثہ باقیہ پر بھی دیانت سے نہایت بعید ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہٗ اتم و احکم
وما علینا الا البلاغ واللہ
یھدی من یشاء الی
صراط مستقیم ط

Marfat.com

مسئلہ وجوب تقلید شخصی

بجواب اشتہار غیر مقلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقلید شخصی واجب ہے - حقتعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا اتباع فرض کیا اور احادیث تمام اسیر وال میں اور روایات سب کے نزدیک مقرر ہے مگر فہم کی بات ہے کہ اتباع حضرت وہ کر سکے کہ جسنے آپکی زیارت کی ہو ورنہ بدون حضور خدمت کیونکر ہو سکتا ہے تو لہذا فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسکو بھی نقل فرمایا کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم حق تعالیٰ نے فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون تو پچھلو نپر پہلوں سے پوچھنا فرض فرمایا صحابہ سے تابعین نے پڑھا اور انکا اقتدا کیا اور علی ہذا تابعین سے تبع تابعین نے پڑھا کہ خود فرما چکے ہیں خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذی یلونہم ان قرون کی تعریف سے یہ مقصد ہے کہ تابعین نے صحابہ سے سیکھا اور تبع تابعین نے تابعین سے اور یہ ہر سہ قرون خیرات ہیں ان سے یہ طریقہ لو کیونکہ خیریت انکی بسبب علم و عمل ہے اور جو علم و عمل میں اولی ہوتا ہے وہی مقتدا ہوتا ہے پس اب تبعین سنت نبوی پر تحصیل دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے اور انکے بعد تابعین سے اور انکے بعد تبع تابعین سے فرض ہوا اور علی ہذا آج تک یونہی قرن بقرن چلا آیا کہ خود فرمایا بلغوا عنی سب عالم کو خطاب کیا کہ تم تبلیغ دین کی کرو تو ہر زمانہ میں بعبارت صریح حدیث کے علماء سے دین کی تحقیق اور علم نبوی کا سیکھنا فرض ہوا کیونکہ بدون تقلید پہلونکے پچھلونکو ہرگز دین نہیں مل سکتا مشتہر کو بھی تو دین پہلوں سے ہی معلوم ہوا ہے کسیکی بات ماننا اور اسکو صادق جانکر عمل کرنا اسکے ہی معنی تقلید ہیں اتنی بات مقلدین و غیر مقلدین سب مسلم رکھتے ہیں مگر غیر مقلدین صرف لفظونکی تقلید کرتے ہیں کہ پہلونسے لفظ سنکر قبول کیئے اور معنی جو چاہے آپ لگا دیئے گو دین کے موافق ہوں یا مخالف - سبحان اللہ صحابہ جو عربی تھے اور فصاحت و معانی و نکات اپنی کلام کی جانتے تھے قرآن و حدیث کے معنے کو حضرت سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصود معانی کی سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے کہ مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے دس برس میں سورہ بقرہ کو سیکھا یہ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ - الفاظ کے پڑھنے کی انکو کیا ضرورت تھی بلکہ تفسیر پڑھی تھی اور علی ہذا تابعین و تبع تابعین اور سب علماء کو معنی کی تقلید ضرور ہوئی مگر جہلاء ہند کو کچھ حاجت نہ رہی کہ فقط پہلے لوگوں کے لفظ دیکھکر اپنی رائے سے جو چاہے معنے گھڑ لیئے احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ تابعین قرآن کے متعارض مضامین کو اور غریب لغات کو تحقیق کرتے تھی بہرحال تقلید لفظ و معنی دونونکی دین میں واجب ہے تو بس اب حسب ارشاد شارع کی تقلید واجب ہوئی اور جو کوئی کسی عالم کی تابعین سے لیکر آج تک تقلید کرتا ہے تو تقلید صحابہ در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تقلید ہے

Marfat.com

کیونکہ یہ سب واسطہ و وسائل آپ کے ہیں سو تابعین اور تبع تابعین کی تقلید اور اُنکے شاگردوں کی تقلید صحابہ کی تقلید اور جنا
ب کی تقلید ہے تو بالضرور تقلید امام ابوحنیفہ رح کی تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی اور مقلد امام شافعی رحمۃ
علیہ وغیرہ کا مقلد آپ کا ہی ہوا اب باوجود اسبات کے کہ تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدون صحابہ اور تقلید صحا
تابعین کے محال ہے اور قرآن و احادیث میں انکی تقلید کا حکم صریح مذکور ہو چکا تو یہ ہم پوچھتے ہیں کہ باری تعالیٰ اور
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے حکم تقلید آئمہ اربعہ کے وجوب کے اور کیا معنی ہیں آیا یہ مقصود ہے کہ قرآن شریف یا حدیث
خاصکر بنام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ یا شافعی رحمۃ اللہ مثلاً حکم ہوا کہ فلاں امام کی تقلید کرنا واجب جانیو سو اگر یہ مطلب ہے تو
دھوکا مسلمانوں کو دینا ہے بخاری و مسلم کے الفاظ کی تقلید کی کونسی صحیح حدیث یا قرآن کی آیت ہے یا صحابہ میں
چند نام کے کسکے نام کی تصریح آئی ہے۔ معاذ اللہ۔ اور اگر صحابہ کی قرآن میں لفظ اصحابی کالنجوم پر قناعت ہے
ثم الذین یلونہم اور لفظ اہل الذکر کے عموم میں کیا قباحت دیکھی جو یہاں تخصیص اسمی کی ضرورت پڑی اگر شر
ہمسے امام ابوحنیفہ یا امام شافعی کے تصریح اسم کی نص مانگتا ہے تو ہم بھی صحابہ کی ہر ہر احد کے نام کی صراحۃ نص
ہیں اور بخاری و مسلم وغیرہما تمام ائمہ حدیث کی تقلید لفظی کی حدیث صریح طلب کرتے ہیں الغرض یہ سب مغالطہ اور دھوکا
بات یہ ہے کہ جیسا صحابہ نے حضرت سے دین لیا ویسا ہی تابعین نے صحابہ سے لیا اور تبع تابعین نے صحابہ و تابعین
اور جب صحابہ کی تقلید کا ارشاد کیا تو سب صحابہ کا گویا نام ہی لیدیا اور جبکہ تابعین کا علم صحابہ کا علم ہے تو سب تابعین کی تقلید
ضروری فرمادیا اور علیٰ ہذا القیاس بعد کے قرون میں اور امام ابوحنیفہ رح بھی تابعین میں سے ہیں چنانچہ جلال الدین
نے ایک رسالہ اس باب میں لکھا ہے تو انکی تقلید نص سے ثابت ہو گئی کیونکہ انکا سب فقہ اور حدیث صحابہ و اقوال و افعال ہی
سے مستنبط ہی اور علیٰ ہذا شافعی رح وغیرہ آئمہ تبع تابعین کے شاگرد ہیں انکا علم بھی صحابہ سے مستفاد ہے بس اب کس منہ سے کوئی انکی
سے انکار کریگا اور انکی نام کی نص صریح مانگنے میں مشتہر کا قافیہ تنگ ہو گا دیکھیں گے وہ کس کس اپنے مقتداؤں کی نص صریح
ہاں ایک بات باقی رہی وہ یہ ہے کہ مشتہر کا یہ مطلب ہو کہ تقلید سب صحابہ و تابعین کی بیشک ضروری ہے پھر خاصکر ایک ہی کی تقلید کرنی کیا
ہے اور وجوب ایک ہی شخص کا کس نص میں آیا ہے نص قرآن و حدیث تو علی العموم سب کی تقلید کا ارشاد فرماتی ہے اور تابعین اور
تابعین کے طرز سے بھی یہی ظاہر ہے کہ وہ کسی ایک کی شاگرد نہیں بلکہ بہت لوگوں سے علم انکا حاصل ہے البتہ یہ بات قابل التفات و جوا
تو اول ہوش کر کی یہ بات سنو کہ حدیث صحابہ کالنجوم کی یہ معنی ہیں کہ میرے سارے اصحاب مثل ستارہ کے ہیں تم جس کسی ایک صحابہ
بھی اقتدا کروگے تو ہدایت پاؤگے تو مطلب حضرت صلعم کا یہ ہے کہ فقط ایک صحابی خواہ کوئی ہو ہدایت کیواسطے کافی ہے یہ معنی نہیں کہ سب کی
کروگے تو ہدایت پاؤگے ورنہ نہیں مگر ہاں جب ایک کی اقتدا میں ہدایت ہے اگر چند صحابہ کی اقتدا ہوگی در مسایل مواقع متعدد
میں اصحاب متعددہ سے اقتباس کریگا تو بھی ہدایت ہوگی تو بس اس حدیث میں آپنے ایک صحابی کی تقلید کو کافی فرمایا اور زیادہ
کی تقلید کو منع نہیں فرمایا اور فی الواقع مسئلہ مختلفہ میں یکو قیمتین تو ایک ہی کی تقلید ممکن ہے، دو یا تین کی تقلید ہو نہیں
سکتی اور اوپر کی تقریر سے یہ واضح ہو لیا کہ تقلید تابعی کی تقلید صحابی ہی ہے، اور علیٰ ہذا یہ حکم جیسا صحابہ کی نسبت ہے ویسا

Marfat.com

تابعین اور تبع تابعین وغیرہم کی نسبت بھی ہے کہ ایک کی تقلید ضروری ہی ورنہ زیادہ کی منع نہیں تو بہرحال اتباع دین حاصل ہوتا ہے اور ہدایت پاتا ہے اور فاسئلوا اہل الذکر کا امتثال امر حاصل ہوتا ہے اور اصحابی کالنجوم الخ پر کامل عامل بنتا ہے۔ اس تقلید میں کوئی کراہت یا کوئی ترک اولیٰ نہیں اور مطلق تقلید کی جو انواع ہیں یہ بھی ایک فرد ہے اگرچہ دوسرے فرد کہ چند علما کا مقلد ہونا وہ بھی برابر ہے اور جائز ہے اور ہم لوگ اس تقلید شخصی کی ہے تو پس مقلد امام ابوحنیفہ رح و امام شافعی رح وغیرہما کا مقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے انمیں سے کسیکے نام لیکر فرمانیکی ضرورت نہیں کیونکہ کلیہ کی جزئیات و عام کی افراد بحکم صراحۃ ہی ہوتی ہیں اور اگر مشتہر کا مذہب کلیہ میں صراحۃ اسمی کا ہے تو تمام کلیات و عمومات وارده نصوص لغو ہوجاوینگی سب زانی و سارق و غاصب اپنے نام ہی تصریح مانگینگے جیسا کفار کہا کرتے تھے کہ خاص ہمارے نام حکمنامہ لاؤ الحاصل یہ نہایت چرلوز مطالبہ ہے اور واہی بات اور محض ڈھکوسلہ ہے بعد دریافت اس بات کے دوسری بات سنو کہ حقتعالیٰ قرآن شریف میں بقولہ لَا تَفَرَّقُوا حکم اتفاق کا اہل اسلام کو دیتا ہے اور اجتماع اور عدم تنازع کو فرض فرماتا ہے اور جو امر تفریق ڈالنے والا ہو اسکو منع اور حرام فرماتا ہے اگرچہ وہ امر مستحب ہے ہو سو جو امر ایک وقت میں مستحب تھا جب اس امر سے مسلمانوں میں فساد ہونے لگا وہ امر حرام ہوجاتا ہے دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندیشہ افتراق امت کے بیت اللہ شریف کی دیوار کو اپنے موقع پر بنایا اور خود آپ نے تطویل قرأت فی الصلوٰۃ کو مستحب فرمایا تھا کہ عمدہ منزلہ ہے جس میں قرآن زیادہ پڑھا جاوے اور حضرت معاذ نے اسپر عمل کیا تو جب ایک صحابی نے شکایت کی کہ ہم زراعت کرنیوالے ہیں۔ معاذ کی طول قرأت سے ہمکو تکلیف ہوتی ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فتان فرمایا اور چھوٹی قرأت کو واجب کردیا کیونکہ قرأت کے ادا کرنیکا ادنیٰ درجہ کافی تھا اور یہ طریقہ موجب اتفاق کا تھا اور دوسرا طریقہ حالانکہ مستحسن تھا مگر وقت افتراق کے اسکو فتنہ فرمادیا اور اسپر عمل کرنیوالیکو فتنہ انگیز ٹھیرایا پس قاعدہ مسلم شرع کا ہے کہ اگر ادای واجب کے دو طریقہ ہوں ایک میں فساد ہوتا ہو اور دوسرے میں اتفاق رہتا ہو تو وہ طریقہ جسمیں فساد ہو اختیار کرنا حرام ہوجاتا ہے اور دوسرا طریقہ واجب معین ٹھیر جاتا ہے اگرچہ وہ طریقہ جسمیں افتراق ہوتا ہے اصل میں عمدہ ہی کیوں نہو مگر اس عارضی امر سے حرام بنتا ہے اب ان دونوں امر کے بعد جواب اس خدشہ کا صاف نکل آیا کہ تقلید شخصی کرنیوالے اہل ہند سے سلف اپنے فرض سے فارغ تھے اور امتثال امر خداوندی و دینی میں سرگرم اب اگر عدم تقلید شخصی کو کوئی کرانا چاہتا ہے تو بحکم مقدمہ ثانیہ معلوم ہوا کہ فتنہ و افتراق امت میں موقع التا ہے لہذا یہ امر ناجائز ہوا اور تقلید شخصی واجب ہوئی لہذا ہم کہتے ہیں کہ اب تقلید شخصی واجب لغیرہ ہوئی اور عدم تقلید حرام لغیرہ بنی۔ اور جو کچھ فتنہ و نزاع اور اختلاف باہم اس عدم تقلید میں ہے وہ سب کو نظر آتا ہے مگر ہاں حقتعالیٰ جسکو نابینا بناوے وہ اس فساد کی معاینہ سے معذور ہے اب بفضلہ تعالیٰ وجوب تقلید شخصی بخوبی ثابت ہوگیا اور تقلید ائمہ اربعہ میں کسی امام کی بالتعیین واجب ثابت بنص قرآنی اور حدیث نبوی سے ہوگی کسی مسلمان کو تردد لایق نہیں اور یہ سوال مشتہر کا اصل سب سوالات کی ہے اور یہ بات اسکی جڑ بہت سے خدشات کی ہے اور مابہ الافتخار اسکا ہے اسواسطے ہمنے اسکو بہت دراز لکھا ہے اس جواب کو بہت غور سے دیکھنا چاہئے کہ صحت فہم سے سب خدشہ رفع ہوجاتے ہیں فقط

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد عفی عنہ

Marfat.com

تالیفات قطب زمان شبلی دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہم

افاض علینا من برکاتہم

ضیاء القلوب	۳ر	مثنوی تحفۃ العشاق	۱۰ر
غذائی روح	۳ر	ارشاد مرشد	۱۰ر
گلزار معرفت	۲ر	دردنامہ غمناک	۱ر
جہاد اکبر			ــ ر

تالیفات مولانا اشرف علی صاحب دام مجدہ

تعلیم الدین

ضروریات مسائل و نصائح و اشغال و مراقبات و مکاشفات قیمت ۶ ر

فروع الایمان

مومن میں جو صفات ہونی چاہئیں یعنی خصال ایمان قیمت ۲ ر

صفائی معاملات

فن کی ضروری باتیں جنکی ہر فرد بشر کو ضرورت رہتی ہے معاملات بیع و شرا و اجارہ وغیرہ میں قیمت ۱۰ ر

مکتوبات امدادیہ

حضرت صاحب کے خطوط بنام مولوی صاحب موصوف قیمت ۱۰ ر

اصلاح الرسوم

یہ کتاب نہایت مفید واقع ہوئی ہے جس میں رسوم مروجہ ناشائستہ کو جو بیاہ شادی و عقیقہ ختنہ وغیرہ تقریبات میں شائع ہو رہی ہیں مدلل طور پر باطل فرمایا ہے اور اس سے بھی مطلع فرمایا ہے کہ مسنون طور پر یہ امور کیسے ادا کئے جاویں۔ قیمت ۳ ر

جزاء الاعمال

اس رسالہ میں اس امر کو ثابت فرمایا ہے کہ نیکی اور بدی سے دنیا و آخرت میں کیا کیا نتائج و ثمرات پیش آتے ہیں۔ قیمت ۱۰ ر

تحقیق تعلیم انگریزی

انگریزی تعلیم پر مفصل اور مدلل بحث اور اسکی عمدہ تحقیق قیمت ــ ر

تالیفات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی

رحمۃ اللہ علیہ

جس نے مولانا کی تقریر سنی ہوگی وہ تو جانتا ہی ہوگا اور جس نے نہیں وہ آپ کی تالیفات سے دریافت کر سکتا ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے کس درجہ کا علم و فہم عطا فرمایا تھا

ہدیۃ الشیعہ	۸ر	یہ تینوں رسائل جواب اعتراضات شیعہ میں تالیف فرمائے ہیں
اجوبہ اربعین	۸ر	
انتباہ المومنین	۱ر	
تقریر دلپذیر	زیر طبع	ان دو میں دلائل حقانیت دین اسلام ہیں۔
حجۃ الاسلام مع تتمہ	۳ر	
مباحثہ شاہجہان پور	۶ر	ان چاروں رسائل میں وہ مباحث درج ہیں جو مولانا نے غیر مذہب والوں سے کئے یا ان کو جواب عقلی دلائل سے تحریر فرمائے ہیں۔
میلا خدا شناسی	۲ر	
انتصار الاسلام	۲ر	
قبلہ نما	۵ر	

آبحیات

یہ مضامین نہ کہیں دیکھے نہ سنے یہ کتاب آپ نے سفر حج میں حضرت مرشد برحق کو سنا کر صلہ میں تحسین کا خلعت لیا تھا اس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اثبات ہے قیمت ــــ

تصفیۃ العقائد

سر سید احمد خان کی ایک تحریر کا جواب ہے قیمت ــــ

توثیق الکلام	۱۰ر	ہر دو بحث قرأت فاتحہ خلف الامام
دلیل محکم	۱۰ر	

تحفہ لحمیہ

انسان بحسب فطرت گوشت خوار بنایا گیا ہے۔ قیمت ــــ

قصائد قاسمی	۲ر	جمال قاسمی	
لطائف قاسمی	۱۰ر	تحذیر الناس	

وغیرہ رسائل مضامین مختلفہ میں موجود ہیں۔

المشتہر

محمد یحییٰ کاندھلوی مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور

Marfat.com

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ ہدایت معتاد موسومہ بہ

ادلہ کاملہ

بجواب سوالات [illegible] مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے جسکا اشتہار انہوں نے چھپوایا اور تمام

علماء حنفیہ سے اسکا جواب طلب فرمایا ایک عالم دیندار ربانی نے فقط بطور جواب الزامی

و تحقیقی تحریر کیا ہر سوال کا [illegible] ان [illegible] یا واسطے ہدایت

اہل اسلام کے باہتمام رشید احمد [illegible]

محمد عبدالرحمن تربیت یافتہ حاجی مبرور

محمد مصطفی خان مغفور

سے

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ و
صحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ کے احقر زمن بندہ محمود حسن دیوبندی حضرت مولوی
محمد حسین صاحب مشتہر اشتہار مطبوع سفیر ہندوستان امرتسر کی خدمت میں ... عرض رسا ہی
اس چھوٹے منہ پر بڑی بات کا ارادہ تھا تو امام ابی حنیفہ ہی پر کیوں قناعت فرمائی
آپکی بلند پروازی کے لئے ہنوز گنجائش بہت تھی صحابہ و رسول اللہ صلعم سے گذر کر جناب باری
تک پونہچنا تھا کام بھی بڑا ہوتا نام بھی بڑا ہوتا آپ ... کی طرح ... ہیں ہم آپ ... ہم ...
وانصاف کے طالب ہیں ورنہ پھر آپ ہونگے اور ہم ہونگے ہمارا ہاتھہ ہوگا اور آپکا دامن ... خدا و
رسول خدا ہونگے اور یہہ مقدمہ پیش ہوگا زیادہ کیا عرض کیجئے۔ جناب ... اب تک ہم ... جب
نے تعصبی خاموش رہی آپنے میدان سنسان پاکر ہاتھہ پانوں ہلانے شروع کئے اب آپکی جہہ...
کی نوبت یہانتک پونہچی کہ اشتہار جاری ہونے لگے۔ اس فتنہ انگیزی پر کوئی کہانتک چپ رہی
اسلئے سردست ہم بھی کچھہ کچھہ عرض کرتے ہیں اسکے بعد بھی اگر آپ ہاتھہ پانو ہلائینگے تو پھر ہم بھی
انشاء اللہ ہاتھہ دکھائینگے ورنہ خیر ہم خود اہل اسلام کی نزاع فیمابین پسند نہیں کرتے
آپ اوروں کے ہر دعوے پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہیں تو اپنے دعووں کے لئے اگر ایسی دلائل سے ...
نہیں تو ایسی تو بالضرور ہی آپنے لگا رکھی ہونگی اسلئے بروے انصاف وقواعد مناظرہ اول آپکو لازم تھا کہ
اپنے مطالب کو بطور مشار الیہ ثابت فرماتے پھر کہیں کسی اور سے الجھنے کو تیار ہوتے اور ہمکو بھی ... جواب ...
تھا مگر بوجوہ چند در چند اس کشمکش میں پھنسکر اپنے اوقات کا خون کرتا ہوں ... عرض کئے دیتا ہوں

Marfat.com

صورتمین روایتکا پتا بتائیے دیتا ہون اگر آپ اپنی مطالب کے لئی نصوص صریحہ لائینگے اور انکی صحت باتفاق ثابت کرد کہلائینگی تو پہر ہم بھی انشاء اللہ اسبابمین قلم اُٹھائینگی اور یہہ بھی اسوقت بتلائینگی کہ کونسی مطالب کو کس درجہ کا ثبوت درکار ہی یعنی تواتر وصحۃ وحسن وضعف وغیرہ مراتب روایات مین سے کونسی بات کس مطلب کے لئی درکار ہی پہلی اسبات کو تو ابہی یون ہی رہنے دیجیے پر اپنی اعتراضونکا جواب سن لیجئے ؛

دفعہ اول آپ ہم سے رفع یدین نکرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتی ہین جو دربارہ عدم رفع نص صریح بھی ہو ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح حدیث صحیح متفق علیہ کے طالب ہین اگر ہو تو لائیے اور دتل کے بدلے بیس لیجائیے ورنہ کچھہ تو شرمائیے اور یہہ بھی نہو تو آپ آخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی مین کسی نص سے آپکا رفع یدین کرنا ثابت کیجئے اور دتل کی جگہہ بیس لیجئے اور نہو سکے تو پھر کسیکے سامنے منہ نکیجئے زیادہ وسعت چاہیے تو ہم صحیح کی بھی قید نہین لگاتے چہ جائیکہ متفق علیہ ہو اگر اسپر بھی آپ سے کچھہ بن آئے تو پھر آپ ہی فرمائین کہ اب متبع حدیث وسنت کون ہے آپ یا ہم۔ درصورتیکہ دوام رفع اور آخر وقت مین رفع کسی حدیث سے ثابت نہوا تو لقاؤ نسخ رفع سے احادیث رفع ساکت ہونگی اور اِس سبب احادیث نسخ وترک رفع کی معارض نہونگے جو آپکو یہہ گنجایش ملے کہ احادیث رفع کو احادیث ترک پر ترجیح دینے کیواسطے آمادہ ہون مگر اسصورتمین حنفی متبع حدیث ہونگے اور آپ اپنی رای کے تابع اور اتنی بات آپ بھی جانتے ہی ہونگی کہ احادیث ترک رفع بہرحال آپکی رای نارسا اور اجتہاد نا روا سے کہین بہتر ہین مگر یہہ یاد رہی کہ ترک اُن احادیث سے معنی عدم فعل نہین بلکہ موقوفی بعد وجود ہی جس سے نسخ رفع عیان ہے ؛

Marfat.com

دفعہ دوم آپ ہم سے اخفاء آمین میں احادیث صحیحہ متفق علیہ [illegible]

ہوں ہم آپ سے نص صریح حدیث صحیح دوام الجہر کے طالب ہیں اگر ہوں تو لائیے اور [illegible]

لیجائیے ورنہ پھر یہ بات منہ پر نہ لائیے اور زیادہ وسعت کی طلب ہے تو آخری وقت [illegible]

آپ سے جہر کا ثبوت دیجئے اور دس کے بدلے بیس لیجئے ورنہ تم ہی فرماؤ متبع حدیث کون [illegible]

تم درصورتیکہ احادیث جہر دوام جہر پر دال نہیں آخری وقتمیں جہر پر کوئی حدیث دلالت

کرتی تو پھر اصل میں بقاء جہر و نسخ جہر دونوں احتمال برابر ہوتے اسلئے احادیث جہر احادیث اخفاء

کی بھی معارض ہوتیں بلکہ بقاء و نسخ دونوں سے ساکت نکلیں پس عمل اُن پر [illegible]

نہیں تو اولے تو ضعف ہی ہوگا کیونکہ احادیث اخفاء نسخ جہر پر نہیں تو اولویت

اخفاء پر تو ضرور ہی دلالت کرتی ہیں خاصکر جب یہہ لحاظ کیا جاوے کہ انکم لاتدعون

اصم ولا غائبا او کما قال وغیرہ نصوص اخفاء دعا کی افضلیت پر دلالت کرتی

ہیں اسوجہ سے حنفی متبع حدیث ہونگے اور آپ تابع رائے ناز سامصرعہ

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۞

دفعہ سوم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہیں جو زیر ناف ہاتھ باندھنے پر بطور نص دلالت

اور پھر صحیح بھی ہوں اور صحیح بھی کیسی متفق علیہ ہم آپ سے اُن احادیث کے طالب ہیں [illegible]

تعمیم نکلتی ہو یا سوائے زیر ناف کسی خاص مقام پر دوام ہو اگر ہو تو لائیے اور [illegible]

پھر زبان ہلائیے بلکہ باز آئیے اور سمجھ جائیے کہ حنفیوں کی بات بیجا نہیں [illegible]

کسی خاص نسخہ پر نظر ہے تو بعد تسلیم صحت اتفاق صحت کے جو آپکے ہاں عمل کے [illegible]

Marfat.com

اسباب کو اول ثابت فرمائی کہ وہ نسخہ احادیث زیر ناف ہاتھ باندھنے کی نسبت کیونکر معارض ہے جو متروک ہوجائین اور اس بحث مین حنفیہ کے نزدیک بھی روایات صحیحہ مرفوعہ وموقوفہ موجود ہین جسکو شوق تفصیل ہو رسالہ ملا ہاشم سندی و ملا قائم سندی ملاحظہ کرلے ؂

دفعۂ چہارم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہین جنسے خاص مقتدیون کو ممانعت قرأت ثابت ہو۔ ہم آپ سے اُس حدیث کے طالب ہین جس سے مقتدیون کو امر وجوب قرأت بطور نص نکلتا ہو اور پھر وہ حدیث صحیح بھی ہو اور صحیح بھی کیسی متفق علیہ بھی ہو اگر ہو تو لائیے اور دس نہین بیس ۲۰ لیجائیے پر حدیث عبادہؓ جو ترمذی مین مرقوم ہے اُس کیطرف توجہ نفرمائیے اول تو وہ صحیح نہین اور کسی نے صحیح بھی کہدیا تو اس سے اتفاق ثابت نہین ہو سکتا جو آپکی شرائط مقبولہ مین سے ہے علاوہ برین آپ حدیث مانگتے ہین ہم اول تو قرآن کی آیہ عرض کرتے ہین واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا اور پھر یہہ عرض کرتے ہین کہ یہہ دلیل وہ ہے جسکو حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت امام شافعیؒ بھی مان گئے ہین جو تمام جہان مین ایجاب قرأت علی المقتدی مین ممتاز ہین یہ ہی وجہ ہے کہ ایکصاحب تو تتبع سکتات امام کی تکلیف دیتے ہین اور ایکصاحب فاتحہ اور سورہ کے درمیان سکتہ طویلہ نکالتے ہین اگر مخالفت آیہ کا کھٹکا نتھا تو پھر باوجود وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی تو خود ہی مطلق اور عام تھا اس تجویز غیر مروی کی ضرورت کیا تھی۔ اب آپکی خدمتمین یہہ گذارش ہے کہ یا تو آپ کسی حدیث صحیح

اسباب ... (margin:) نسخہ ... ابن ابی شیبہ ... سند ... نہین ...

Marfat.com

صحیح متفق علیہ صحتہا سی چہوڑ ضعیف ہی سی سکتہ طویلہ درمیان فاتحہ [illegible]
مطلقاً ہر رکعت مین ثابت فرمائین اور دلیل نہین بین لیجائین یا تتبع سکتات امام کی
روایت مرفوع سی ثابت فرمائین صحیح ہو ضعیف ہی روایت سہی پر اتنا تو ہو کہ احتمال
صحابی کا احتمال نہ رہی پہر ہم سی دلیل نہین مبین لیجئی ورنہ پہر عدم تعمیل آیت کی فکر کیجئی
اور یہہ سمجہہ لیجئی کہ اول تو حدیث غیر متواتر وجوب عمل مین ہم سنگ قرآن نہین ہوسکتی
اور بالفرض لفرض محال ہوتی بہی تو اگر آپ متبع حدیث ہونگی تو ہم متبع قرآن مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ اسکے بعد اگر آیت مین کچہہ تخصیص کرینگے تو
ہم حدیث مین تاویل کرینگے اور بروقت موازنہ آپکو انشاء اللہ معلوم ہوجائیگا
کہ کسکی بات غالب ہی باقی رہی اور احادیث اور سوا ہی اُسکے اور دلائل ور اتفاق
جم غفیر اُنکو ابھی ہم بھی پیش نہین کرتے یار باقی صحبت باقی ؛
دفعہ خامس آپ ہم سی وجوب تقلید کی دلیل کے طالب ہین۔ ہم آپ سے
وجوب اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وسلم و وجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہین
اگر ایک انمین سی دوسری کے لئی وجوب اتباع کی سند ہی تو پہر اوسکی وجوب اتباع
کی کیا سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب الاتباع ہونا اگر قرآن سے
ثابت ہوتا ہے تو قرآن شریف کا واجب الاتباع ہونا کہان سی ثابت ہوا اور اگر قرآن
شریف کا واجب الاتباع ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت
ہوا تو رسول اللہ صلعم کا واجب الاتباع ہونا کہان سی ثابت ہوا [illegible]

Marfat.com

آپ اپنے آپکو یا اپنے اقران و امثال کو مہبط وحی آسمانی قرار دین اور رسول اللہ صلعم کی خاتمیت کو رلا ملا دین اور کوئی تدبیر نہین مگر ہرچہ بادا باد آپ ایسی ہی سند غیر معتبر لائین اور دو تین نہین ہزار لیجائین ورنہ ہماری طرف سی یہہ گذارش ہی کہ آپ جس موطن سی سند وجوب اتباع نبوی و قرآنی نکالکر لائین گے اُسی موطن سی ہم سند وجوب اتباع امام نکالکر دکہلائین گے ؛

دفعہ سادس ظہر کے وقتین اور عصر کے وقتین صاحبین کا تو وہی مذہب ہی جو اور اماموں کا ہے اور امام اعظمؒ سی بھی ایک روایت یہی ہی اور اسی پر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وغیرہ مین عمل ہی مگر ظاہر الروایت مین امام سی یہہ روایت ہی کہ ظہر مثلین پر ختم ہوتا ہی اور عصر مثلین سی شروع ہوتا ہی خیر ہمکو بوجہ بے تعصبی کسی بات پر اڑ نہین مگر جب آپ بیوجہ لڑنے کو طیار ہین تو نے جواب دئے رہا بھی نہین جاتا۔ سُنئے موطا امام مالکؒ مین بروایت امام محمدؒ اور بروایت یحیٰی بن یحیٰی حضرت ابوہریرہؓ سی ایک روایت ہی جسمین لفظ صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک مثلیک موجود ہے۔ یہہ روایت ہرچند موقوف ہی لیکن بات ایسی ہے جسمین رای صحابی کو مداخلت ممکن نہین اس لئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع کہنا پڑیگا اور چونکہ اسباب مین جہان مثل اور مثلین آتا ہی وہان علاوہ فی الزوال مثل اور مثلین لیا جاتا ہے تو یہان بھی یہ ہی کرنا پڑیگا ورنہ سخت ناانصافی ہے اِس صورت مین آپ ہی فرمائین کہ ظہر کی نماز حسب ارشاد حدیث بعد مثل واقع ہوگی یا قبل مثل

Marfat.com

مگر جب وقت ظہر بعد المثل باقی ہی تو لاجرم شروع عصر بعد المثلین ہوگا کیا عجب ہی کہ دن
مین آخر کار تغیر و تبدیل واقع ہوا ہو ظہر کا وقت مثل سی منسوخ ہو کر مثلین تک پہنچگیا ہو اور
یہہ زیادتی عصر مین باعث نقصان ہوتی ہو اسلئی مقتضاء احتیاط تقوی تو یہہ ہی کہ نماز
ظہر مثل سی پہلی پہلی پڑھ لیا جاوے اور اگر اتفاقاً بشریت سی قبل مثل اتفاق نہوا ہو تو بہر مثلین
ہی سی پہلی پڑھ لے اور عصر ہمیشہ بعد مثلین پڑھا کری اور بظاہر منشا و ظاہر الروایت بہی
ہی اور غور کیجیو تو یہہ بات دور از عقل نہین کیونکہ احادیث اوقات محکم نہین جسمین احتمال نسخ
نہو پہر اسپر روایۃ مشار الیہا موجود جو نسخ کیجانب مشیر ہی تعارض ہوتا تو ہم لوگ نہین
احادیث کو ترجیح دیتے جنسے مثل کو حد فاصل بین الوقتین بنایا ہی مگر جب تک اختلاف وقت
ممکن ہو تو دعوی تعارض کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اسلئی یہہ عرض ہی کہ جب ترجیح احادیث
مشار الیہ کی کوئی صورت نہین تو پہر ان احادیث پر عمل کرنے سی کیا انکار ہی کیا آپکی رای
سی یہہ حدیثین گئی گذری اتباع سنت و احتیاط دونون حاصل آنکو یک لخت چہوڑ دیجیے
تو پہر عدم ادا فرائض کا کہٹکا سر پر ہان اگر آپکے پاس کوئی ایسی حدیث صحیح موجود بارہ
دوام ادا صلوۃ عصر قبل المثلین نص صریح ہو یا فقط آخری وقت ہی مین ادا صلوۃ عصر
قبل المثلین پر نص صریح ہو اور پہر صحاح مین متفق علیہ بہی ہو تو لائیے اور دل نہین پیش
لیجائیے پر اتنا یاد رکہیے کہ نص و غیر نص کا سمجہنا ہر کسیکا کام نہین سوچ سمجہکر کام کیجیگا
ورنہ ایسا نہو ع مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا ✦

دفعہ سابع تساوی ایمان کے اگر یہہ معنی ہین کہ شدت و ضعف و قوت

Marfat.com

تو آپ ہی فرماوین کہ یہہ کون کہتا ہی اور اسکی کیا سند ہے اگر ہو تو لائیے اور دس٘ نہین بیس٘
لیجائیے ورنہ اس تہمت بے اصل سے باز آئیے کچھہ تو خدا سے شرمائیے اور اگر یہ مطلب ہی کہ جزو
باتو نیز انبیاء اور ملائک کو ایمان ہی نہین باتو نیز عوام کو بھی ایمان ہی اسباب مین بھی
عوام اُنہین کے قدم بقدم ہین تو پھر سوا آپکے اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر حنفیو مین سے اسکا
کوئی منکر ہو تو بتلائیے اور سند دکھلائیے اور دس٘ نہین بیس٘ لیجائیے ورنہ تہمت بیجا سے
باز آئیے کچھہ تو خدا سے شرمائیے زیادہ کیا عرض کرون اگر یون کہون کہ ایمان مقولہ کیف
سے ہی اور کیف قابل قسمت و نسبتہ بذات خود نہین ہوتا جو کمی بیشی مساوات کا امکان ہو
تو آپ بوجہ آیات و احادیث مشعرہ زیادت کو پیش کرکے اوقات خراب کرینگے حالانکہ
اُن آیات و احادیث مین جہان زیادتی پر دلالت ہی وہان یہہ بھی دلالۃ ہی کہ وہ
زیادتی باعتبار تزائد احکام و اخبار تھی جو اُسوقت بوجہ تجدد نزول وحی ہوتی رہتی تھی
اور اب کسیطرح متصور نہین عتبار اصل ایمان نتھی یہہ میری گذارش اُن صاحبونکی خدمت مین
ہی جو اس شرب سے بھی واقف ہین اور فہم و انصاف بھی رکھتے ہین ورنہ اُن صاحبونکی خدمت
کے لئے جیسے اکثر غیر مقلدین ہوتے ہین وہ اول ہی مضمون کافی ہی وہ صاحب اس مضمون کے
جواب کی تکلیف نہ اُٹھاوین مفت حیران ہونگے اور کچھہ کام نچلیگا ٭

دفعہ ثامن٘ جواب تو آپکے اِس اعتراض کا فقط اتنا ہی کہ منکوحہ غیر کی نسبت حنفیون
کا یہ قول ہی نہین دُر مختار اور شامی موجود ہی اگر آپ سچے ہین تو سند معتبر دکھلائیے اور دس٘
نہین بیس٘ لیجائیے خدا جانے یہ افترا ہی یا خوبی فہم ہی۔ اگر خوبی فہم ہی تو ترک تقلید کے

Marfat.com

لئے عذر معقول ہی مگر ان شاید بعد عذر سہو یا قلت تدبر آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ منکوحہ غیر کیسی
غیر منکوحہ کی علت بھی اسطرح معقول نہین اسلئے یہہ گزارش ہی کہ قبل از جواب ایکدو بات
سن لیجئے اور برائے خدا ذرا انصاف بھی کیجئے ایسی علت ملک جس سے اسکا معلول متخلف ہی
نہو سکے بدلائل عقل و نقل وہ قبضہ ہی حدوث ملک اول اسی سے ہوتا ہی اسکے بعد کہین بیع و شرا
کی نوبت آتی ہی مگر بیع قبل القبض کا ممنوع ہونا پھر اسی بات پر دلیل کامل ہی کہ قبضہ علت ملک ہی
اور مہاجرین کو خدا کا فقرا کہنا حالانکہ اکثر صاحب بہت کچھہ چھوڑ گئے تھے وہ بھی بجز اسکے متصور
نہین کہ علت ملک قبضہ ہی اسکے اٹھہ جانے سے ملک گئی تو وہ فقرا کہلائے اور وارث گو ظاہر بینون
کی نظر مین قبل القبض مالک ہو جاتا ہی مگر جب یہ لحاظ کیا جائے کہ وارث قائم مقام مورث ہو جاتا ہی اور
بحکم یوصیکم اللہ خدا کیطرف سے یہہ تبدیلی ہوتی ہی تو یہہ بات خود واجب التسلیم ہو جاتی ہی کہ جیسی
درصورت تبدیلی اجسام یکی بجائے دیگرے وہ فوقیت و تحتیت جو جسم اول کو بہ نسبت فرش و سقف حاصل تھی
بعینہ جسم ثانی کیطرف عائد ہو جاتی ہی ایسی ہی اسصورت مین قبضہ مورث بعینہ اسکی طرف خود عائد ہو جاتا
ہی یہہ نہین کہ مثل بیع و شرا دوسرے کے مال کو اپنی طرف کہینچتا ہی اور اپنی مالکی قائم مقام کر لیتا ہی یہہ فرق
بشرط فہم رسا اسکو مقتضی ہی کہ یہان تازہ قبضہ چاہئے اور وہان وہی قبضہ مورث اسکی طرف
آجاتا ہی اسوقت اتنی بات پر اکتفا کرتا ہون اگر آپ صاحب فہم و فراست ہین تو اتنی ہی بات سے
اصلی باتکو سمجھہ جاوینگے ورنہ آپ کچھہ اعتراض فرماوینگے تو پھر ہم بھی انشاء اللہ آپکو تماشا دکھاوینگے
۔ دوسری بات یہ ہی کہ جیسے بشہادت خلق لکم ما فی الارض جمیعا ما فی الارض قابل ملک بنی
آدم ہین ایسے ہی بدلالت خلق لکم من انفسکم ازواجا وغیرہ عورتین قابل ملک شوہر ہین یہان بھی جو
قبضہ ہوگا تو ملک ہوگی نہین تو نہین ۔ تیسری بات یہ ہی کہ عقد نکاح کو بیع نکہیے تو اجارہ
کہنا پڑیگا مگر اجارہ کہیئے تو اوس کے بطلان کے لئے یہ ہی کافی ہی کہ اجل معلوم

Marfat.com

نہ کار محدود پھر جائز ہو تو کیونکر ہو اگر اجارہ ہوتا تو نکاح بطور معروف جائز نہوتا ہوتا تو
متعہ جائز ہوتا اور طلاق یکطرفی اُس اعتاق کے مشابہ ہی جو مالک ہی کیطرف سی ہوتا ہی اور خلع
کا مشابہ کتابت ہونا اسبات پر شاہد ہی کہ یہان بھی ملک ہی ہوگی جو یہہ لین دین ہے
چوتھی بات یہہ ہی کہ جسقدر روح اپنے بدن پر قابض ہی اُسقدر اور کوئی کسی چیز پر قابض
نہین اوسیکے قبضہ کے بھروسے اور بھی جاندار دن سے منتفع ہوتے ہین روح کا قبضہ
نہو تو پھر حیوان سے انتفاع محال ہی اور ابدان حیوانات مین سی خاصکر بدن انسان کا نافع
ہونا اور بمعنی لائق میلان خاطر مال ہونا ایسا ظاہر ہی کہ اور کسیکا نافع ہونا اور مال ہونا ایسا
ظاہر نہین کیونکہ اور چیزین اسیکی حفظ و ترمیم کے باعث نافع اور مال کہلاتی ہین اسصورت مین
جیسی ارواح کا مالک ابدان ہونا بوجہ اکمل ہوگا ایسی ہی ابدان کا مملوک ارواح ہونا بھی مثل ارواح کے مالک
ابدان ہونیکے بدرجہ اتم ہو کیونکہ مالک ہونیکے لئے قبضہ اور مملوک ہونیکے لئے مالیت چاہئیے جتنی وہ دونوں
زیادہ اُتنی ہی یہہ دونون زیادہ مگر چونکہ سوا توالد اور منافع کے حساب سے تو خود
روح اپنے بدن سی منتفع ہوتی ہی تو اُسکو اپنے بدن کی بیع اسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی
کہ اُسمین غیر کو استحقاق تملک ہی نہین کیونکہ وہ خاص اسیکے لئے بنا ہی ہان مافی الارض
بدلالۃ عقل و اشارہ خلق لکم ما فی الارض سبکے لئے ہی اُسکی بیع ہو تو کچھ حرج نہین اور
اسوجہ سی بھی ممنوع ہوگی کہ تذلل بنی آدم اصل مین خدا کے لئے ہی اور عزت بنی آدم
خاص اُسیکا حق ہی یہی وجہ ہی کہ سوال تک غیر سی ممنوع ہوا چہ جائیکہ اُسکی عبادت پھر
اسصورت مین بوجہ اپنے آپکو کیون ذلیل کیا اور اسوجہ سی بھی ممنوع ہوگی کہ تسلیم مبیع

Marfat.com

اور پھر مبیع سے انتفاع نے اعانت بائع یعنی رحم متصور نہین اور آپ خود جانتی ہین کہ
بیع اور شرط زائد حدیثو نمین ممنوع ہی ہان اپنی بدن کے خرید لینے مین البتہ کچھہ خرابی نہین
اسلئے بدل کتابت دیکر خرید لینا ممنوع نہوا مگر عورت بحساب نفع توالد جو اُسکی پیدائش سے
خاص غرض ہی اور موافق ارشاد نساءکم حرث لکم مردوں کے حق مین اسلئے مطلوب ہی
اپنے آپ اپنی بدن سے منتفع نہین ہو سکتی یعنی مثلاً آنکھہ ناک سے اپنا کام نکال سکتی ہی
پر اپنی رحم سے خود کامیاب نہین ہو سکتی یہہ ممکن نہین کہ مثل مرد خود اپنے آپ سے جماع
کرے اور بچے جنوائے اس حساب سے عورت مثل جمادات ہی جیسے اُنکے منافع سے
خود اُنکو کچھہ نفع نہین ایسا ہی یہان بھی سمجھہ لیجئے اور ظاہر ہے کہ جمادات مین مملوکیت
بدرجہ اتم ہی کیونکہ مالکیت کا شائبہ بھی نہین اسلئے اگر عورت اپنی رحم کو بیچدے تو نہ اسوجہ
سے کچھہ دقت پیش آتی ہے کہ بنایا تھا خاص اوسکے لئے مثل ما فی الارض جسکی عموم
مطلوبیت پرنے تخصیص لکم فرما دینا دلالت کرتا تھا عام نہ تھا پھر بیع کیون کر دیا
کیونکہ رحم اوسکے لئے ہوتا تو خود منتفع ہو سکتی بلکہ بدلالۃ خلق لکم من انفسکم ازواجا اولٹا
مردوں کے لئے اوسکا ہونا نکلتا ہی اور نہ اسوجہ سے کچھہ دشواری پیش آتی ہے کہ بیع مین
اپنی توہین لازم آتی ہے کیونکہ مرتبۂ اصلی مین کمی آئی تو توہین لازم آئی جب عورتین
خود مردون ہی کے لئے مخلوق ہوئین تو پھر کیا توہین ہی اور نہ اسوجہ سے کوئی دشواری
کہ بیع مین اپنی اعانت شرط ہوگی جس سے بیع اور شرط کا اجتماع لازم آئیگا جو
بالیقین ممنوع ہی کیونکہ عورتین جب مرد ہی کے لئے مخلوق ہوئین تو پھر اس حساب سے

Marfat.com

[illegible] کام لینا ممنوع نہین عورتون کی ارواح سے بھی اُن کا مون
[illegible] لیے وہ بنائی گئین الغرض شرط اُس امر کی ممنوع ہوتی ہے
[illegible] نہین ہوتا کیونکہ اِس صورت مین ربوا لازم آتا ہے اور جسکا استحقاق
ہوتا ہے اُسکا شرط کرنا ہی فضول ہوتا ہے جیسے بیع مین قبضہ کی شرط کر لیجاوے تو
الیشان [illegible] ہوتا ہے کوئی نئی بات نہین ہوتی — پانچوین یہہ بات ہے کہ اگر عورت
و مرد مین تساوی نوعی ہوتی تو تسفل صنفی جس پر آیۃ خلق لکم من انفسکم ازواجاً دلالت
کرتی ہے خود اِسبات کو مقتضی تھا کہ مثل حیوانات فقط قبضہ کافی ہو جاتا اور بیع کی حاجت
نہ پڑے مگر یہہ تساوی نوعی جسکا لقا تا لقاء ایمان ہی مانع عروض ملک تھا —
شرح اِس معما کی یہہ ہے کہ منفعت توالد تو مرتبہ صنفی سے متعلق ہے اور منافع باقیہ مثل
منفعۃ چشم وگوش و دست و پا وغیرہ اعضا مرتبہ نوعی سے متعلق ہین اور یہہ دونون
مرتبہ باہم ایسی مخلوط ہین کہ تقسیم کی کوئی صورت نہین پھر اسپر طرہ یہہ کہ جسم نسوانی
جسسے یہہ منافع متعلق ہین اصل مین اُنکا مقبوض ہے جس سے اُنکا مالک ہونا ظاہر ہے [illegible]
[illegible] یہی یہہ بات کہ خود عورتین اپنے رحم و فرج سے منتفع نہین ہو سکتین اِس سے
[illegible] مالک اعضاء تناسل کچھہ حرج نہین ہو سکتا ورنہ یہہ معنی ہون کہ خداوند غنی
[illegible] العالمین کسی چیز کا بھی مالک نہین اِسلئے بعد تحقق قبضہ تام مالکیۃ نساء اور مملوکیۃ
[illegible] تناسل [illegible] لازم ہے اور پھر بوجہ ارشاد خلق لکم من انفسکم ازواجاً
[illegible] تمتع مرد بطور فاعلیت مردونکا نسبت زنان بحیثیت منفعۃ مذکورہ

Marfat.com

مالک ہوسکنا ممکن ہوا اور عورتو نکا بہ نسبت مردون کے بحیثیت منفعت مذکورہ مالک ہونا ممکن
نہوا کیونکہ غرض ملک علو مرتبہ مالک اور تسفل مرتبہ مملوک کا خواستگار ہی تعاکس مراتب
مین یہہ بات متصور نہین اِسلئی بیع کی ضرورت پڑی اور مہر ثمن مین مقرر ہوا اان تقسیم
ممکن ہوتی تو یہہ بھی متصور تھا پر کیا کیجی ہبہ مشاع نے تقسیم صحیح نہ تھا باقی رہے
رسول اللہ صلعم اونکے لئی ہبہ کا جواز بایں معنی ہی کہ آپ اصل مین بعد خدا مالک عالم ہین
جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب الوجہین گے
اور فہیم ہونگے تو شاید ہم اِس بات کو آشکارا بھی کردین۔ القصہ آپ اصل مین مالک
ہین اور یہہ ہی وجہ ہی کہ عدل و مہر آپکے ذمہ واجب تھا اور یہہ مراعات نکاح و شرائط
نکاح اور بات پر مبنی تھو بالجملہ تا بقاء ایمان انتفاع منافع نکاح کے لئی بیع کی
ضرورت ہی ہان درصورت زوال ایمان بحکم اولئک کالانعام بل ہم اضل انسان مرتبہ
نوعی سی گرکر زمرۂ انعام مین داخل ہوجائیگا اور مثل انعام بمجرد قبضہ تام ملک مین آجائیگا
اور کیون نہو بدلالت و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت بنی آدم کی حق مین
اصل فطرت اور مقتضای طبعی ہوگی کیونکہ جیسی آنکھہ دیکھنی کے لئی بنی اور کان سننی کی
لئی آگ جلانے کے لئی اور پانی بجھانے کے لئی اور یہہ اغراض ان اشیاء کے حق
مین مقتضاء طبعی ہین ایسی ہی یہان بھی چاہئی آدمی عبادت کے لئی بنا ہی تو
پھر عبادت اُس کے حق مین ایک مقتضاء طبعی ہوگی مگر یہہ ہی تو پھر عبادۃ اوس کے
حق مین خاصہ سمجھی جائیگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیاء ہوا کرتی ہین اِس صورت مین

اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت وانقیاد مفقود ہو جاے تو یا تو بوجہ انقلاب ماہیت وہ اُس نوع ہی سے نرہا یا یون کہو کہ یہہ معلوم ہوگیا کہ یہہ اُس نوع سے ہی نہہ تہا اتحاد شکل و صورت اسصورت مین مثل اتحاد عرض عام اشتراک عرض عام ہوگا اور جب نوع انسانی نہین تو پہر کافر کو اعلےٰ درجہ مین سمجھنا تو حیوان ہی کا کام ہے نیچے ہی اُتارنا پڑیگا جس سے اولئک کالانعام کا مطابق عقل ہونا بھی ثابت ہو جائیگا بالجملہ بوجہ اجتماع تساوی نوعی و تسفل صنفی دونون جہتین اکھٹی ہوگئین خود مختاری بھی جسکا نتیجہ مالکیت ہی اور نہ اختیاری بھی جسکا نتیجہ مملوکیت ہی اسلئے بیچ بیچ کی بات نکل آئی سو من وجہ مالک اور من وجہ قابل ملک کہنا پڑیگا اور بیع کے بعد زوج کی مالکیت اور اسکی مملوکیت کا اقرار لازم ہوگا غرض نکاح مین مالکیت و مملوکیت ہوتی ہی اجارہ نہین ہوتا مگر ہان کوئی کہی تو یہہ کہی کہ بیع ہوتی تو آتو ہن اجورہن لفرمانے اور شوہر کو اختیار بیع وہبہ اجارہ ہوا کرتا اسکا جواب یہہ ہے کہ لفظ اجور سے اگر اجارہ ہونا ثابت ہوتا ہی تو لفظ اجر عظیم اور اجر کریم سے جو اہل ایمان کی شان مین وارد ہین یہہ بات ثابت ہو جائیگی کہ خدا اور بندہ کے درمیان مین عقد اجارہ ہی اور معتزلہ وغیرہ قائلان وجوب عدل و ضرورت اعطار اجر سچے ہین اہل سنت جہوٹے ہین مگر بھی ہنوز آپ سے ایسی نلے اعتقادی نہین کہ ائمہ فقہ کا اتباع چہوڑا تو ائمہ اعتقاد کا بھی اتباع اور اُن کی تقلید بھی چہوڑ دینگے ورنہ اول اسی قصہ کو فیصل کرتا چلتا اور ممانعت بیع سے یہہ لازم نہین کہ ملک نہوا کری حدیث تفریق والدہ ولد وغیرہ احادیث سے صاف ظاہر ہی کہ کبھی

Marfat.com

ملک ہوتی ہی اور بیع ممنوع ہوتی ہی کہ بھی نجاسات [illegible]

مفید ملک ہی نہو گی یا ہو گی مگر ملک خبیث ہو گی [illegible]

لیکن آپکی خاطر بھی عزیز ہے سُنئی وجہ حرمت [illegible]

مین فقط یہہ ہے کہ جب زوجہ حرث یعنی زمین پیداوار اولاد [illegible]

متعدد ہونگے تو زرع ولد بھی مشترک ہو گی گر گیہون وغیرہ [illegible]

تشابہ اجزا رنی کہیتکے تقسیم کر سکتے ہین اولاد کو جو [illegible]

تو کیونکر تقسیم کرینگے ایک بچہ ہو گا تو پارہ پارہ نہین کر سکتے [illegible]

اختلاف صورت وسیرت موازنہ متصور نہین پھر ارتفاع نزاع [illegible]

اگر بیع کی اجازت ہو تو بحکم ملک جیسی آن سابق تک بایع کو [illegible]

ایسی ہی آن لاحق مین مشتری کو اختیار تصرف حاصل ہو گا [illegible]

نطفہ اور اشتراک فی الولد پیش ہو گا جس سے یہی بیع [illegible]

لازم ہی کہ امکان قبضہ موجود ہو اور یہان قبضہ مشتری کی [illegible]

قبضہ اُٹھی تو مشتری کا قبضہ ہو گر ملک [illegible]

و تسلیم کہان ہی جو قبضہ مشتری سمجھا جائے [illegible]

رہی حالت حیض و نفاس اُسوقت [illegible]

کی ممانعت بوجہ بقاء ملک شوہر [illegible]

اور لنک کا لانعام بمنزلہ [illegible]

Marfat.com

کی ضمانت ہی جسکے اتلاف اور اپنی طرف پھیر لینے کا اُسکو اختیار نہین اگر اختیار ہی تو والدہ اور ولد کے مالک بنجانیکا اختیار ہی اور یہی وجہ ہی کہ اور قسم کے تصرفات اور استخدام سے ممانعت نہین اگر وجوب استبراء بوجہ بقاء ملک شوہر سابق ہوتا تو ملک یمین پیدا نہوتی اور استخدام جائز نہوتا بالجملہ وجہ ممانعت بیع وغیرہ موانع خارجیہ مین عدم الملک نہین ۔ علاوہ برین عورت بدلالت حرث لکم فقط بحیثیت توالد مملوک ہوسکتی ہی جو فقط فرج و رحم سی متعلق ہی بحیثیت سمع و بصر وغیرہ کالات بشری مملوک نہین اور اسلئے بدن زوجہ فیما بین زوج و زوجہ مشترک ہوگا اور تسلیم مبیع نے تسلیم جملہ بدن متصور نہین اسصورت مین تصرف فی حق الغیر بے رضاء غیر لازم آئیگا اور اسوجہ سی اس بیع کو بوجہ لزوم نزاع بیع غرر بھی کہنا پڑیگا بالجملہ وجہ ممانعت بیع عدم الملک نہین موانع خارجیہ ہین اور یہی وجہ تھی جو ہبہ اور اجارہ بھی درست نہوا اور متعہ بھی حرام ہوا گو ابتداء اسلام مین مثل جواز فطر حالت مرض و سفر بوجہ ضرورت مدت تک جائز رہا جو کہ عرضی تھا اور بعد ارتفاع ضرورت پھر حرمت اصلی اسیطرح نکل آئی جیسے بعد زوال حرارت عرضی پانی کی برودت اصلی ظاہر ہو جاتی ہی مگر یہ ہی تو قضاء قاضی یا کوئی اور سبب بھی موجب انتقال ملک شوہر کسی غیر کیطرف نہین ہوسکتا کیونکہ حاصل انتقال ملک بالبداہت یہ ہی کہ مالک ثانی مالک اول کے قائم مقام ہوگیا سو یہ بات ممکن ہوتی تو بیع اور ہبہ اور اجارہ ہی نے کیا قصور کیا تھا وہان بھی یہ ہی قائم مقامی ایک کی دوسرے کی جا ہوتی ہی ملک اصل ہو یا ملک منافع اسصورت مین زن منکوحہ در بارہ عدم امکان تملک غیر شوہر نظیر ابدان احرار ہوگی وہان بھی باوجود مملوکیت ابدان اور مالکیت ارواح جسکے تحقق پر دلائل مسطورہ

بالا بالقطع شاہد ہین غیر ارواح متصرفہ کیطرف ملک ابدان منتقل نہین ہوسکتی یہان
بھی غیر شوہر کیطرف باوجود مالکیت شوہر و مملوکیت زن منکوحہ ملک شوہر غیر شوہر کیطرف
منتقل نہین ہوسکتی اگر ہوسکتی ہی تو پہر عورت کیطرف منتقل ہوسکتی ہی چنانچہ طلاق و موت
مین بھی ہوتا ہی وجوہ دونو باتون کے متقارب بلکہ ایک ہی سی ہین چنانچہ ظاہر ہی
بالجملہ اسباب انتقال ملک بوجہ عدم قابلیت ملک غیران دونون موقعون مین بیکار رہتی ہین
اور کیون نہون ہر امر عارض کے لئے بالبداہت ایکطرف موصوف بالذات کی ضرورت ہی تو
دوسری طرف معروض قابل کی حاجت ہی یہی وجہ ہی کہ ارواح و اصوات وغیرہ مبصر نہین
ہوسکتی اور اشکال وغیرہ مسموع نہین ہوسکتی گو دیکھنے سننے والے کی آنکھہ اور کان کیسی ہی تیز کیون نہون
یہی وجہ ہی کہ قائلان نفاذ قضا ظاہرًا و باطنًا زن منکوحہ کو مستثنے کرتی ہین چنانچہ درمختار مین اشارۃً اور
شامی مین صراحۃً یہ بات موجود ہی علی ہذا القیاس ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین اس تصریح
سی کہ قضاء قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس
قاعدہ سی مستثنی کردیا ہی کوئی نسمجھی تو کیا کیجئے اوس کے فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین البتہ
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علمای حنفیہ کا یہہ دعوی ہی کہ بوجہ قضای قاضی
ملک مدعی مین آجاتی ہین بشرطیکہ قاضی باوجود علم حقیقۃ الحال دیدہ و دانستہ ظلما
ندلوادی سو یہ بات بشرط فہم و انصاف واجب التسلیم ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ زن
غیر منکوحہ قبل نکاح اپنی بدن کی آپ مالک ہوتی ہی اور بعد نکاح وہ ملک بقدر حاجات
شوہر کیطرف عائد ہوجاتی ہی اور اسوجہ سی یون کہہ سکتی ہین کہ جیسی عقود و عقود مین

Marfat.com

بعد بیع و شراء ملک بائع و مشتری ایک دوسرے کیطرف منتقل ہو جاتی ہی اور اسوجہ
سے ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتا ہی ایسا ہی شوہر دربارہ ملک بدل
زن قائم مقام زن ہو گیا مگر جب گنجایش تبدل ملک نکلی اور ایکدوسرے کی جا ایکدوسرے
کا قائم مقام ہونا ممکن ہوا تو درصورت قضائے قاضی یہہ بات ضرور تر ہی کیونکہ قاضی
بحیثیت قضا ادہر تو خدا کا نائب اودہر رعیت کا ولی نیابت و خلافت خداوندی
کے ثبوت کے لئے تو اوسکی حکومت ہی کافی ہے جبر آیہ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا
الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور نیز احادیث کثیرہ شاہد ہین مگر چونکہ حاکم وقت کی
حکومت نے نیابت و خلافت خداوندی متصور نہین اسوقت حکومت خلیفہ و قاضی
وغیرہ بالعرض ہو گی اور ظاہر ہے درصورتیکہ اوسکو حاکم بالعرض کہا تو پھر اوسکی حکومت
معارض ان الحکم للہ نہین ہو سکتی کیونکہ موصوف بالعرض درحقیقت موصوف ہی
نہین ہوتا موصوف حقیقی وہ واسطہ فی العروض ہی ہوا کرتا ہی باقی رہی ولایت اول
تو اوسکی ثبوت کے لئی بہی حکومت کافی ہی کیونکہ حاصل ولایت بحیثیت ولایت یہی
تصرف بیع و شراء نکاح و حفظ اموال ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نہ لے استمزاج غیر اموال
غیر مین تصرف بیع و شراء و فسخ علی ہذا القیاس نکاح غیر نے استمزاج غیر خود ایک ایسے
قسم کی حکومت ہی علاوہ برین جملہ فالسلطان ولی من لا ولی لہ حاکم کی ولایت
عامہ پر نص صریح ہی باقی خصوصیت من لا ولی لہ اِس قسم کی ہی جیسی کہا کرتے ہین
جس کا کوئی والی وارث نہین اوسکا خدا وارث ہی مگر ان اتنی بات ہی اگر قاضی دیدہ و دانستہ

Marfat.com

ظلم کری تو پہر درحقیقت اسوقت نہ نائب خدا ہی نہ ولی رعیت ہی کیونکہ جیسی حکام مجازی
نائبونکے ذمہ پابندی قانون سرکار ہی اوسا اولیاکے ذمہ شفقت ضرور ہی ورنہ پہروہ نائب
وولی نہین بلکہ مخالف ومحرم ودشمن ہی ایسی ہی یہان بھی ضرور ہی مگر جیسی لاعلمی کیصورت مین
تواب حکام مجازی اور اولیاء مخالف ومحرم ودشمن نہین سمجھے جاتے ایسی ہی یہان بھی
نہونگی مگر اسصورت مین بدلالت مقدمات سابقہ اُنکا حکم تہ تک کی خبر لیگا اور ظاہر سی باطن تک
اپنا کام کریگا کیونکہ ادروکی ظلم سی نجات اوسکی حمایت کے بھروسی تھی جب ہی اوروں کا
حامی ہوگیا تو پہر قبضہ غیر کا اُٹھانیوالا کون ہی جب مدعا علیہ کا قبضہ غیر مستحکم موجب ملک ہوگیا
جسکے عدم استحکام پر اس سی زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ قاضی کے حکم کے آگے ہو لیتا
ہی تو قبضہ مدعی تو بوجہ تائید قضاء قاضی وحمایت حاکم ایسا مستحکم ہی کہ اُسکی اُٹھنی کی امید ہی
نہین وہ کیونکر موجب ملک نہوگا اوہر مال متنازع فیہ محل قابل غرض علت موجب ملک یعنی
قبضہ موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکی ساتھ اتصال فاعل ومفعول ہوچکا یعنی
قبضہ محل قابل تک متعدی ہوچکا جسکا حاصل یہہ ہی کہ مانع تعدی کوئی نہین اب بھی وہ مرض
ملک مدعی مال متنازع فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ کو لزوم معلول ضرور نہین سو ایسی
بات سوا آپکے اور کسی سی متوقع نہین ہان یہہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہے
اسلیئے اسکا وبال سر پر رہیگا دنیا کی تکالیف جو بشہادت وما اصابکم من مصیبۃ فبما
کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ایسی ہی مواقع جونکو اکثر پیش آیا کرتی ہین اُنکی نوعیت تو
تو خدا ہی جانے پر عذاب آخرت تو حدیث فانما اقطع لہ قطعۃ من النار اور کما قال من بیان

اور یہ ہی حدیث ہے کہ جس کے بھروسے آپ یہہ سمجھے ہوئے ہین کہ قضاء قاضی
نافذ نہین ہو سکتی۔ کوئی آپ سے پوچھے دربارۂ عدم نفاذ قضاء یہ حدیث کدہر سے
نص ہو گئی۔

اب گذارش یہہ ہے کہ اس حدیث سے تو آپ کی کاربراری معلوم اور کوئی حدیث
ہو تو لائیے اور دنس نہین بس لیجائیے پھر تاوقتیکہ آپ اِس قسم کی آیت
و حدیث نہ لائین بروے انصاف و قانون مناظرہ آپ کا اعتراض حنفیون
پر وارد ہی نہین ہو سکتا بلکہ بحکم مقدمات مذکورہ جو بدیہی ہین یا کلام اللہ اور
حدیث سے ماخوذ ہین اولٹا نہین کا اعتراض آپ کے ذمہ رہیگا اگر حوصلہ
مدافعت ہو تو مقدمات مسطورہ کی نقیض قرآن اور حدیث سے ثابت فرمایئے
ادھر ماخذ مقدمات کا ابطال کیجئے پھر دنس نہین بس لیجئے لیکن انصاف
اور فہم سے کام کیجئے۔ ورنہ نے تکی کی ٹھہرے گی تو یہہ یاد رہے کہ یہ علم ہم
بھی پڑھے ہوئے ہین اس علم کے مبادی ہی مین آپکو اقصیٰ تک پونہچا دینگے
اور جواب ترکی بہ ترکی کا مصداق خوب جتا دین گے۔ آپ کو معلوم ہے
کہ نے تکی مین بوجہ زیادہ پڑتا ہی کولھو کی مثل ضرور ملازمان حضور کے
گوشگذار ہوئی ہوگی اِن وجوہ سے اول ہی عرض کر دیا گیا ہی کہ اس سے
احتراز اولےٰ ہے ورنہ گستاخی معاف ؛

دفعہ ماشیع بدلالۃ ولا تنکحوا جو قبل آیہ تحریم واقع ہی اور نیز بدلالت واحل

Marfat.com

لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم یہہ بات ظاہر ہی کہ بعد تحریم آیۂ حرمت مین نکاح
ہی جماع نہین اور چونکہ نہی افعال اختیاریہ پر واقع ہوا کرتی ہی تو نکاح کا محرمات سی منعقد
ہو سکنا ممکن الوقوع ہوگا ورنہ پھر نہی کس مصرف کے لئے اور کس مرض کی دوا ہوگی۔
علاوہ برین نکاح کی علۃ فاعلہ موجود علۃ قابلہ موجود تراضی ممکن پہر نکاح نہو سکنے کے
کیا معنی علۃ فاعلہ کا ثبوت تو اس سی زیادہ کیا کہ مرد قادر علے الجماع ہی اور علۃ قابلہ کا
ثبوت اس سی زیادہ اور کیا ہوگا کہ عورت محل پیداوار۔ مرد نہین جو اس توقع کی
گنجایش نہو غرض جو باتین اور عورتون سی متصور ہین یا اور مردون سی متصور ہین وہی
باتین مردونکو اپنی محارم سی متصور اور ظاہر ہی کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالۃ نساؤکم
حرث لکم اولاد ہی باینوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہی محارم سی بھی متوقع پہر ممانعت
ہوگی تو اصل نکاح ہی کی ہوگی اسلئے لا تنکحوا فرمایا لا تجامعوا یا لا تقربوا نفرمایا اور
باوجود امکان ارادہ معنی حقیقی معنی مجازی کا مراد لینا صریح نا انصافی ہی ہان اگر ضروریات
تحقیق نکاح جنکی تعیین وتعداد پر ماہیت مقصود اصلی خود گواہ ہی ممکن الاجتماع نہوتی یا موجود نہوتی تو
یہہ بھی ممکن تہا کہ بطور مشاکلت اس نکاح کو نکاح کہدیا ہو جیسی بیع مالیس عند البائع
یا بیع میتہ ودم کو جو مال شرعی نہین بوجہ مفقود ہونے مبیع کے جو ضروریات بیع مین
سی ہی حقیقی بیع نہین کہہ سکتی فقط بطور مشاکلت بیع کہدیتی ہین اور حاصل ممانعت
غرض بیع یعنی تصرف ہوتا ہی خود بیع نہین ہوتی بالجملہ بوجہ فراہمی تمام سامان بیع شرا
جیسی اکثر بیوع کو بیع حقیقی سمجھتی ہین ایسی ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکورہ نکاح حقیقی کہی

Marfat.com

یہہ نہین کہ مجازاً نکاح کہدیا واقع مین نکاح نہین ہان جیسی بوجہ مفاسد معلومہ قتل اہل
ایمان کے ممانعت ہی اور قتل کفار کی ممانعت نہین کیونکہ وہان وہ مفاسد نہین حالانکہ
اطلاق قتل دونون جا بطور حقیقت موجود ہی ایسی ہی بوجہ بعض مفاسد نکاح محارم ممنوع
رہا اور نکاح اجنبیات جائز رہا گو باعتبار اصل اطلاق نکاح دونون جا حقیقی ہی مجاز
نہین لیکن نکاح حقیقی ہوگا تو آثار نکاح بہی ایسی طرح متفرع ہو جائینگے جیسی قتل حقیقی پر
آثار قتل متفرع ہوتے ہین یعنی جیسی درد و الم و انزہاق روح دونون جا برابر قتل جائز ہو یا
ناجائز ایسی ہی انتفائے زنا در صورت نکاح دونون جا برابر ہوگا نکاح جائز ہو یا ناجائز اور
انتفائے زنا ہوا تو پہر احکام زنا مثل اجرائے حدود خواہ مخواہ منتفی ہونگے خاصکر جب یہہ
دیکہا جاوے کہ منجملہ احکام زنا حدود وادنے سے شبہہ سی بہی مندفع ہو جاتے ہین ہان
یہہ بات مسلم کہ جیسی قتل ممنوع ہوتا ہی تو آثار قتل پر یعنی درد و الم و انزہاق روح پہ اتنا
عذاب ہوتا ہی کہ کیا کہیے ایسی ہی نکاح ممنوع ہوگا تو آثار نکاح یعنی جماع وغیرہ پر اتنا
کچہہ عذاب متفرع ہوگا کہ کیا کہیے غرض وہ جماع گو از قسم زنا نہو پر حرمت مین زنا سے
بڑہکر رہیگا کیونکہ غیر محارم سے زنا ہو تو بوجہ امکان نکاح جائز اوسکی حلت کی امید بہی ہی
اور خود نکاح ہی حرام ہو تو پہر اس فعل کی حلت کی کوئی صورت نہین علی ہذا القیاس صورت مرقومہ
دفعہ ثامن مین جماع بوجہ حرمت طریق حصول ملک زنا سے بڑہکر رہیگا اور حلت کی کوئی صورت
نہوگی غایۃ ما فی الباب یہہ ہو کہ حرمت وقاع زنا سے عام رہے سو یہہ بات بطور منقول تو یون
مسلم کہ جماع حالت حیض و نفاس مین حرام ہی اور زنا نہین اور بطور معقول یون اجب التسلیم

کہ آثار کا موثر سے عام ہونا معقولات مین مسلم ہے چنانچہ پہلے بھی گذر چکا اب عرض
مبارک مین یہہ ہے کہ ہمنے تو بدلالت عقل و نقل محرمات کا نکاح ہونا اور اسیطرح اُنکا
قسم زنا نہونا ثابت کر دیا اب آپ کسی ضعیف قوی دلیل عقلی نقلی سے اُنکا نکاح نہونا اور
اِس سبب سے اُس جماع کا زنا ہونا جو بعد اس نکاح کے واقع ہو ثابت کیجئے اور دس نہین
بیس لیجئے پر اثبات و ثبوت ہو۔ ہزرہی نے تکی زٹل نہو مگر اپنے خیال ناقص مین یہہ آتا ہے
کہ آپکو جواب تو کچھ نہ آئیگا پر اپنی خجالت اُتارنے کو میرے ذمہ بہانہ تحقیق انعقاد
نکاح تہمت جواز محرمات لگائیگا مگر مین جانتا ہون یہی انداز آپ جواب دفعہ ثامن مین
اختیار فرمائینگے اور بہانہ حلت آثار نکاح آپ میرے ذمہ تہمت اجازت دست بردن نان
شوہر و غیر لگائین گے مگر یہہ یاد رہے کہ تہمت کا انجام بُرا ہوتا ہے آخرت کا مواخذہ دُنیا کا
مناقشہ آخر ہم بھی آدمی ہین اگر خیال آگیا تو مبادا بدستاویز و جزاء سیئة سیئة
مثلہا ہم بھی آپکی تشہیر کے درپے ہون اور سوال خامس کے بہانہ سے آپکے ذمہ بھی
اِسبات کی تہمت لگائین کہ آپکے مشرب کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کا وجوب بے سند ہے ❊

دفعہ عاشر آپ بجای تحدید دہ درہ اگر درپے عدم تحدید ہین اور حجت
حدیث الماء طہور ہے اور وجہ احتجاج یہہ ہے کہ الف لام طبیعت یا الف لام استغراق
ہے تو قطع نظر اس سے کہ ہر دعوی کے لئے دلیل چاہئیے یعنی کا ہے سے معلوم ہوا کہ الف لام
یا استغراق مراد ہے اسکا کیا جواب ہوگا کہ بصورت تعین حسب مدعا ظاہر ہے تبیان ... الا

Marfat.com

کہ پیشاب بھی پاک ہوتا کیونکہ وہ بھی اصل مین پانی ہی ہی غرض لا یبولن احدکم فی الماء الدائم وغیرہ
احادیث اُسصورتین معارض ہونگی اور ظاہر حال بوجہ توافق عمل درآمد زمان نبوت وصحابہ و
اتفاق آراء وافہام اُنہین کے ساتھہ ہوگا جس سی اُنکی قوت مزید ہل من مزید ہوجاویگی
اور اگر بمقابلہ تحدید دہ دردہ آپ درپے تحدید قلتین ہین اور حدیث قلتین آپکی سند ہے تو اسکا
کیا جواب کہ وہ حدیث مضطرب ہی اور ظاہر ہی کہ اضطراب آیا تو پہر صحۃ ففرقا ہوئی آپکی
شرط صحت کہان سی آئیکی جو آپ کا مطلب ثابت ہو۔ علاوہ برین حدیث لا یبولن احدکم
کا تعارض درپیش کیونکہ اس سی صاف ظاہر ہی کہ پیشاب غیرہ کے پڑنے سی کوئی خرابی
آتی ہی جسکا یہہ بندوبست ہی سو وہ خرابی بجز نجاست اور کیا ہوگی غایۃ ما فی الباب
کسی درجہ مین بوجہ عموم بلوہ بطور عفو عن النجاسۃ نہ بوجہ وجود طہارت اجازت
استعمال ہوجاے مگر مضمون لا یحمل الخبث اور لا ینجسہ بظاہر اسکے مخالف اور وہ انکے
مخالف کیونکہ یہان نفی نجاست مقصود ہی اور وہان وجود نجاست ثابت ادہر اسباب
پر توافق آراء عام وخاص کہ پانی وقوع نجاست سی نجاست قبول کرتا ہی اور زمانہ نبوت
وصحابہ کی کیفیت اسکو مؤید کیونکہ وہ بھی اسیطرف ناظر ہی کہ وقوع نجاست اپنا کام
کرتی ہی وہ اثر ظاہر ہو کہ نہو اسلئے وہ دونو تو قابل استدلال نہین اور حدیث لا یبولن
بوجہ احتیاط واجب العمل ہوئی کیونکہ ایسی مقامات مین بدلالت وجوب طہارت بعد
نوم یا حرمۃ اکل صید واقع فی الماء احتیاط واجب ہوتی ہی اب گذارش یہہ ہی کہ آپکے
پاس اگر کوئی سند اسکی ہو کہ حدیث الماء طہور مین طبیعۃ مراد ہی یا استغراق مراد ہی

Marfat.com

تولائیے اور ذلس کے بدلے بیس لیجائیے علے ہذا القیاس اگر آپکے پاس کوئی رو
غیر مضطرب ہو یا مضطرب پر ایسی مواقع مین عمل کرنے پر دلالت کرتی ہو تو لائیے اور د
کی جگہہ بیس لیجائیے رہی حنفیہ اونکا عذر مطلوب ہے تو سنیئے اوّل تو بحکم انصاف ہنوز
ذمہ جوابدہی لازم ہی نہین جب آپ جواب مطلوب سے فارغ ہولین گے اوسوقت دیکھی جا
مگر باینہمہ جواب پیشگی مطلوب ہے تو لیجئے حدیث الماء پر تو بوجہ مذکور در صورت طبعیت
عمل سے معذور کیونکہ نلے عہد اس حدیث مین کام نہین چلتا چنانچہ سیاق وغیرہ
بھی شاہد ہین اور عہد سے اسمقام مین کام نہین نکلتا کیونکہ ثبوت عدم تحدید استغراق
وطبعیتہ پر موقوف ہی اور حدیث قلتین کو بوجہ اضطراب اسمقام مین حجت نہین بنا سکتی
کیونکہ شرائط اداء فرائض کے لئے ایسی ہی حجت چاہیئے جیسی فرائض کے لئے ہان فرق
آب قلیل وآب کثیر متفق علیہ اور اسپر یہہ مضمون منجملہ محسوسات ہی اسلئے رای مبتلی بہ
پر رکہنا زیادہ عمدہ نظر آیا کیونکہ اداء فرائض مین ہر جگہہ رای مبتلی بہ کام آتی ہے
اداء جہاد مین کافر و مومن کی تمیز ضرور ہی اور یہہ بات سب جانتے ہین کہ یہہ بات مبتلی
کی رای پر چہوڑ ہی گئی ہی علی ہذا القیاس اداء نماز جماعت مین امام کا مومن ہونا لا
ہی اور اسکی تمیز سب جانتے ہین کہ اسیکی رای پر منحصر ہی ایسی ہی نکاح وغیرہ مین شوہر وغیرہ کا مومن
مومنات وغیرہا کے حق مین فرض ہی اور ایمان کا پہچاننا سب جانتے ہین کہ ایک ا
کی بات ہی کیونکہ اصل ایمان امر قلبی ہی القصہ مواضع کثیرہ مین اداء فرائض بے استعما
رای متصور نہین سو امام ابو حنیفہ ؒ نے جب یہہ دیکہا کہ رای مبتلی بہ اسبا

Marfat.com

کاملہ ہی تو بنا چاری آدیکی رای پر کہنا ضروری ہوا اب گذارش خدمتمین یہہ ہی
کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سی اسمقام مین مشاہدہ اور رای کا غیر معتبر
ہونا ثابت ہو تو لائی اور دنش کی جگہہ ہبین لیجائیے رہا دہ درد کوئی اصل مذہب نہین
ہان کسیکی یہی رای ہو تو مضائقہ نہین سو اتفاق سی اکثر کی رای اسیطرف گئی اسلئی
یہی مشہور ہوگیا اور وہ عوام جو صاحب رای نہین ہوتے مونکے لئی یہہ رای ایک تکیہ گاہ
لے حجت نظر آئی ورنہ اصل وہی ہی جو رای مین آئی

تمت بالخیر والحمد للہ علی ذلک

جواب تو ہو چکے التماس اور یادداشت بھی سن لیجئے ہمنی سنا ہی کہ اگر کوئی شخص
ہٹکانے کی بات کہتا ہی تو آپ مضامین شعریہ کہکر ٹالدیتی ہین اور اس بہانے سی
جواب سی سبکدوش ہوجاتے ہین اگر یہی انداز مناظرہ ہی تو اس سی بہتر ہم تدبیر
عرض کرتے ہین آپ نے تکّی ہانکا کرین واہیات جاہلانہ سمجھکر آپ کے حریف
آپ چپ ہو رہینگے کیونکہ ع جواب جاہلان باشد خموشی - اور یہہ ہی وجہ ہے
جو یہہ ارشاد ہوا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا اور غور سی دیکھئے تو آپنے
پہلے ہی یہ انداز اختیار فرمایا ہی بہلا جس بات کے آپ اورون سی طالب ہین
اور آپ سی طالب کیون نہونگے پہر آپ نے پہلے اپنی گہر کی خبر کیون نلی یہہ
نسمجھا کہ ہم اورون سی حدیث صحیح نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین اور ہم سی
طالب ہونگے تو ہم کہان سی دینگے یہہ نے تکّی بات نہین تو اور کیا ہی - بحکم مناظرہ

Marfat.com

اول آپکو لازم تھا کہ مطالب مشار الیہ کے لئے احادیث موصوفہ بوصف مذکورہ لائیں اوس وقت
ہم سے اس قسم کی احادیث کی درخواست فرماوین اسلئے ہمنے اپنی احادیث کے مراتب کی
تشریح کرنی بیجا سمجھی آپ کچھہ کہینگے تو ہم بھی انشاء اللہ کچھہ کرینگے مگر عند اللہ آپ جو کچھہ
کرین فہم و انصاف سے کرین تعصب کو چھوڑین اور اپنی نارسائی پر خود رائی سے مُنہ موڑین ورنہ
مجکو آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہہ اندیشہ ہے کہ آپ متشابہات تک پہونچین اور

یداللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی کے بہروسے خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانے
لگین اور بقیاس احادیث رفع و عدم رفع احادیث مختلفہ فی باب متعۃ النکاح کو آپ محمول
کرین کبھی یون ہوا تھا کبھی یون اسلئے کبھی یون کرلینا چاہئے کبھی یون اوہر عبد اللہ بن مسعود
وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثون مین مرقوم ہے اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا کام کرچکے
کیونکہ ہرچند یہہ بات بالخصوص آپ کی نسبت نہین سُنی گئی پر یہہ شور تو ایکمدت سے ہے کہ
حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپے ہین چونکہ آپ اُن سبکے امام ہین تو یہہ کب ہو سکتا
ہے کہ یہہ شور اوپر ہی اوپر اوڑا ہو اور نیز یہہ شور بھی ایکمدت سے ہے کہ بعض غیر مقلدین
خدا کے ہاتھہ پانو کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسے ہمارے تمہارے ہاتھہ پانون ہوتے
ہین تامل ہے تو اتنا ہے کہ کاہے کے ہین چاندی کے یا سونے کے یا کہین اور کے۔
علی ہذا القیاس آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہہ بھی اندیشہ ہے کہ بہت سے احادیث کو
معارض قرآن سمجھہ کر پایۂ اعتبار سے ساقط فرمائینگے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو
پر کہین قرآن کو ملتی ہے اگر حدیثون اور روایات تواریخ سے نسبت قرآن شریف کفار

Marfat.com

کا ریب وجود دین ہوتا سمجھہ مین آتا ہی تو قرآ نہین لاریب فیہ فرماتے ہین جس سی بوجہ وقوع
نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب و تردد کا نہونا ثابت ہوتا ہی کسیکی دلمین کیون نہو مگر ہان آپکو
یہہ کہنے کی گنجائش ہی کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہی احادیث و تواریخ مین یقین بطلان
قرآن کا مذکور ہی مگر اسکو کیا کیجئے کہ بہت سی ضعفا کو تردد بھی ہوا دوسرے نفی لاریب ایسی ہی
جیسے نہی لاتقل لہما اف جیسے اُس سے بدلالة النص ضرب وغیرہ کے نہی نکلتی ہی ایسی ہی لاریب
سی یقین بطلان کی نفی نکلتی ہی بہرحال لاریب فیہ آپکی نگاہ مین اکثر احادیث
و تواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت موجب ریب ہوگا آگے فرماتے ہین ہدی للمتقین
لام اختصاص اسجانب مشیر ہی کہ فاسقونکو ہدایت ہونا کافرونکو پہر تیسر ان اللہ لا یہدی
القوم الکافرین اسکی موافق بلکہ اس مضمون مین اُس سی بڑہکر احادیث صحیحہ اور تواریخ معتبرہ
اور اخبار متواترہ ہدایت کفار و فساق پر شاہد سو بوجہ مخالفت مشار الیہ بمقابلہ قرآن وہ
احادیث واخبار کاہیکو مقبول ہونگی بلکہ مثل مذہب ہنود کہ غیر و نکے ہنود ہونیکی امید ہی
نہین قطع امید ہدایة کی ہوگی اور بمقابلہ اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوہکم
وہ احادیث جنسے ایک وضو سے کئی نماز و نکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہی کیونکر مقبول ہونگی
اور حدیث ان المؤمن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس کے بعد نزول اسکی
کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنہین بدلالة لفظ اہل بیت خود حضرت رسول اللہ صلعم
بھی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان وقت زمرہ اہل ایمان سے نعوذ باللہ خارج ہین
پہر مقابلہ انہ لا یغفر ان یشرک بہ احادیث دلالہ مغفرت کبار صحابہ جو بالیقین

Marfat.com

پہلے مشرک تہے کیونکر پایۂ اعتبار کو پونہچین گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید بھی [illegible]
گو تائب ہو کر ولی ہی کیون نہو جاے اور پہر اسوجہ سے بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکاء [illegible]
حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بہی تامل ہوا اور بمقابلہ ومن یقتل مومنا متعمدا
اُن احادیث کی آپ کاہے کو سُنین گے جن سے لا الہ الا اللہ کہنے والونکی مغفرت نکلتی ہے
اور بمقابلہ آیہ لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی اور
بمقابلہ مثنیٰ وثلاث وربٰع حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہوگی یا
نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرۂ شنیعہ ومصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ تصور
فرمائینگے اور بمقابلہ یوصیکم اللہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث مثل شیعہ دیوار
مار سیجائیگی اور بمقابلہ الزانیۃ والزانی حدیث رجم کی کیا شنوائی ہوگی اور بمقابلہ
فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا اوس حدیث
کو آپ کیا سمجہین گے جس سے بحالت امن منیٰ مین باوجود مجمع کثیر رفقاء رسول اللہ صلعم کا
قصر کرنا ثابت ہوتا ہے۔ سردست انہین دس گیارہ پر اکتفا کرتا ہون تا کہ العشر یا لعشر
ہو جا اور لدینا مزید کی دہمکی اور بڑہجاے آپ اور کچہہ رقم فرمائینگے تو ہم بہی اور
کچہہ نذر عرض خدمت کے لئے لائینگے والسلام علی من اتبع الہدیٰ وآخر دعونا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تم بالخیر

Marfat.com

ضمیمہ

حضرت سلامت اشتہار ثالث کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپکو فکر انجام ہوا ہی اور دن کے ذمہ الزام رکھکر الزامون سی نہ بچئی ایسا نہو کوئی یون کہہ دے دل کی دل ہی مین رہی بات نہونے پائی ؛ ایک بھی اُن سی ملاقات نہونے پائی - لفظ لامذہب اتنا بُرا نہین جتنا طعنہ گریز جانگزا ہی اگر قصاص ہی لینا تھا تو موافقہ کرلینا تہا اس زیادتی کا وبال فرمائیے کسکی گردن پر رہا اتنی بات پر مشتاقون سی دامن بچہوڑانا چاہیئے ہمتو اس قصور ہی سی بری ہین پر جس کسی نے کہا شاید خونی مفہوم تک ہی اُنکا ذہن رہا ہو خرابی عرف تک پونہچا ہو تسپر بھی آپکی خاطر ہمارا یہہ قول ہی کہ جس کسی نے یہہ کیا بہت بیجا کیا پر یہہ تو فرمائیے حضور سند کا طلب کرنا کیون بیجا ہوا اگر آپ صور مندرجہ اشتہار مین کوئی مذہب کہتی ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہین تو لامذہب کہنا کیا بیجا ہی اور اگر بغرض مکافات جہر آمین اخفاے مذہب مقصود ہی تو ہان ایک بات ہی پر یہہ عذر معقول وہان کار آمد ہی جہان الزام مقصود ہو ہم تو جہان مانگتی ہین مبنی اعتراض کی سند مانگتی ہین اور یہہ وہ بات ہی جسکے بروی عقل آپ منکر ہین علاوہ برین آپکے اشتہار و نمین وعدہ بھی موجود ہی مگر ہان آپنے یہہ بیڈ ہٹ شنائی تحفہ مین یہہ ہی اور توضیح تین یہہ ہی اگر یہہ ارشاد بطور التزام ہی اور لاکلام یہی ہی تو یہہ تو فرمائیے کہ یہہ تقلید کون سی آیہ و حدیث سی ثابت ہی اور اگر بغرض الزام ہی تو تحفہ صحیح کی تقلید کی نسبت ہمارا کونسا اقرار نامہ موجود ہی بااینہمہ ہمکو اس سے

Marfat.com

بھی انکار نہین پرسند التزام بروی انصاف آپ پر واجب الادا [illegible]
یہہ خیال ہوتا ہی کہ شاید آپ اور کوئی پلٹی کہانین یاد رکھتیا [illegible]
اِسلئی حسرۃ آیندہ کے لئی بطور مثل پیشگی یہہ شعر پڑھے دیتا [illegible]
عاشق ہوتی ہین یار ہمکو کس امید پر ؛ جز آہِ نارسا کوئی سامان [illegible]
باقی آپکا یہہ ارشاد کہ گفتگو کرونگا تو عالم مشہور سی کرونگا [illegible]
شاید آپنی اپنی اِس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب اہتمام ترک لفظ [illegible]
ورنہ یہہ تو آپ بھی جانتی ہونگے کہ کمال علمی مین آپ مشہور نہین پھر آپکو اس عالم
سے کیا مطلب کہ مقابل ہو تو کوئی بڑا ہی ہو۔ قبلہ مشاہیر علما کو تو آپ سی گفتگو کر
مین عار کا ہونا لازم ہی۔ اب تو آپ ہم ہی جیسون پر قناعت فرمائیے اور کچھہ
ہو تو دکھلائیے اور بھی کچھہ نہین تو ہماری سب باتونکا جواب دیجئے اور یہہ بھی ارشاد
کیجئے کہ یہہ صورت گدائی نماز کون سی حدیث یا آیہ سی ثابت ہی۔
جب آپ اِس امر ضروری کے اثبات سی فارغ ہولینگے تو پہر ہم اور کچھ [illegible]
والسلام علی من اتبع الہدی

Marfat.com

... ازان متفرق کا ہو ایک طہر مین زن مدخول بہا کو دی جاوین ایک طلاق ٹھہرانا
... ثابت ... بلکہ حصر مین اس ایک ہی مسئلہ کو کسی حدیث صحیح متفق علیہ نص صریح قطعی الدلالۃ
سے ثابت فرمائیے اور دس روپیہ کی جا سو روپیہ لیجیے فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اور اپنا مذہب ان مسائل فرعیہ مین بتاوین اور اوسکو ایسی سند مذکورسے
ثابت فرماوین ورنہ بار دگر ایسا کلمہ زبان پر نہ لاوین کچھ تو شرماوین دوسرے دن سے تو نصوص قطعی الدلالۃ
طلب ہون اور اپنی کچھ خبر نہین مولوی صاحب کے اس اشتہار سے کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہے کہ مشتہر کو
احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے بھی مطلق خبر نہین یا اوسکی صحت و حدیث ہونے سے انکار ہے
اور آیات قرانی کی تاویل کرتے ہونگی۔ اس جا پر مجکو ایک حکایت جو انکے کمال فطانت و
ادب کی دلیل ہے یاد آئی واسطے نشاط خاطر ناظرین مرقوم ہے ایکروز یہ مشتہر مع اپنے اوستاد
نامی گرامی مولوی سید نذیر حسین صاحب کے کانپور مین بمکان جناب ڈپٹی مولوی سید امداد العلی خان
صاحب تشریف فرما تھے اور اوسی زمانے مین رسالہ عدم جواز نماز درریل بحالت روانگی مصنفہ
جناب مفتی محمد سعد اللہ صاحب مطبع نظامی مین چھپنے کو آیا تھا صاحب مطبع نے رسالہ مذکورہ
مولوی سید نذیر حسین صاحب ممدوح کی خدمت مین بھیجدیا اور بعجز تمام عرض کیا کہ یہ رسالہ دینی ہرگز
جو کچھ خلاف ہو ہدایت کیجیے جناب ممدوح نے وہ رسالہ واپس کیا اور فرمایا کہ ہمنے انکار دتحریر
کیا ہے صاحب مطبع کو تعجب ہوا وقت شب حاضر خدمت ہو کے عرض کیا کہ حضور نے دربارہ رسالہ نماز
درریل کیا ارشاد کیا ہنوز وہ مجیب ہوئے تھے کہ یہ مشتہر بے تکلف بے ادبانہ جواب دہ ہوئے
... صاحب کیا فرماوین اونھون نے اس رسالہ کے ایک ایک حرف کا رد لکھا ہے صاحب مطبع نے

Marfat.com

فوراً دست بستہ عرض کیا کہ جناب والا اوس رسالہ مین تو بسم اللہ الرحمن الرحیم
مولوی صاحب نے اوسکا کیا رد لکھا ہے بس بجیت مذکور کے حواس گم ہوگئے اور
ڈپٹی صاحب ممدوح نے فرمایا صاحبزادے کیون ایسی بات فضول نے تامل کئے ہوئے
سے بند ہو جاتے ہو خجالت اوٹھاتے ہو فقط بس مقام غور ہے اگر اس مشتہر کو کلام شیخ سعدی
بھی یاد ہوتی تو ایسی فضول گوئی نکرتے ف مرزن نے تامل بگفتار دم ٭ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم
بنطق آدمی بہتر است از دواب ٭ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب ٭ الغرض اس اشتہار سے
اونکو اپنی تشہیر مقصود تھی بعونہ تعالی وہ بخوبی تمام ہوگئی واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل
اشتہار و شمہ حال مشتہر تحریر ہوا کہ ایسی خود رای اہل ہوا کے صحبت سے احتراز فرمادین اور ہرگز
اونکے قول و فعل پر اعتماد نکرین اور انکے دام تزویر مین نہ پھنسین کہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہین
ع ز جاہل گریزندہ چون تیر باش ٭ وما علینا الا البلاغ المبین واللہ ہو الموفق والمعین ٭

الراقم

خیر خواہ مسلمین ناصر الدین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ عجالہ نافعہ ہدایت مقالہ رسالہ موسومہ بہ ادلہ کاملہ بجواب اشتہار عشرہ کاملہ
مولوی محمد حسین لا مذہب لاہوری مع اصل اشتہار و ضمیمہ مسموم [illegible] مطبع [illegible]
واقع کانپور مین عشرہ آخر رمضان مبارک ۱۲۹۷ھ ہجری کو باہتمام امید وار رحمت [illegible]
محمد عبد الرحمن حنفی سے مطبوع طبائع خاص و عام و باعث ہدایت اہل اسلام ہوا ٭

قال اللہ تعالیٰ

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ مبارکہ دافعہ اوہام طاعنین بر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مسمّٰی بہ

تلک عشرۃ کاملۃ

از افادات تازہ

جناب مولانا قاضی سید رحمت اللہ صاحب اندیری سلمہ ربہ القوی

مطبع الٰہی پریس دہلی باہتمام فضل حسین جھکڑ مقبول حسن خان و مرا طبع ہوا

سنہ ۱۳۳۰ھ

Marfat.com

شکریہ

جناب سیٹھ حاجی احمد قاسم بھروچہ صاحب نے
اپنے والد حاجی قاسم ہاشم بھروچہ صاحب مرحوم کے
وقف فنڈسے یہ رسالہ ایک ہزار جلد طبع کرایا
ہے سیٹھ صاحب کی اس اسلامی ہمدردی کا
صدق دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے

قاضی رحمت اللہ۔ راندیری۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اجمعین لاسیما علی ائمۃ المجتہدین المستنبطین الی (یوم الدین)

امابعد خاص وعام پر واضح ولائح ہے کہ آج کل اکثر ابناء زمانہ خاص کر غیر مقلدین متعصبین کا یہ طریقہ دیکھا جاتا ہے کہ ائمہ مجتہدین محدثین مستنبطین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خاصکر امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل رائی قلت عربیت غیر مفسر غیر ثقہ قلیل الحدیث وغیرہ وغیرہ طواعن وخلل وعیوب کی طرف کرتے ہیں اور بمصداق چھوٹا منہ بڑی بات کرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں ما سوا اسکے طرح طرحکے اتہام وکذب درکذب اونکے سر لگا کر زمرہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں داخل ہوتے ہیں اونکے مسائل اجتہادیہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں فقط مشکوۃ وغیرہ کی چند حدیثیں برائے نام دیکھ بھالکر اپنے آپکو احادیث نبوی کا بڑا ماہر وباہر عالم بالحدیث جانتے ہیں اور مؤول یا منسوخ یا ضعیف ومنکر ومجہول ومضطرب حدیث پر بلاشناخت عمل کرنے کو عمل بالحدیث کہتے ہیں اور عوام بھولے بھالے سیدھے سادے حنفیہ کو اسطرح دھوکے دیتے اور بہکاتے پھرتے ہیں کہ تمہارے امام ابوحنیفہ اقتدا کرنیکے لائق نہیں ہیں تمہارے امام کے تراشے ہوئے مسائل فلاں حدیث کے خلاف ہیں تمہارے امام کو تابعین محدثین میں اونکے مذہب والونکے سوا کسی نے داخل نہیں کیا ادھر عام مقلدین حنفیہ چونکہ اپنے امام کے حالات صحیحہ مدللہ مبینہ اور مناقبات صریحہ مبرہنہ سے واقف نہیں ہوتے اسلیے غیر مقلدین متعصبین

Marfat.com

کے دھوکے اور مکر میں آکر خود اپنے امام اعظم تابعیے سے جو کہ خیر القرون کی بشارت سے علی الاصح مبشر ہیں بدظن ہو جاتے ہیں اسواسطے بنظر خیر خواہی اخوان مقلدین وغیر مقلدین مناسب معلوم ہوا کہ ایک رسالہ جامعہ دس ابحاث اور ایک تنبیہ پر مرتب کیا جاے باوجودیکہ ایسے گندے اعتراضات اور افتراآت کے دندان شکن جواب باصواب ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اپنی بے حیائی سے اپنی پردہ دری کو فخر سمجھکر اپنی سفاہت کم علمی کو ہر زمانہ میں ظاہر کرتے ہیں لہذا ہر زمانہ میں انکا جواب بھی جاہلوں کی جہالت اور متجاہلوں کی تجاہل دور کرنے کو مناسب بلکہ انسب ہوا **بحث اول** ہم زمانہ ہونا ابوحنیفہ رض کا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قطعاً ویقیناً ناظرین باتمکین کو معلوم ہو کہ جناب نواب صدیق الحسن خانصاحب مرحوم حطہ میں اور مولوی عبدالحی لکھنوی مرحوم سعایہ شرح وقایہ کے صفحہ ۲ اور مقدمہ موطا امام محمد رح کے صفحہ ۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں اسمعیل بن حماد بن النعمان ابی حنیفہ رح سے کہ ثابت بن زوطی بن ماہ مرزبان والد ابی حنیفہ رح فارسی نسل کی اولاد اور آزاد لوگوں میں سے ہیں خدا کی قسم ہم پر رق اور غلامی کبھی واقع نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے دادا۔ ابوحنیفہ رح کی ولادت ۸۰ھ اسی میں ہوئی اور امام صاحب کے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پہونچے حضرت علی رض نے اونکے اور اونکی ذریت کے حق میں برکت کی دعا کی ہے اور وہ عبارت یہ ہے۔ روی الخطیب فی تاریخہ عن اسمعیل بن حماد بن النعمان ابی حنیفۃ ان ثابت بن المرزبان والد ابی حنیفۃ من ابناء فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط ولد جدے ابوحنیفۃ سنہ ۸۰ ثمانین وذھب ثابت الی علی بن ابی طالب فدعا لہ بالبرکۃ فی ذریتہ یعنی علامہ خطیب رح نے اپنی تاریخ میں اسمعیل بن حماد بن نعمان ابی حنیفہ رح سے روایت کی ہے کہ ہر آئینہ ثابت بن مرزبان والد ابی حنیفہ رح کی اولاد فارسی میں سے آزاد ہیں اور خدا کی قسم ہم پر غلامی واقع نہیں ہوئی اور میرے جد ابوحنیفہ رح کی ولادت ۸۰ھ اسی میں ہوئی ہے اور امام صاحب کے والد ثابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں گئے تو حضرت علی رض نے برکت کی دعا اونکے اور اونکی اولاد کے حق میں کی پس اس تحریر سے ثابت ہوا کہ جناب ابوحنیفہ رح ہمعصر صحابہ ہیں کیونکہ پیدایش امام صاحب کی ۸۰ھ اسی میں بنا بر اصح مذہب کی ہے اور اسوقت

Marfat.com

صحابہ متفرق مواضع میں موجود تھے اسکا کوئی فرد بشر انکار نہیں کرسکتا مگر متعصب غبی اور ظاہر ہے کہ
جناب امام اعظم صاحب رح نے چار صحابیوں کا زمانہ پایا ہے انس بن مالک اور عبداللہ ابن ابی اوفی
کوفی میں تھے اور سہل بن سعد الساعدی مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ مکہ معظمہ میں تھے
چنانچہ کتب مذکورۃ الصدر میں موجود ہے اور وہ عبارت یہ ہے وادرک ابو حنیفہ اربعۃ من الصحابۃ
انس بن مالک وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابا الطفیل
عامر بن واثلۃ بمکۃ یعنی ابو حنیفہ رح نے چار صحابیوں کا زمانہ پایا ہے انس بن مالک وعبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں تھے اور سہل بن ساعدی
مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل عامر بن ابی واثلہ مکہ معظمہ میں تھے اسیطرح علامہ نواب صدیق الحسن صاحب مرحوم حطہ فی اصول
الصحاح الستہ کے صفحہ ۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ حافظ ابن حجر العسقلانی ایک سوال کے جواب میں
فرماتے ہیں ادرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین
من الھجرۃ وبھا یومئذ من الصحابۃ عبداللہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک بالاتفاق
وبالبصرۃ یومئذ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین او بعدھا یعنی امام ابو حنیفہ رح نے
زمانہ جماعۃ صحابہ کا پایا ہے کیونکہ انکی ولادت کوفہ میں ۸۰ھ اسی میں ہوئی ہے اور اوسوقت کوفہ
میں صحابیوں میں سے عبداللہ ابن ابی اوفی رض تھے اور انکی وفات بعد پیدایش امام صاحب کے بالاتفاق
ہے اور بصرہ میں اوسوقت انس ابن مالک رض اور انکی وفات ۹۰ھ نوے میں ہوئی ہے یا بعد اسکے پس اس
عبارت سے بھی قطعاً ثابت ہوگیا کہ امام اعظم رح ہمعصر صحابہ کرام رض کے تھے ۱۲۔ اور اسیطرح حطہ کی
دوسری عبارت صفحہ ۳۳ میں ہے۔ وقال ابن حجر المکی فی شرح المشکوۃ ادرک الامام الاعظم
ثمانیۃ من الصحابۃ منھم انس بن مالک وعبداللہ بن ابی اوفی وسھل ابن سعد و
ابو الطفیل انتھی ۱۲ ف یہ عبارتیں کتب احناف میں بھی ہیں لیکن غیر مقلد کی کتاب اور امام شافعی
وغیرہ کے مقلدین کی کتب معتبرہ متداولہ بروایۃ صحیحہ صریحہ سے امام اعظم رح کا ہم زمانہ ہونا
صحابہ رض کے احقر نے ثابت کردکھایا تاکہ بعض غیر مقلد متعصب کا میدان اعتراض وطعن کا انسداد
بدرجہ اکمل ہوجائے اور پھر کسیطرح کلام مالا یرام کی جگہہ نرہی النصیحۃ منا والھدایۃ من اللہ

بحث ثانی امام ابو حنیفہ رح کے تابعی ہونے میں ۱۲ ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ بعض
غیر مقلدین متعصبین کو انکار ہے کہ ابو حنیفہ رح تابعی نہیں ہیں اور اونکی دلیلیں نو عبارتوں اور نو اقوال

منحصر ہیں اول عبارۃ کردری رح کی ہے جو منقول شرح مسند امام ملا علی قاری رح سے ہے۔
جماعة من المحدثین انکروا ملاقاته مع الصحابة واصحابه اثبتوه یعنی ایک جماعت نے محدثین میں سے انکار کیا ہے امام اعظم کی ملاقات ہونیکا صحابہ کے ساتھ اور انکے مقلد ثابت کرتے ہیں ۱۲ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ عبارت دلالت نہیں کرتی مگر اس بات پر کہ بعض جماعت محدثین نے انکار امام اعظم رح کی ملاقات کا صحابہ سے کیا ہے اور یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ اکثر محدثین نے انکار ملاقات کا کیا ہے اور یہ بھی نہیں ثابت ہوتا کہ اکثر محدثین امام اعظم رح کی تابعی ہونے کا انکار کرتے ہیں بلکہ یہ ثابت ہوا کہ جب بعض محدثین انکار کرنے والے ہوے تو معلوم ہوا کہ اکثر محدثین اثبات تابعیت پر مستقیم ہیں وللاکثر حکم الکل اور دوسری عبارۃ منکرین کی یہ ہے۔ عبارۃ اکمال فی اسماء رجال المشکوۃ کان فی ایام ابی حنیفة رح اربعة من الصحابة انس بالبصرة وعبدالله بن ابی اوفی بالکوفة وسهل بن سعد بالمدینة وابو الطفیل عامر بن واثلة بمکة ولم یلق احدا منهم ولا اخذ عنهم انتهی ۱۲- یعنی ابو حنیفہ رح کے زمانے میں چار صحابی تھے انس رض بصرہ میں اور عبداللہ بن ابی اوفی کوفے میں اور سہل بن سعد مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ مکہ معظمہ میں اور نہ امام صاحب کی کسی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ کسی سے اخذ کیا انتہی ۱۲ جواب اسکا یہ ہے کہ اس قول میں کلیہ اور اکثریہ کا کچھ ذکر نہیں باوجود اسکے عدم ملاقات اور عدم اخذ سے عدم رویۃ ثابت نہیں ہوتی اور جب عدم رویت ثابت نہیں ہوئی تو رویت ثابت ہوئی[له] وہو المقصود ۱۲

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۷ منہ)

تیسری عبارۃ جامع الاصول کی ہے کان فی ایام ابی حنیفة اربعة من الصحابة انس بن مالک بالبصرة وعبد الله بن ابی اوفی بالکوفة وسهل بالمدینة وابو الطفیل بمکة ولم یلق احدا منهم ولا اخذ عنه واصحابه یقولون انه لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم ولا یثبت ذلک عند اهل النقل انتهی یعنی تھے زمانے میں امام ابی حنیفہ رح کے چار صحابہ انس بن مالک بصرہ میں اور عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں اور سہل مدینہ منورہ میں اور ابو الطفیل مکہ معظمہ میں لیکن نہ کسی سے ملاقات ہوئی اور نہ کسی سے اخذ کیا اور انکے مقلدین

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۷ منہ)

له چنانچہ عبارت متعددہ سے رویۃ امام صاحب کی انس رض سے ثابت و مبرہن ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ امام صاحب نے ملاقات جماعت صحابہ سے کی ہے اور اونسے روایت بھی کی ہے اور نزدیک اہل نقل کے یہ ثابت نہیں ہے انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ اسمیں لقا اور روایت کی نفی ہے رویۃ کی نفی نہیں اور لقا اکثر مستعمل ہوتا ہے بمعنی اخص من الرویۃ اور شاہد اسبات پر دارقطنی کا قول ہے لم یلق ابو حنیفۃ احدا من الصحابۃ الا انہ رای انسا بعینہ انتہی کما نقلہ السیوطی فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ یعنی نہیں ملاقات کی ہے ابو حنیفہ رح نے کسی صحابی سے مگر دیکھا ہے انس رض کو انتہی جیسا کہ اسکو نقل کیا ہے سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب ابی حنیفہ رح میں ۱۲ چوتھی عبارۃ[1] علل متناہیہ کی ہے قال الدارقطنی لا یصح لابی حنیفۃ سماع من انس ولا رویۃ ولم یلق احدا من الصحابۃ انتہی یعنی دارقطنی نے کہا کہ نہین صحیح ہے ابی حنیفہ رح کا سماع انس رض سے اور نہ رویۃ اور نہ ملاقات صحابہ سے انتہی جواب یہ ہے کہ اس عبارۃ مذکورہ سے نہیں ثابت ہوتا مگر انکار دارقطنی کا نہ انکار اکثر محدثین کا پس یہ عبارت مفید انکار کل اور اکثر یہ کو نہیں ہے لہذا مدعی ثابت نہیں پانچویں عبارت وفیات الاعیان کی ہے ادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ ولم یلق احدا منہم ولا اخذ عنہم واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولم یثبت ذالک عند اہل النقل انتہی اور اسیطرح چھٹی عبارۃ طاہر پٹنی کی تذکرہ میں ہے کان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ ولم یلق واحدا منہم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولم یثبت ذلک عند اہل النقل انتہی اور ساتویں عبارت تقریب حافظ ابن حجر کی ہے النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفۃ الامام اصلہ من فارس ویقال مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ انتہی الذین عاصروا الخامسۃ ولم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ اور آٹھویں عبارۃ مرأۃ الجنان یافعی کی سنہ ایکسو پچاس کے حوادث میں فیہا توفی فقیہ العراق الامام ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی مولدہ سنۃ ثمانین رای انسا وروی عن عطا ابن ابی رباح وطبقتہ وکان

[1] ابن جوزی نے علل متناہیہ میں یہ لکھا ہے وابو حنیفۃ لم یسمع عن الصحابۃ وانما رای انس بن مالک بعینہ کذا نقل عنہ صاحب اوشحۃ الجید ۱۲

Marfat.com

قد ادرك اربعة من الصحابة هم انس وعبد الله بن ابی اوفی وسهل وابوالطفيل قال بعض اصحاب التاريخ ولم يلق احدا منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم ولم يثبت ذلك عند اهل النقل انتهی ان عبارات سے منکرین استدلال کرتے ہیں امام صاحب کی تابعی ہونے پر اور جواب گذر چکے ہیں کہ ان عبارتوں سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابو حنیفہ تابعی نہیں ہیں باوجود اسکے عبارت ثالثہ اور خامسہ اور سادسہ اور ثامنہ کا ملخص یہ ہے کہ لم يثبت ذلك عند اهل النقل اور منکرین کا اس عبارت سے دلیل پکڑنا سخافت اور ضعف سے خالی نہیں ہے بچند وجوہ پہلی وجہ ضعف کی یہ ہے کہ لفظ ذلک سے پہلے ان عبارتوں میں دو باتیں ذکر ہیں ایک ملاقات دوسرے اخذ روایت پس عدم ثبوت کی جو نفی کیجاتی ہے وہ نفی دونوں امر کیطرف ہی نہ ایک کیجانب پس یہ عبارت نہیں دلالت کرتی مگر تحقیق پر ان دو امر ونکے معاہاں مجرد رویت ثابت ہی جو ثبوت تابعیت کیلیے مذہب صحیح پر کافی وافی ہے لفظ ذلک سے پہلے ان عبارتوں میں روایت اور ملاقات معاً ہے یعنی دونوں ملاکر نزدیک اہل نقل کے ثابت نہیں تنہا ملاقات کا ذکر نہیں ہے پس بنا بر ایں یہ عبارت نہیں دلالت کرتی ہے مگر تحقیق پر ان دونوں امر ونکے معاً جیسا کہ گئے ہیں انکے مقلدین کہ روایت وملاقات دونوں ثابت ہیں لیکن اہل نقل کے نزدیک یہ یقیناً ثابت نہیں نہ مجرد ملاقات اور رویۃ کے عدم پر کہ جو مدار تابعیت کا ہے اقوال صحیحہ کے بنا پر اور دوسری وجہ ضعف کی یہ ہے کہ عبارات مذکورہ میں لفظ ذلک سی قبل ملاقات ایک جماعۃ صحابہ کی ساتھہ بیان کیا گیا ہے یہ اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں پس نہیں دلالت کریگی عبارت مذکورہ مگر عدم ثبوت ملاقات جماعت صحابہ پر یہ نزدیک علماء اہل نقل کے ثابت نہیں اور نہیں دلالت کی ہے اس عبارت نے عدم ثبوت رویۃ صحابی واحد مثل انس ابن مالک کی اور یہ کافی ہی تابعی ہونے کیلیے اہل نقل کے نزدیک اور تیسری وجہ یہ ہے کہ قبل لفظ ذلک کی عبارۃ مذکورہ میں مذکور نہیں ہے مگر ملاقات نہ رویۃ اور اکثر وقت لقا یعنی ملاقات مستعمل ہوتا ہے بمعنی اخص رویۃ کے اور گواہ اس بات پر قول دارقطنی کا ہے لم يلق ابوحنيفة احدا من الصحابة الا انه رأى انسا بعينه انتهی یعنی نہیں ملاقات کی ابو حنیفہ رح نے کسی صحابی سے مگر حضرت انس رض کو بعینہ دیکھا

انتہی چنانچہ نقل کیا اسکو سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں اور اگر اس سے زیادہ بیان حج پر مطلع ہونا ہو تو وکیل احمد صاحب کی نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین کا مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیے اور میں نے بخوف طوالت ترک مناسب سمجھا اگر کوئی اعتراض کرے کہ امام اعظم صاحب کے تابعی ہونیکا قائل کوئی محدث نہیں اگر اسکا کوئی قائل ہو تو بتلاؤ تو جواب اسکا یہ ہے کہ کیا خطیب اور نووی محدثین میں نہیں ہیں بلکہ محدثین میں سے ہونا انکا اظہر من الشمس ہے باوجودیکہ یہ دونوں تصریح اور تنصیص کرتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رح تابعی ہے دیکھو قول علامہ نووی کا تہذیب الاسما واللغات میں قال الخطیب البغدادی فی التاریخ ھو ابو حنیفۃ التیمی فقیہ اھل العراق رای انس بن مالک الخ یعنی خطیب بغدادی نے تاریخ میں کہا ہے کہ ابوحنیفہ تیمی فقیہ اہل عراق کے ہیں دیکھا ہے اونہوں نے انس ابن مالک کو اور کیا دارقطنی اور ابن جوزی علما محدثین میں سے نہیں ہیں بلکہ بالاتفاق یہ دونوں بھی محدثین میں سے ہیں باوجود اس کے یہ دونوں بھی تصریح کرتے ہیں امام ابوحنیفہ رح کے تابعی ہونے کی چنانچہ علامہ ابن جوزی علل متناہیہ فی الاحادیث الواہیہ میں فرماتے ہیں قال الدارقطنی لم یسمع ابو حنیفۃ احدا من الصحابۃ وانما رای انس ابن مالک بعینہ یعنی دارقطنی نے کہا کہ ابوحنیفہ رح نے کسی صحابی سے نہیں سنا ہے اور کسیکو نہیں دیکھا ہے مگر انس ابن مالک کو پس منکرین تابعیت کے اقوال باطل اور مردود ہوگئے اور ابن حجر وغیرہ محدثین کا کلام متفق ہے اسبات پر کہ ابوحنیفہ رح نے انس رض کو دیکھا ہے لہذا ثبوت تابعیت کیلیے کافی ہے اور متقدمین و متاخرین متفق ہیں اور یہی قول ارجح اور بہتر ہے دیکھیے قول علی القاری المکی کا طبقات حنفیہ میں قد ثبتت رویتہ لبعض الصحابۃ واختلف فی روایتہ عنہم والمعتمد ثبوتہا کما بینتہ فی سند الانام شرح مسند الامام حال اسنادہ الی بعض الصحابۃ الکرام فھو من التابعین الاعلام کما صرح بہ العلماء والاعیان داخل تحت قولہ تعالی والذین اتبعوھم باحسان وفی عموم قولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم رواہ الشیخان ثم اعلم ان جمہور علماء الحدیث علی ان الرجل بمجرد اللقی والرویۃ یصیر تابعیا ولا یشترط ان یصحبہ مدۃ انتہی یعنی ثابت ہے رویت امام صاحب کی بعض صحابہ کو اور روایت میں اختلاف ہے اور معتمد ثبوت

Marfat.com

روایت ہے جیساکہ عینی بیان کیا ہے اسکو سند الانام شرح مسند الامام میں پس یہ امام صاحب تابعین اعلام سے ہیں جیساکہ تصریح کی ساتھ اسکے علماء اعیان نے اور داخل ہے تحت میں قولہ اللہ تعالیٰ والذین اتبعوھم باحسان کے اور داخل ہیں عموم میں قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم کے روایت کی ہے اسکو بخاری اور مسلم نے پھر جمہور علماء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ رجل بمجرد ملاقات اور رویت کے تابعی بن جاتا ہے اور تابعی ہونیکی یہ شرط نہیں ہے کہ مدت دراز تک صحبت صحابی میں رہے ۱۲- اور دیکھیے شرح الشرح نخبۃ الفکر میں بحث تعریف تابعی میں قال العراقی وعلیہ عمل الاکثرین قلت وبہ یندرج الامام الاعظم فی سلک التابعین فانہ قد رای انسا وغیرہ من الصحابۃ علی ما ذکرہ الامام الجزری فی اسماء الرجال القراء والتورپشتی فی تحفۃ المرشد وصاحب کشف الکشاف فی تفسیر سورۃ المؤمنین وصاحب مرأۃ الجنان وغیرھم من العلماء المتبحرین فمن نفی انہ تابعی فاما من التتبع القاصر او التعصب الفاتر انتھی یعنی علامہ عراقی رح نے کہا کہ اسپر عمل اکثر علما کا ہے یعنی تابعی ہونے کے لیے رویتہ صحابی کافی ہے میں کہتا ہوں کہ بنا بر اس قول کے امام اعظم رح داخل ہوئے سلک تابعین میں کیونکہ امام اعظم رح نے انس رض وغیرہ صحابہ کو دیکھا ہے بنا بر اسکے کہ امام جزری رح اسماء الرجال القرا میں اور علامہ تورپشتی نے تحفۃ المرشدین میں اور صاحب کشف الکشاف نے تفسیر سورہ المومنین میں اور صاحب مراۃ الجنان وغیرہ علماء متبحرین نے تصریح کی ہے پس جو کہ نفی کرتا ہے امام صاحب کے تابعی ہونیکی وہ قاصر ہے تتبع کرنیمیں یا تعصب سے انکار کرتا ہے اور دیکھیے قول ذہبی کا کاشف میں رای انسا رض انتھی یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رح نے انس رض کو دیکھا ہے انتھی اور دیکھیے قول علامہ ذہبی کا تذکرۃ الحفاظ میں رای انس ابن مالک غیر مرۃ لما قدم علیھم الکوفۃ انتھی یعنی دیکھا امام اعظم رح انس رض بن مالک کو چند مرتبہ جبکہ وہ تشریف لائے کوفہ میں انتھی اور دیکھیے قول ابی الحجاج مزی کا تہذیب الکمال میں رای انسا رض الخ یعنی دیکھا امام اعظم رح نے انس رض کو اور دیکھیے قول احمد قسطلانی کا ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب میں ومن التابعین الحسن البصری وابن سیرین والنخعی وابن المسیب ابو حنیفۃ انتھی یعنی تابعین میں سے حسن بصری اور ابن

Marfat.com

سیوطی اور شعبی اور ابن المسیب اور ابوحنیفہ رح اور دیکھیے قول یافعی کا مراۃ الجنان میں رای انسا رض انتھے یعنی امام اعظم رح نے دیکھا ہے انس کو انتھی اور دیکھیے قول یافعی کا اسی مراۃ الجنان میں ذکر الخطیب فی تاریخ بغداد انہ رای انس بن مالک انتھے یعنی خطیب رح نے ذکر کیا ہے تاریخ بغداد میں کہ امام ابوحنیفہ رح نے دیکھا ہے انس بن مالک رض کو انتھی اور دیکھیے قول ولی العراقی کا چنانچہ سیوطی رح نے اسکو نقل کیا ہے قد رای انس بن مالک رض انتھے یعنی دیکھا ہے انس بن مالک کو امام ابوحنیفہ رح نے اور دیکھیے قول ابن الجوزی کا انما رای انس بن مالک بعینہ یعنی دیکھا ہے امام ابوحنیفہ رح نے انس بن مالک رض کو اور دیکھیے قول دارقطنی کا چنانچہ اسکو سیوطی نے نقل کیا ہے لم یلق احدا من الصحابۃ الا انہ رای انسا رض انتھے اور دیکھیے قول نووی رح کا تہذیب الاسماء واللغات میں قال الخطیب البغدادی فی التاریخ ابوحنیفۃ امام اصحاب الرای وفقیہ اھل العراق رای انس بن مالک رض انتھے یعنی خطیب بغدادی رح نے تاریخ میں کہا ہے کہ ابوحنیفہ امام اصحاب رائے اور فقیہ اہل عراق نے دیکھا ہے انس بن مالک رض کو اور دیکھیے قول ابن حجر مکی ہیتمی کا خیرات الحسان فی مناقب النعمان میں صح کما قالہ الذہبی انہ رای انس بن مالک وھو صغیر وفی روایۃ مرارا واکثر المحدثین علی ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یصحبہ وصححہ النووی کابن الصلاح انتھی یعنی صحیح ہے جیسا کہ کہا ہے اسکو ذہبی نے کہ دیکھا ہے امام اعظم صاحب نے انس ابن مالک رض کو اپنی صغرسنی کے زمانہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ دیکھا ہے چند بار اور اکثر محدثین اس قول پر ہیں کہ تابعی وہ ہے کہ ملاقات کرے صحابی کی اگرچہ مصاحبت درازنہ ہوئی ہو اس قول کی تصحیح کی نووی نے مثل ابن صلاح کے انتھی اور دیکھیے قول ابن عابدین ردالمحتار میں علی کل فھو من التابعین وممن جزم بذلک الحافظ الذہبی والحافظ العسقلانی وغیرھما انتھی یعنی ہر حال میں امام ابوحنیفہ رح تابعین میں سے ہیں اور اسیکا جزم کیا حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی نے اور سوا ان دونوں کے ۱۲۔ اور دیکھیے تذکرۃ الراشد میں ہے ما وقع للعینی انہ اثبت سماعہ عن الصحابۃ ردہ علیہ صاحبہ الحافظ قاسم الحنفی والظاھر ان سبب عدم سماعہ ممن ادرکہ من الصحابۃ انہ فی اول امرہ اشتغل بالکتاب حتی ارشدہ الشعبی لما رای من باھر نجابتہ الی الاشتغال بالعلم انتھی یعنی علامہ عینی رح نے ثابت کیا ہے سماع امام ابوحنیفہ کا صحابہ سے لیکن رد کیا اسکو انکے صاحب حافظ قاسم حنفی رح نے اور ظاہر یہ ہے کہ ہر آینہ

Marfat.com

سبب عدم سماع امام صاحب کا انکے ابتداء امر میں اسلیے تھا کہ یہ مشغول تھے ساتھ کتاب اللہ کے یہاں تک کہ جب انکو شعبی رح نے دیکھا کہ انکی نجابت ظاہر ہے تو ہدایت کی انکو علم کیطرف مشغول ہونیکی اور دیکھئے قول سیوطی کا قد الف ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزاً فیما رواہ ابو حنیفة عن الصحابة انتھی ۱۲ یعنی ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی نے ایک جزاس بیانمیں تالیف کیا ہے کہ ابو حنیفہ رح نے صحابہ سے روایت کی ہے انتھی اور دیکھیے قول علامہ ازنیقی کا مدینة العلوم میں قد ثبت بھذا التفصیل ان الامام من التابعین انتھی یعنی ہرائینہ ثابت ہوا اس تفصیل سے کہ البتہ امام اعظم تابعین میں سے ہیں انتھی ۱۲ پس یہہ علماء ثقات اور اثبات مثل دارقطنی اور ابن سعد اور خطیب اور ذہبی اور ولی العراقی اور ابن حجر المکی اور علی القاری اور اکرم السندی مولف امعان النظر نے علامہ ملا علی قاری رح کا ذکر کیا ہے کہ جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے اور اسکو ثابت کیا ہے اور ابو معشر اور حمزة السہیلی اور جزری اور توربشتی اور سیوطی اور قسطلانی اور سراج اور ازنیقی اور ابن عابدین الشامی اور یافعی اور عینی وغیرہ علماء محدثین و مقلدین شافعی وغیرہم مداح امام اعظم رح کے ہیں پس باوجود اسکے اختیار کرنا قول بعض متعصبین کا گمراہی اور خلل دماغ سے خالی نہیں اگرچہ بعض نے اس بارہ میں خلاف کیا ہے لیکن اوسکے دندان شکن جواب اوپر گذر چکے ہیں اور جو منکر ہیں وہ نافی ہیں اور اصول حدیث و فقہ کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب قول مثبت کی معارض نافی کے ہوں تو مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے پس بنابر اس قاعدہ کے بھی امام اعظم رح کو تابعی کہنے والونکا قول مرجح اور مقدم ہوگا جیسا کہ شرح نخبة الفکر اور تنقیح الاصول اور تلویح اور منار اور مرآة الاصول شرح مرقاة الوصول وغیرہ میں تصریح کی ہے المثبت مقدم علی النافی ۱۲ بحث فی رد الطعن علی ابی حنیفہ رح بقلة العربیة ۱۲ جن لوگوں نے جناب ابو حنیفہ رح کو قلت عربیت کی طرف منسوب کیا ہے اونکے پاس کوئی دلیل سوا اس ایک حکایت کے نہیں ہے جو تاریخ ابن خلکان میں مع جواب کے موجود ہے مگر متعصبین غیر مقلدین نے ابن خلکان کی حکایت کے اول جملہ کو لے لیا ہے اور ثانی جملہ جو جواب اسکا تھا اوسکو ترک کر دیا اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی جاہل بے نمازی دلیل پکڑ لے لاتقربوا الصلوٰة کو وانتم سکاریٰ کو چھوڑ دے مگر یہ نہیں جانتے کہ جب اہل علم منصف مزاج دیکھینگے

Marfat.com

توکیا سمجھیں گے ابن خلکان کی عبارۃ نقل کرکے پیش ناظرین منصفو نکے پیش کیجاویگی بلکہ خیانت ناحق اور بے اصل طعن کرنے کی طاعنین پر ہی واقع ہوگی میں بعینہ وہ عبارۃ نقل کرتا ہوں فمثل ھذا الامام لا یشك فی دینه ولا ورعه وتحفظه ولم یکن یعاب بشئ سوی قلة العربیة فمن ذلك ما روی ان ابا عمرو بن العلاء المقری النحوی ساله عن القتل بالمثقل هل یوجب القود ام لافقال لا کما هو قاعدة مذهبه خلافا للشافعی فقال له ابو عمرو ولو قتله بحجر المنجنیق فقال ولو قتله با باقبیس یعنی الجبل المطل علی مکة وقد اعتذر واعن ابی حنیفة بانه قال ذلك علی لغة من یقول ان الکلمات الستة المعربة بالحروف وهی ابوه واخوه وحموه وهنوه وفوه وذومال اعرابها یکون فی الاحوال الثلث بالالف وانشد وافی ذلك ع ان اباها وابا اباها قد بلغا المجد غایتاها وهی لغة الکوفیین وابو حنیفة من اهل الکوفة فهی لغته والله اعلم انتهی یعنی پس اس جیسے امام کے دین وورع اور تحفظ میں شک نہیں کیا جاسکتا اور سوا قلت عربیت کے اور کوئی عیب نہیں لگایا گیا (لیکن یہ کوئی عیب اور جرح نہیں ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے مقدمۂ فتح الباری میں اسکی تصریح کردی فانظر ثمہ) پس منجملہ اسکے ایک یہ روایت ہے کہ ابو عمر بن علار نحوی نے امام صاحب سے سوال کیا قتل بالمثقل کے بارہ میں کہ اس سے قصاص واجب ہوتا ہے یا نہیں تو آپ نے جواب نہیں جیسا اونکے مذہب کا قاعدہ ہے امام شافعی صاحب کی خلاف پھر کہا ابو عمرو نے اگرچہ منجنیق کے پتھر سے اوسکو قتل کرے جب بھی نہیں قصاص واجب ہوگا امام صاحب نے جواب دیا کہ اگرچہ قتل کردے اوسکو جبل ابا قبیس سے یعنی دراز پہاڑ سے جو مکہ میں ہے (یہاں اعتراض کا منشا یہ ہے کہ ابی قبیس کے بجائے امام صاحب نے ابا قبیس کہا ہے جو نحوی قواعد کے خلاف ہے) اور امام صاحب کیطرف سے علماء نے جواب یوں دیا ہے کہ ابو حنیفہ نے اوس شخص کی لغت پر جواب دیا ہے جو کلمات ستہ معربہ بالحروف کا اعراب تینوں حالتوں میں الف کیساتھ مانتا ہے وہ کلمات چھ یہ ہیں ابوہ- اخوہ- حموہ- ھنوہ- فوہ- ذومال- اور اسکے استدلال میں انھوں نے ایک عرب کے شاعر کا شعر پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے ان اباھا وابا اباھا میں وابا ابی ھا کی جگہہ وابا اباھا شاعر نے باندھا ہے یہ کوفیونکا لغت ہے اور ابو حنیفہ کوفی ہیں پس امام صاحب کا باباقبیس کہنا بابی قبیس کی جگہہ صحیح ہے لہذا اعتراض اٹھ گیا بعد اس جواب کے کوئی قلت

Marfat.com

عربیت کا الزام لگائے تو جہالت ہے نعوذ باللہ من کید المتعصبین جواب قوی و مدلل و مبرہن ہے
چنانچہ الفیہ اور شرح الفیہ بہجۃ المرضیہ اور علامہ سیوطی کی شرح میں ہے والنقص فی ھذا الاخیر
وھو ھن بان یکون معربا بالحرکات علی النون احسن من الاتمام قال علیہ الصلوۃ و
السلام من تعزی بعزی الجاھلیۃ فاعضوہ بھن ابیہ وفی اب وتالیہ وھما اخ وھم
یندر ای یقل وقصرھا ای تصر اب واخ وحم بان یکون بالالف مطلقا من نقصھن
اشھر کقولہ ان اباھا وابا اباھا ٭ قد بلغا فی المجد غایتاھا ٭ اور ماسوے اسکے ابن عقیل اور
مکودی وغیرہ سے شرح الفیہ ابن مالک میں تصریح موجود ہے پس امام صاحب پر کوئی دھبہ قلت
عربیت کا نہیں لگتا اسکے بعد من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کا اختیار باقی ہے۔
فتامل ولا تکن من المعاندین

بحث ۱۴ رد میں اسبات کے کہ امام ابو حنیفہ رح کو فقط ۱۷ حدیثیں پہونچی ہیں۔

ناظرین اہل انصاف پر مخفی نرہے کہ جس امام کے علما محدثین و مقلدین امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کے یعنی غیر مذہب والے ثناخوان ابو حنیفہ کے ہوں اور مثل افتاب نصف النہار کے روشنی بخش تمام جہانیں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جسکا مذہب ہو اور بڑے بڑے مجتہدین مثل امام شافعی اور امام محمد اور امام ابو یوسف رح اور امام بخاری اور دارقطنی وغیرہ جن کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہوں ایسے امام اعظم جناب ابو حنیفہ رح کو اپنی کم فہمی سے جو شخص قلت عربیت اور قلت احادیث کی طرف منسوب کرے وہ بیشک ضلوا فاضلوا کا مصداق ہے معاذ اللہ یہ کیسی دشمنی اور کیسی بیجا کی غیر مقلدین کی ہے جو کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح کو سترہ حدیثیں پہونچیں یہ جملہ ردیہ اور کلمات سخیفہ ہیں پس یہ مثل ایک درخت خبیثہ کے ہے کہ زمین سے اکھڑ گیا ہے اور اوسکو قرار نہیں یا مثل بنیاد کمزور کے ہیں جو کسیطرح سیلاب تحقیق کے سامنے ٹھر نہیں سکتی اور یقیناً یہ زلت فاحشہ اور ذلت فاضحہ ہے کہ ایسے لچر پوچ کلام کی تصدیق نہیں کریگا مگر وہ شخص جسکے حواس مختل ہوں اور چاروں طرف سے اوسکو اوہام باطلہ کی گھٹائیں گھیرے ہوے ہوں اور جنکے مدارک عالیہ ہیں وہ ایسے کلام کیطرف اصلا توجہ نہیں کرینگے اور یہ طعن اور اسکی وجہ کہ امام صاحب قلیل الروایت کیوں ہیں علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے مگر عقل کے دشمنوں نے قلت احادیث

Marfat.com

کی طعن کو امام صاحب کی شان میں نقل کیا اور وجہ کو چھوڑ دیا یہ مثل استدلال پکڑنے کج فہم کے لا تقربوا
الصلوٰۃ سے و انتم سکاریٰ کو چھوڑ کر چنانچہ اسکی تصریح خود ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں بیان کی ہے
قد تقول بعض المتعصبین ان منہم من کان قلیل البضاعۃ فی الحدیث ولا سبیل الی ھذا
المعتقد فی کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما تؤخذ من الکتاب والسنۃ ومن کان قلیل
الحدیث فیتعین علیہ طلبہ وروایتہ والجد والتشمیر فی ذالک لیاخذ عن اصول
صحیحۃ ویتلقی الاحکام عن صاحبہا المبلغ لہا وانما قلل منہم من قلل الروایۃ لاجل
المطاعن التی تعترضہ والعلل التی تعرض فی طرقہا انتہی یعنی بعض متعصب باتیں بناتے
ہیں کہ بعض مجتہدین سے وہ شخص ہے کہ تھوڑی پونجی کے ہیں علم حدیث میں اور کوئی طریقہ
طرف اس اعتقاد کے ائمہ مجتہدین کبار کی شان میں نہیں ہے یعنی جو کہ کبار مجتہدین میں سے ہیں
اونکی طرف یہ اعتقاد بالکل مناسب نہیں بلکہ خطا ہے کیونکہ شریعت نہیں پکڑی جاتی ہے مگر کتاب اللہ
اور سنت رسول اللہ سے (یعنی کبار مجتہدین کو حاوی ہونا اور مفسر ہونا کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ
پر ضروریات میں سے ہے) اور جو کہ قلیل الحدیث ہو تو معین ہو چکا اوس پر طلب کرنا علم حدیث کا اور روایت
کرنا حدیث کا اور کمربستہ ہونا حصول احادیث میں تاکہ اخذ کرلے وہ مجتہد اصول صحیحہ سے تاکہ لیوے
احکام کو اوسکے صاحب سے اور قلت حدیث اونسے نہیں ہوتی ہے مگر بسبب مطاعن و علل و عوارض کی
احادیثوں میں یعنی اسانید احادیث میں فتامل ولا تکن من الغافلین اسیطرح دوسرا قول
ابن خلدون کا ہے الامام ابوحنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل
وضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضہا الفعل النفسی وقلت من اجلہا روایتہ
فقل حدیثہ لانہ ترک روایۃ الحدیث عمدا انتہی امام ابوحنیفہ رح کی قلت روایت حدیث
کی نہیں ہوئی ہے مگر بسبب اسباب کے کہ تشدد کیا انھوں نے شروط روایۃ میں اور تحمل حدیث میں اور
بسبب روایت کرنے حدیث یقینی کے جبکہ معارض ہو اوسکو فعل نفسی اور کم ہوئی روایت امام صاحب کی
بسبب اسکے تو کم ہوئی حدیث انکی (یعنی بہ نسبت غیروں کے) نہ یہ بات کہ امام صاحب نے ترک کیا ہو
روایت حدیث کو عمدا انتہی ۱۲ تیسرا قول ابن خلدون کا اوسکی تاریخ میں یدل علی انہ یعنی ابو حنیفہ
من کبار المجتہدین فی الحدیث اعتماد مذہبہ فیما بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا و

Marfat.com

قبولا واما غیرہ من المحدثین وھم الجمھور فتوسعوا فی الشروط فکثر حدیثھم والکل عن اجتھاد وقد توسع اصحابہ من بعدہ فی الشروط فکثرت روایاتھم وروی الطحاوی فاکثر وکتب مسندا انتھی یعنی دلالت کرتا ہے یہ امر کہ جناب ابو حنیفہ رح کبار مجتہدین سے ہیں فن حدیث میں اعتماد کرنا علماؤں کا اونکے مذہب پر اور اونکے مذہب کو مرجع علم سمجھنا اور اوسکا اعتبار کرنا آزروے ضد اور قبول کے اور ما سوے انکے دوسرے محدثین نے وسعت کی شروط صحت روایت میں تو زیادہ ہوئیں حدیثیں اونکی اور کل اجتہاد سے ہے اور تحقیق کہ توسع کیا امام صاحب کے شاگردوں نے بعد انکے تو زیادہ ہوئی روایتیں اونکی اور امام طحاوی نے کثرت سے روایت کی اسیوجہ سے ایک مسند لکھہ ڈالا ۱۲۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جناب ابو حنیفہ رح کی قلت حدیث بسبب بے پروائی اور کم علمی کے نہ تھی کیونکہ ابن خلدون وغیرہ علمار تواریخ اور محدثین نے اونکو کبار مجتہدین فی الحدیث سے تسلیم کیا ہے اور انکے علم و فضل اور حافظہ اور ورع اور زہد و تقوی کا جمہور علماء متبحرین نے اقرار کیا ہے اسیطرح علامہ نواب صدیق الحسن خاں مرحوم نے باوجود کہ اونکو دعوی محدث اور غیر مقلد بنے کا تھا پھر بھی وہ حطہ فی اصول صحاح ستہ کے صد ۳۲ میں نقل کرتے ہیں والامام ابو حنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل وضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضھا الفعل النفسی وقلت من اجلھا روایتہ فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث متعمدا فحاشاہ من ذلک انتھی یعنی امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی باعث اسکا یہ ہے کہ اونھوں نے شروط روایت میں بہت تشدد اور سختی کی ہے (چنانچہ دوسرے محدثین مثل بخاری وغیرہ کے تصحیح کی ہوئی حدیث انکے نزدیک ضعیف اور ذی علل ہے بلکہ بنا بر اسکے یوں کہنا درست ہے کہ چند حدیثیں ایسی امام صاحب نے ضعیف جانکر چھوڑ دیں اونکو امام بخاری وغیرہ نے اپنی شرطوں کے موافق صحیح جانکر اخذ کیا) شروط روایۃ اور تحمل روایت میں اور بسبب ضعیف جان نے روایۃ حدیث یقینی کے جب معارض ہوا اوسکو فعل نفسی او قلت روایت ہوئی تو کم ہوئی حدیث اونکی نہ یہ کہ ترک روایت حدیث کی عمداً کی ہو بس پاک ہیں امام اعظم اس سے اور حطہ میں ہے ویدل علی انہ من کبار المجتھدین فی علم الحدیث اعتماد مذھبہ بینھم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا الخ یعنی دلالت اس بات پر کہ امام ابو حنیفہ رح کبار مجتہدین سے ہیں علم حدیث میں معتمد ہونا انکے مذہب کا

Marfat.com

درمیان علماے محدثین وغیرہ کے ونیز اعتماد و اعتبار کرنا اونکے مذہب پر باعتبار رد و قبولکی اس سے
زیادہ تصریح دیکھنی ہو تو علماء متقدمین و متاخرین محدثین وغیرہم کے تالیفات خاص کر مولوی
عبدالحی لکھنوی کے مقدمات ہدایہ اور جامع الصغیر او موطاء امام محمد اور شرح وقایہ وغیرہ کا ملاحظہ
فرماے فتدبر ۱۲- اب غور کرنے کی جگہ ہے کہ امام اعظم رح اگر فقط سترہ حدیثیں جانتے ہوتے
توکیوں انکو کبار مجتہدین فی الحدیث میں گنا جاتا اور کیوں گواہی دیتے ساتھ مہارت اور علو مرتبت
انکے کے فن حدیث میں اور انکی قلت حدیث کی روایۃ میں کیوں عذر بیان کرتے علاوہ اسکے جو
شخص مطالعہ کرے تصانیف شاگردان امام اعظم صاحب کا انھوں نے باسانید متصلہ امام صاحب سے
اپنی اپنی تالیفات میں روایات صحیحہ صریحہ کو درج کیا ہے مثل موطا امام محمد اور انکی کتاب الحجج اور کتاب
الآثار او رسیر اور کتاب الخراج امام ابی یوسف کی اور امالی وغیر ذالک کے تو اوسمیں روایات امام
صاحب کی اور انکے اساتذہ کی اسانید متصلہ کے ساتھ زیادہ سترہ سے بلکہ دو سو بلکہ اوربھی زیادہ اس سے
ہزار دو ہزار تک ملیں گے باوجود اسکے یوں کہنا کہ روایات امام صاحب کی سترہ تک پہونچے ہی نہیں ہیں
مگر اسطرح کہ کوئی یوں کہے کہ امام بخاری کی روایات سولہ ہیں علاوہ اسکے جسنے مطالعہ کیا ہو تالیف
ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور حاکم او بیہقی اور عبدالرزاق اور طحاوی کی شرح معانی الآثار اور
مشکل الآثار کا تو وہ بخوبی جانتا ہے کہ امام صاحب سے اونکی کتنی روایتیں ہیں باوجود ان تصریحات
ظاہرہ کے پھر یہ کہنا کہ امام صاحب کو سترہ حدیثیں یاد تھیں ایسا ہے جسطرح کوئی شخص یہ کہے
کہ امام مسلم کو دس بارہ حدیثیں یاد تھیں وہذا ظاہر علی کل ماہر مع ہذا امام ابی حنیفہ رح کا زمانہ صحابہ
کا تھا اور اول زمانہ تابعین کا چنانچہ میں ثابت کر چکا ہوں اپنے رسالہ سبع سنابل میں اور یہ بات معلوم
ہے کہ اوس زمانہ میں جم غفیر اور جماعۃ کثیر علماء ذی الشان کی تھی اور علم اوس زمانہ میں عالم شباب پر
تھا اور مشغول تھا اوس زمانہ میں روایات احادیث میں ہر جوان و بوڑھا یہانتک کہ بچے اوس
زمانہ کے اعلم اور احفظ تھے فضلا اس زمانہ سے پھر باوجود اسکے کسینے یہ نہیں کہا کہ امام اعظم رح
کو سوائے سترہ روایات کے اور یاد نہیں تھیں افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ کے مقیدوں نے
کہانسے یہ بات تراشی ہے فتنبہ ۱۲ مع ہذا سوچنے کی بات ہے کہ مسائل فرعیہ معاملات و عبادات
شرعیہ وہ کہ جو نقل کیے گیے ہیں بلا شبہہ ہزاروں سے زیادہ ہیں جیسا کہ صاحب بصیرۃ پر پوشیدہ

Marfat.com

نہیں ہے خاص کر اون لوگوں پر کہ جن کو دیکھنا ان کی شاگردوں کی کتابوں صحاح ستہ کا میسر ہوا ہے یعنی جامع الصغیر اور جامع الکبیر اور سیر صغیر اور سیر کبیر اور زیادات اور مبسوط کا کہ مسمی بظاہر الروایۃ ہے اور کتاب الحجج اور کتاب الآثار اور موطا یہ کل امام محمد شیبانی کی ہے اور مثل تصانیف ابی یوسف اور حسن بن زیاد اللؤلؤی وغیرہم کے اور یہ بات معلوم ہے کہ یہ کل مسائل منصوصہ قرآن نہیں ہیں اور نہ اجماع سے ثابت ہیں و نیز اکثر مسائل ان کتابوں کے ایسے ہیں کہ جنہیں مدخل اجتہاد مجتہد کا نہیں ہے پس بنابر اسکے ضرور ہے کہ امام صاحب کو احادیث کثیرہ اور آثار غیرہ پہونچی ہیں ورنہ اتنے مسائل کہاں سے بغیر احادیث معلوم کئے ہوئے مستنبط کئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تمام مجتہدین و محدثین اور تمام علماء معتمدین نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ ابو حنیفہ رح مجتہدین میں سے ہیں اور عبارتیں انکی متفق ہیں اس بات پر کہ امام صاحب رح معدود ہیں متقدین میں اسیواسطے علما ذکر کرتے ہیں امام صاحب کے قول کو معرض اقوال علما میں اور درج کرتے ہیں حال امام صاحبکو اثناء احوال علماء میں اور اہتمام کرتے ہیں علما ساتھ آثار امام صاحبکے از رد و رفع و قدح کے وغیرہ وغیرہ پس باوجود اسکے سترہ حدیث کی نسبت امام صاحب کیطرف کرنا اوسی کا کام ہے جس کے دماغمیں کچھ خلل و ضرر ہو کیونکہ جسکو حدیثیں سترہ سے زیادہ نہیں پہونچی ہوں اوسکا اعتبار کیا ہو سکتا ہے علماء انام کے نزدیک اور نہ شمار کیا جا سکتا ہے وہ زمرہ مجتہدین میں اور نہ اوسکے قول کی طرف کوئی التفات کر سکتا ہے اور امام صاحب کا حال اسطرح نہیں ہے بلکہ معدود فی المعتبرین والمعتمدین ہیں کما لا یخفی علی من لہ ادنے علم من الاحادیث ۱۲ پھر جائے غور ہے کہ بالاتفاق تمام علماء عظام قائل ہیں کہ امام اعظم فقہاء کرام میں سے ہیں اور تمام نے امام صاحب کو فقیہ عراق کے ساتھ موصوف کیا ہے اور امام صاحب کو سادات فقہاء مین سے شمار کیا ہے اور تمام علماء مجتہدین نے انکے لئے تبحر استنباط مسائل کا مان لیا ہے اور ضروری یہ امر ہے کہ کوئی فقیہ نہیں ہوتا جب تک وہ مجتہد نہو اور جو مجتہد ہوگا اوسکے لیے فقط سترہ حدیثیں کافی نہیں پس حالات مذکورہ میں امام صاحب کیواسطے فقط سترہ حدیثیں ثابت کرنا نہیں ہے یہ کام مگر کم علموں کا پھر جائے انصاف ہے کہ علامہ ابوعبد اللہ الذہبی نے جنکو نقد تام باتفاق علماء کرام کے تھا وہ اپنے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کو ذکر حمید سے یاد فرماکر انکو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور اسیطرح دیگر

Marfat.com

علماء عظام نے اپنی اپنی تالیفات میں ذکر فرمایا ہے مثل ابن خلکان وغیرہ کے اور حافظ الحدیث
وہ ہرگز نہیں ہے جو کہ فقط سترہ حدیثیں جانتا ہو ونیز جماعۃ معتبرین نے ذکر کیا ہے کہ شیوخ اور
اساتذہ ابو حنیفہ رح کے فن حدیث میں چار ہزار ہیں علامہ مزی رح نے تہذیب الکمال میں انمیں سے
ستر بتلائی ہیں جسمیں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے پس اگر فرض کیا جاوے کہ ہر ایک سے ایک ایک حدیث
روایت کی ہوگی تو بھی چار ہزار ہونگی اتنی نہیں تو ستر ہی سہی اور اگر ہر ایک سے ایک سے زیادہ روایت کی
ہوں تو اوسیقدر زیادہ ہونگی تو پھر بھی کہنا کہ امام صاحب کو نہیں پہونچی تھی حدیثیں مگر سترہ اباطیل
اور لغویات سے ہے ونیز جسکو فقط سترہ حدیثیں پہونچی ہوں تو وہ ضرور بالضرور مہجور نزدیک صغیر وکبیر کے
ہوتا ہرگز اوسکا شہرہ مثل شہرت ائمہ مجتہدین کے نہیں ہوگا باوجود اسکے کسی محدث یا فقیہ نے امام کے
سوا نہیں کہا ہے پس یہ ادلہ العشرۃ المبشرۃ یا تلک عشرۃ کاملۃ ہیں ویابی اللہ والمؤمنون الا
ان یزید نور ابی حنیفۃ وہو متم نورہ ولو کرہت الفئۃ الباغیۃ الکارہۃ ۱۲

بحث بیچ بیان لفظ امام اہل الرائے واصحاب الرائے ۱۲ بعض متعصبین غیر مقلدین
اپنی تالیف میں لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت امام الحنفیۃ ومقتدائے اصحاب الرائے ہیں
تو اوسکے جواب میں لکھتا ہوں بتوفیق ملک العلام کہ اگر اونکی مراد اس سے عقل اور فہم ہے
تو وہ منقبۃ شریفہ اور مکرمۃ عظیمہ ہے کیوں کہ جسکے عقل نہو اوسکو علم نہیں کیونکہ علم منقول بغیر معقول کے
ناقص اور روایت بغیر درایت کے بیکار۔ اور اگر مراد اونکی اس رائے سے قیاس ہے وہ قیاس کہ جو
ایک قسم ادلہ اربعہ کی ہے تو اگر اس سے یہ مقصود ہے کہ امام صاحب قیاس کرتے تھے اسوجہ سے
انکے قول کا اعتبار نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر واحد مجتہدین میں سے قیاس کرتا تھا پھر امام صاحب
پر کیوں اعتراض سب پر ہونا چاہیے اور اگر یہ مقصود ہے کہ امام صاحب قیاس کو کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ پر مقدم کرتے تھے تو یہ صریح تہمت ہے اسواسطے کہ اسکو حافظ ابن عبد البر اور ابن حجر
اور عبد الوہاب شعرانی وغیرہم نے ثابت کر دیا ہے کہ امام صاحب قیاس کو قران وحدیث پر مقدم
نہیں کرتے تھے وقال ابن الحجر المکی فی الخیرات الحسان بعد ما ذکر محاسنہ ومحامدہ
فی ستۃ وثلثین فصلا فی الفصل السابع والثلثین قال الحافظ ابن عبد البر ما حاصلہ
انہ افرط بعض اصحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفۃ وتجاوزوا الحد فی ذلک لتقدیمہ القیاس

على الاثر واكثر اهل العلم يقولون اذا صح الحديث بطل الراى والقياس لكنه لم يرد الا بعض اخبار الاحاد بتاويل محتمل وكثير منه قد تقدمه اليه غيره وتابعه عليه مثله كابراهيم النخعى واصحاب ابن مسعود رض الا انه اكثر من ذلك هو واصحابه وغيره انما يوجد له ذلك قليلا يعنی ابن حجر مکی رح نے خیرات الحسان میں بعد ذکر کرنے محاسن و محامد جناب امام اعظم رح کے چھتیس فصلوں میں فصل سینتیسویں میں کہا ہے کہ حافظ ابن عبدالبر رح فرماتے ہیں کہ ہر آئینہ بعض اصحاب حدیث نے زیادتی کی ہے مذمت کرنے میں ابی حنیفہ رح کے اور مذمت بھی اسقدر کی ہے کہ حد سے تجاوز کر گئے ہیں قیاس کو حدیث پر مقدم کرنیکی وجہ سے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جب حدیث صحیح ہو تو رائے و قیاس باطل ہے ولیکن امام ابو حنیفہ رح نے نہیں رد کیا مگر بعض اخبار احاد کو وہ بھی محتمل تاویل کے ساتھ اور یہ طریقہ اکثر نے جو انسے متقدم گذرے ہیں اختیار کیا ہے اور متابعت کی امام صاحب کی اس طریقہ پر آپکے مثل نے جیسے کہ ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود رض مگر اتنا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے قیاس زیادہ کیا ہے (کیونکہ اونکو جس مسئلہ میں کوئی حدیث نہ ملی انھوں نے قیاس کیا) بہ نسبت اور مجتہدین کے ومن ثم لما قيل لاحمد ما الذى نقم عليه قال الراى قيل اليس مالك تكلم بالراى قال بلى ولكن ابا حنيفة اكثر رايا منه قيل فهل اتكلم فى هذا بحصته وهذا بحصته فسكت احمد یعنی اسی باعث سے (یعنی جب ابراہیم نخعی اور اصحاب مسعود رض وغیرہم دیگر علما بھی تھوڑا بہت قیاس و رائے سے کام لیتے ہیں تو) جب امام احمد رح سے کہا گیا کہ کس سبب سے تم امام ابو حنیفہ رح پر ناراض اور غصہ ہو تو امام احمد نے جواب میں اسکے کہا کہ رائی کے سبب سے تو کہا گیا کہ کیا امام مالک کلام ساتھ رائے کے نہیں کرتے تھے کہا امام احمد نے کہ ہاں لیکن ابو حنیفہ قیاس میں امام مالک سے بڑھے ہوئے اور زیادہ ہیں تو کہا گیا کہ کیا میں کلام کروں مالک میں موافق اونکے حصہ کے اور ابو حنیفہ میں بقدر اون کے حصہ کے تو امام احمد یہ سنکر چپ ہو گئے **ف** مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی مقدمہ موطا امام محمد میں بعد اس عبارۃ کے تحریر فرماتے ہیں ناقلا عن ابن عبدالبر کہ ہر آئینہ صحابہ رض سے بھی اجتہاد بالرائے اور قیاس ثابت ہے اسیطرح تابعیں سے انتہی کلام ابن عبدالبر جب یہ وطیرہ صحابہ اور تابعین اور امام مالک وغیرہ کا جاری رہا کہ رائے اور قیاس سے انھوں نے بھی

مقدمہ موطا ص۲۱

Marfat.com

کام لیا ہے تو ابو حنیفہ رح پر اس بارے میں مواخذہ کرنا سفاہت اور جہالت ہے کیونکہ علمائے متقدمین محدثین و مجتہدین سے جب قول بالرائے و بالقیاس ثابت ہے تو ابو حنیفہ پر اسکا کیوں الزام لگایا جاتا ہے بلکہ اپنی عمل عامہ فقہاء امصار وغیرہم کا بھی رہا چنانچہ میزان شعرانی میں ابی جعفر شیرازی سے منقول ہے لا خصوصیة للامام ابی حنیفة فی القیاس بشرطہ المذکور ای عدم وجدان الحکم من الکتاب والسنة بل جمیع العلماء یقیسون فی مضائق الاحوال اذا لم یجدوا فی المسئلة نصا من کتاب و لا سنة و لا اجماع و لا اقضیة الصحابة انتھی یعنی امام ابی حنیفہ رح کے قیاس کرنے میں خصوصیت نہیں بشرط مذکور یعنی وقت نہ پہونچنے حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بلکہ جمیع علما قیاس کرتے ہیں مضایق احوال میں جبکہ وہ نہیں پاتے کسی مسئلہ میں نص کتاب اور سنت سے اور اجماع اور قضایا صحابہ سے انتہی ۱۲

بحث کثرۃ مشائخ ابی حنیفہ رح کے اور انکے ثقہ ہونے میں ۱۲۔ ابو حنیفہ رح جیسے فقیہہ تھے اوسیطرح محدث تھے بلکہ کبار مجتہدین فی الحدیث ملنے گئے ہیں چنانچہ واضح طور سے اوپر گزر چکا ہے چنانچہ علامہ مولوی عبدالحی لکھنوی رح نے مقدمہ موطا میں تذکرہ علامہ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ حدث عن عطاء و نافع و عبدالرحمن بن هرمز الاعرج و سلمة بن کهیل و ابی جعفر محمد بن علی و قتادة و عمرو بن دینار و ابی اسحاق و خلق کثیر یعنی روایت کی ہے امام اعظم ابو حنیفہ نے عطا اور نافع اور عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج اور سلمہ بن کہیل اور ابی جعفر محمد بن علی اور قتادہ اور عمرو بن دینار اور ابی اسحاق اور خلق کثیر سے یعنی انکے سوائے دوسروں سے بھی امام صاحب نے روایت کی ہے اور انسے تفقہ حاصل کیا ہے زفر بن ہذیل اور داود طائی اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور اسد بن عمرو اور حسن بن زیاد اور نوح الجامع اور ابو مطیع البلخی وغیرہم بہت دوسروں نے بھی اور انسے یعنے امام اعظم رح سے حدیثیں روایت کی ہیں اور علم حدیث اخذ کیا ہے ذیل کے عالم محدثین نے اور وہ یہ ہیں وحدث عنه وکیع و یزید بن هارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبید الله بن موسی و بشر کثیر یعنی امام اعظم رح سے حدیث کی سند وکیع اور یزید بن ہارون اور سعد بن الصلت اور ابو عاصم اور عبدالرزاق اور عبید اللہ بن موسیٰ رح نے و نیز بہت سے لوگوں نے ان علماء کے علاوہ امام صاحب سے روایت کی ہے اور اوسے تذکرہ میں ہے وکان اماما ورعا

عالما عاملا متعبدا کبیر الشان لایقبل جوائز السلطان بل یتجر و یکتسب یعنی تھے امام ابو حنیفہ رح امام پرہیزگار عالم با عمل عبادت کنندہ اور کبیر الشان نہیں قبول کرتے تھے جائزہ کو سلطان کے بلکہ تجارت کرتے تھے اور کسب کرتے تھے قال ابن المبارک ابو حنیفۃ افقہ الناس یعنی کہا ابن المبارک نے کہ ابو حنیفہ رح زیادہ تر فقیہ تھے (اور یہ بات معلوم ہے کہ بدون علم حدیث کوئی شخص فقیہ نہیں ہوتا ہے چہ جائے کہ افقہ ہووے او علم حدیث نہ رکھتا ہو) وقال الشافعی الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ رح یعنی جناب شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابی حنیفہ رح کی عیال ہیں اور روایت کی ہے احمد بن محمد بن القاسم نے یحیی بن معین سے کہ انہوں نے شان میں امام اعظم ابو حنیفہ کے لاباس بہ کہا ہے (اور یہ لفظ توثیق کا ہے بلکہ دوسری جگہہ تصریح کی گئی ہے کہ جب یحیی بن معین کسیکو لاباس کہے تو مراد ثقہ ہونا ہے) اور اسجگہ خود یحیی بن معین نے لاباس بہ کے متصل ولم یکن متہما بھی کہا ہے یعنی ابو حنیفہ کسی تہمت سے متہم نہ تھے یہ عبارت خود دلالت کرتی ہے کہ مراد لاباس بہ سے ثقہ ہے کیونکہ نہ متہم ہونا دلالت توثیق پر ہے وقال ابو داود ان ابا حنیفۃ کان اماما یعنی ابو داود صاحب کتاب فی الحدیث نے کہا کہ ابو حنیفہ رح امام تھے وفی خیرات الحسان فی الفصل الثامن والثلثین قال ابو عمر و یوسف بن عبد البر الذین رووا عن ابی حنیفۃ و وثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ من اھل الحدیث اکثر ما عابوا علیہ الاغراق فی الرای والقیاس وقد مران ذلک لیس بعیب یعنی خیرات الحسان میں فصل اڑتیس میں ہے کہ کہا ابو عمر و یوسف بن عبد البر نے کہ جن لوگوں نے امام ابی حنیفہ رح سے روایت کی ہے اور انکو ثقہ کہا ہے اور انکی ثنا کی ہے وہ لوگ اکثر ہیں اون لوگوں سے جنھوں نے کلام کیا ہے انہیں اہل حدیث سے اور اکثر اوس چیز کا کہ ان پر لوگ عیب لگاتے ہیں وہ مستغرق ہونا انکا رائے اور قیاس میں ہے اور بالتحقیق اوپر گزر چکا ہے کہ یہ عیب نہیں ہے وقد قال الامام علی بن المدینی ابو حنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید وھشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وھو ثقۃ لاباس بہ وکان شعبۃ حسن الرای فیہ وقال یحیی بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ فقیل لہ اکان یکذب قال لا یعنی ہر آئینہ امام علی بن المدینی نے کہا (جو کہ استاد بخاری وغیرہ محدثین کے ہیں) کہ امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہے ثوری یعنی سفیان ثوری اور ابن المبارک یعنی عبد اللہ

یہ ابن مبارک استاد بخاری وغیرہ اصحاب ستہ کے ہیں ۱۲ منہ

Marfat.com

ابن المبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع اور عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے اور یہ امام ابی حنیفہ ثقہ لاباس بہ ہیں اور شعبہ جو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب رکھتے ہیں وہ حسن الرائی تھے امام صاحب کی ثنا نہیں اور یحیی بن معین نے کہا کہ ہمارے اصحاب بہت زیادتی کرتے ہیں ابی حنیفہ اور انکے شاگردوں کے بارہ میں تو کہا گیا یحیی سے کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے تو کہا کہ نہیں پس ان عبارات بالا سے توثیق امام صاحب کی اظہر من الشمس ہے۔

بحث ذکر میں اس بات کے کہ جرح کرنا امام صاحب پر مردود و باطل ہے ۱۲ واضح ہو کہ جن لوگوں نے جناب امام اعظم ابوحنیفہ رح پر جرح کیا ہے اور بعد جرح کرنے کے بھر قاعدہ اصول کا حجت پکڑا ہے کہ جب جرح اور تعدیل کسی میں جمع ہو تو جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر لہذا امام اعظم رح قابل حجت نہیں رہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جرح کا مقدم ہونا تعدیل پر علی العموم نہیں ہے بلکہ یہ قاعدہ مقید بچند قیود ہے اور وہ قیود یہ ہیں اول جرح مفسر ہو وہ مقدم تعدیل پر ہوگی بخلاف جرح مبہم کے کہ وہ مقدم تعدیل پر نہیں ہوتی دیگر جو شخص کہ اوسکی امامت اور عدالت ثابت ہوا اور اوسکے مادحین زیادہ ہوں اور جرح کرنیوالے کم ہوں تو اوسوقت جرح معتبر نہیں ہوتی تیسرے اوسجگہہ کوئی قرینہ ایسا نہ ہو جو تعصب مذہبی پر دال ہو ورنہ اوسکی جرح کیطرف التفات نہیں کیا جائیگا چہارم جسکی طاعت غالب ہووے معصیت پر اوسکے حق میں بھی جرح معتبر نہیں پنجم اگر جرح ہم عصر کا ہو تو اوسکا جرح بھی مقبول نہیں کیونکہ ہم عصر کے جرح اور طعن سے انبیا اور صدیقین اور غوث اور قطب نہیں چھوٹے تو ائمہ مجتہدین کب بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی ابن عبدالبر اور علامہ سیوطی اور علامہ سبکی وغیرہم سے تذکرہ میں نقل کرتے ہیں ان بعض الحسدۃ جرحہ والجرح المبھم غیر مقبول عند الکملۃ لاسیما من تحققت عدالتہ وثبتت امامتہ یعنی ہر آئینہ بعض حاسد نے امام ابوحنیفہ رح پر مبہمہ ہے اور جرح مبہم غیر مقبول ہے نزدیک اہل کمال کے خاصکر اون لوگوں کی شان میں کہ جس کی عدالت متحقق ہو اور امامت ثابت ہو۔ اور مقدمہ موطا میں ہے وفی طبقات شیخ الاسلام التاج السبکی الحذر کل الحذر ان تفھم ان قاعدتھم ان الجرح مقدم علی التعدیل علی اطلاقھا بل الصواب ان من ثبتت امامتہ وعدالتہ وکثر مادحوہ وندر جارحہ وکانت ھناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب مذھبی او غیرہ

لم یلتفت الی جرحہ یعنی طبقات شیخ الاسلام تاج السبکی میں ہے کہ خوب ڈرو سمجھنے سے قاعدہ
علما محدثین کے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر علی الاطلاق بلکہ صواب یہ ہے کہ جسکی امامت اور عدالت
ثابت ہووے (مثل امام اعظم رح کے) اور زیادہ اوسکے مادحین ہوں اور کم ہوں جارحین اوسکے اور
اوس جگہہ کوئی قرینہ والہ ہو سبب جرح پر تعصب مذہبی یا غیر سے تو نہیں التفات کیا جائیگا اوسکی
جرح کیطرف اسی طرح مقدمہ مذکورہ میں ہے ثم قال ای التاج السبکی بعد کلام طویل قد
عرفناك ان الجارح لایقبل فیہ الجرح وان فسرہ فی حق من غلب طاعتہ علی
معصیتہ ومادحوہ علی ذامیہ ومزکوہ علی جارحیہ اذا کانت هناك قرینۃ
تشهد بان مثلها حامل علی الوقیعۃ فیہ من تعصب مذهبی او منافسۃ
دنیویۃ یعنی علامہ تاج السبکی رح نے بعد کلام طویل کے کہا کہ ہمنے تجھے پہچنوایا کہ کسی جارح کی جرح
قبول نہیں کیجائیگی اگرچہ جرح مفسر ہو حقمیں اوس آدمی کے کہ طاعت اوسکے غالب ہوں اُسکی
معصیت پر اور مادحیں اوسکے زیادہ ہوں مذمت کرنے والوں سے اور مزکیں اوسکی کثرت سی ہوں
جرح اور طعن کرنیوالوں سے جبکہ قرینہ وہاں گواہ اس امر پر ہو کہ حملہ کرنا جرح کا اوسپر تعصب مذہبی اور
مناقشہ دنیوی سے ہے (جیساکہ جناب ابوحنیفہ رح کی شانمیں کوتاہ فہموں نے کیا ہے) فلا یلتفت
بکلام الثوری فی ابی حنیفۃ وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالك وابن معین فی الشافعی
والنسائی فی احمد بن الصالح ونحوہ ۱۲ یعنی پس التفات نہیں کیا جائیگا کلام سفیان ثوری کیطرف
شان میں ابوحنیفہ رح کے اور نہیں التفات کیا جائیگا کلام ابن ابی ذیب وغیرہ کی طرف شان میں
امام مالک رح کے اور نہیں التفات کیا جائیگا کلام ابن معین کی طرف شان میں امام شافعی کے اور
نہیں التفات کیا جائیگا کلام نسائی کیطرف شان میں احمد ابن صالح اور مثل اسکے ۱۲ قال ولو
اطلقنا تقدیم الجرح علی التعدیل لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من الائمۃ الا وقد
طعن فیہ الطاعنون وهلك فیہ الهالکون ۱۲ یعنی علامہ سبکی رح نے فرمایا ہے کہ اگر ہم مطلق
جرح اور طعن کو تعدیل پر مقدم کریں تو البتہ کوئی سلامت نہیں رہے ائمہ مجتہدین وغیرہم سے
کیونکہ نہیں ہے کوئی امام ائمہ میں سے کہ اوسمیں کسی طاعن نے طعن نہ کیا ہو اور اوسمیں کوئی
ہلاک ہونے والا ہلاک نہ ہوا ہو ۱۲ وفیہ ایضا فی الفصل التاسع والثلثین فردما نقلہ

Marfat.com

الخطیب فی تاریخه من القادحین فیه اعلم انه لم یقصد بذلک الاجمع ما قیل فی الرجل علی عادة المورخین ولم یقصد بذلک انتقاصه ولاحط مرتبته بدلیل انه قدم کلام المادحین واکثر منه ومن نقل ماثره ثم عقبه بذکر کلام القادحین ومما یدل علی ذلک ایضا ان الاسانید التی ذکرها للقدح لایخلو غالبا من متکلم فیه او مجهول ولا یجوز اجماعا ثلم عرض مسلم بمثل ذلک فکیف بامام من ائمة المسلمین وبفرض صحة ماذکره الخطیب من القدح عن قائله لایعتد به فانه ان کان من غیر اقران الامام فهو مقلد لما قاله اوکتبه اعداؤه وان کان من اقرانه فکذلک لما مر ان قول الاقران بعضهم فی بعض غیر مقبول وقد صرح الحافظان الذهبی وابن الحجر بذلک قال لاسیما اذا لاح انه لعداوة او لمذهب اذا الحسد لاینجو منه الا من عصمه الله قال الذهبی وماعلمت ان عصرا سلم اهله من ذلک الاعصر النبیین و الصدیقین وقال السبکی ینبغی لک ایها المسترشد ان تسلک سبیل الادب مع الائمة الماضین وان لا تنظر الی کلام بعضهم فی بعض الا اذا اتی ببرهان واضح ثم ان قدرت علی التاویل وحسن الظن فدونک والا فاضرب صفحا عما جری بینهم وایاک ثم ایاک ان تصغی الی ما اتفق بین ابی حنیفة وسفیان الثوری او بین مالک وابن ابی ذیب او بین النسائی واحمد بن صالح او بین احمد والحارث بن اسد المحاسبی وهلم جرا الی زمان العز بن عبدالسلام والتقی بن الصلاح فانک اذا اشتغلت بذلک وقعت علی الهلاک فالقوم ائمة اعلام ولاقوالهم محامل وربما لم نفهم بعضها فلیس لنا الا الترضی والسکوت عما جری بینهم کما نفعل فیما جری بین الصحابة انتہی ۱۲ یعنی خیرات الحسان کی فصل اڑتالیسویں میں ہے رد کرنے میں اوس امر کے کہ نقل کیا ہے اوسکو خطیب نے اپنی تاریخ میں قدح کرنیوالوں کو شان میں جناب امام اعظم ابوحنیفہ رح کے جان تو کہ خطیب نے قصد نہیں کیا ہے ساتھ اس نقل کے مگر جمع کرنا اوس چیز کا کہ کہا جاے حق میں کسی رجل کے بنابر عادۃ مورخین کے اور نہیں قصد کیا ہے خطیب نے ساتھ اسکے گھٹانا مرتبہ امام ابوحنیفہ کو اور نہ کم کرنا اونکے رتبے کو بدلیل اس بات کے کہ مقدم کیا خطیب نے کلام مادحین کا اور کثرت سے اون کا

Marfat.com

کلام اور آپکے مناقب نقل کئے اور بعد کو کلام قادحین کا بیان کیا اور دلیل اسپر یہ ہے کہ ہر آئینہ اسانید
اون روایات کے جنکو طعن و قدح و جرح کے موقع پر ذکر کیا ہے وہ غالبا خالی نہیں ہیں متکلم فیہ
یا مجہول راوی سے اور نہیں جائز ہے نقص لگانا عزت کو کسی مسلمان کے ایسے کلمات سے پس کیونکر جائز
ہوگا ساتھ ایک امام کے ائمہ مسلمین میں سے اور اگر ہم تسلیم کرلیں صحت قدح کی اوسکے قائل سے بوجہ
ذکر کرنے خطیب کے تو بھی اس پر اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ قدح اور طعن اگر ہو غیر اقران امام رح سے
تو وہ مقلد ہے اوس چیز کا کہ کہا ہے اوسکو یا لکھا ہے اوسکو امام رح کے اعداؤں نے اور اگر طعن کرنیوالا
شان میں امام صاحب کے امام رح کا ہم زمانہ ہے تو اوسکا بھی قول اور طعن ایسا ہی غیر معتبر ہے کیونکہ گزر
چکا ہے کہ طعن ہم زمانہ بعض کا بعض کے حق میں غیر مقبول ہے اور ہر آئینہ تصریح کی ہے علامہ ذہبی اور
ابن الحجر نے اسکی اور ان دونوں نے کہا کہ خاصکر جب کہ ظاہر ہووے کہ یہ طعن بسبب عداوت کے یا
بسبب مذہب کے ہے کیونکہ حسد سے نجات نہیں پاتا ہے مگر وہ شخص کہ جسکو خدا پاک بچاوے اور ذہبی رح نے
کہا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کوئی اہل زمانہ نجات پایا ہو سوائے زمانہ انبیا اور صدیقین کے اور علامہ
سبکی نے کہا سزاوار ہے اسے طلب کرنیوالے رشد اور ہدایت کے کہ اختیار کرے تو طریقہ ادب ائمہ کا
گذشتگان سے اور لائق ہے تجکو کہ نہ نظر کرے تو کسیکے کلام کیطرف مگر جو کہ اپنا کلام دلیل اور برہان سے
بیان کرے پھر اگر تو قادر ہو تاویل اور حسن ظن پر تو بہتر ہے ورنہ اعراض اور درگذر کر تو اون امور سے
جو آپس میں اونکے واقع ہوے ہیں اور ڈر تو مکرر سہ کر اسبات سے کہ میلان کرے تو طرف اوس کے
جو واقع ہوئی ہے درمیان ابی حنیفہ اور سفیان ثوری کے اور درمیان امام مالک اور ابن ابی ذیب کے
اور درمیان نسائی اور احمد بن صالح کے اور درمیان احمد اور حارث بن اسد المحاسبی کے اور سوا انکے
زمانے میں عز بن عبد السلام اور تقی بن الصلاح کے پس تو جب مشغول ہوگا ساتھ اسکے تو واقع ہوگا
تو ہلاکت میں پس ائمۃ الاعلام ایک ایسی قوم ہے کہ اونکے اقوال کیلئے محامل صحیحہ ہیں اور بسا اوقات ہم اونکو
نہیں سمجھ سکتے ہیں لہذا ہمکو سوائے رضامندی اور سکوت کے اور کچھ چارہ نہیں اون امور سے جو
اونکے آپس میں واقع ہوے ہیں جیسا کہ صحابہ کے آپس کے واقعات میں ہم سوائے سکوت اور کچھ دم
نہیں مار سکتے ۱۲ ف شروع سے یہاں تک تو جناب امام ابوحنیفہ رح کے اوصاف حمیدہ یعنی ثقہ و عادل
اور عالم باعمل اور حافظ اور تقی اور نقی اور زہد اور ورع وغیرہ وغیرہ کا بیان ہوا جو دلائل باہرہ اور براہین

Marfat.com

قاہرہ سے ثابت ہوئے جو کہ اہل انصاف پر پوشیدہ نہیں اور تصنیفات انکے مناقب میں جماعت علمار مذاہب متفرقہ نے بہت لکھے ہیں چنانچہ اسکا بیان گذر چکا امام صاحب پر طعن کرنیوالے بھی وہ ہیں کہ جو صاحب تعصب اور جہالت ہیں اب اگر طعن کنندہ امام صاحب پر اہل حدیث یا شافعی ہے تو ہم اوسپر پیش کرینگے عبارتیں اون کتابوں کی جو اونکے ہم مذہب علمار حدیث اور شافعی نے لکھے ہیں اور ہم ظاہر کرتے ہیں اونھیں کے مذہب والونکی کتابوں سے جیساکہ علامہ نواب صدیق الحسن مرحوم کی حطہ فی اصول صحاح ستہ اور مثل علامہ سیوطی کے کہ جو مولف ہیں تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ کے اور مثل ابن حجر المکی کے کہ جو مولف ہے خیرات الحسان فی مناقب النعمان کے اور مثل ذہبی کے کہ ذکر کیا آخر اونھوں نے امام صاحبکو تذکرۃ الحفاظ میں اور کاشف میں بہت تعریف لکھی ہے اور آپکے مناقب میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور ابن خلکان شافعی نے بھی مناقب ابو حنیفہ رح کی اپنی تاریخ میں بیان کی ہیں اور علامہ یافعی رح نے بھی امام اعظم رح کے مناقب میں مراۃ الجنان تالیف کی ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی اپنی تالیفات میں امام اعظم صاحب کی بہت کچھ تعریف اور اوصاف وفضائل بیان کئے ہیں اور علامہ نووی نے تہذیب الاسمار واللغات میں امام صاحب کے مناقب لکھے ہیں اور علامہ غزالی نے بھی اپنے احیار العلوم میں امام صاحب کی بہت ثنا لکھی ہے اور اگر طعن کرنیوالا مالکی ہے تو اوسکو عبرت پکڑنی چاہئے اپنے ہم مشرب حافظ ابن عبد البر وغیرہ سے کہ اونھوں نے باوجود مالکی مذہب ہونیکے امام ابو حنیفہ رح کی توصیف سے اپنی تالیف کو بھر دیا ہے اور اگر طاعن حنبلی ہے تو ہم اوسکو یاد دلاتے ہیں تصریحات اونکے ہم مذہب کی مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی مؤلف تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ رح کے اور اگر طاعن مجتہدین میں سے ہے تو ہم اونکو سناتے ہیں وہ امور جو مجتہدین کی زبانوں پر امام صاحبکے بارہ میں جاری ہیں اور اگر طاعن کوئی عامی ہو کہ اوسکا کوئی مذہب نہیں تو وہ مثل چوپائے کے ہے بلکہ چوپائے سے زیادہ گمراہ ہے ۱۲

بحث دفعہ معارضہ درمیان اقوال ابن حجر کے ثنائیں ابی حنیفہ رح کے ۱۲ تصریح اسکی یہ ہے کہ علامہ ابن حجر تقریب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رح طبقہ سادسہ سے ہیں تو اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ امام صاحب تابعی نہیں ہیں اور یہ مدعی اہل ظواہر متعصبین و معاندین ابی حنیفہ رح کا ہے کیونکہ یہ لوگ امام صاحب کی بارہمیں روایت عیوب اور جرح کو مقدم

Marfat.com

کرتے ہیں بخلاف اسکے کہ علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور بخاری اور مسلم اور محی الدین عزلی او رشوکانی وغیرہم باوجودیکہ جرح او رتعدیل دونوں ان حضرات کی کتب نقادان فن میں مبین و مبرہن ہے پھر بھی ان کی جرح کو چھوڑکر تعدیل و توثیق کی تشہیر کرتے ہیں لیکن نہ معلوم کہ امام ابو حنیفہؓ نے ان غیر مقلدین کا کیا بگاڑا ہے جسکی وجہ سے اونسے ناراض رہتے ہیں اور اونپر جرح کرتے ہیں اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ ناقصین اہل کمال کے ہمیشہ دشمن ہوتے ہیں دیکھیئے جب حافظ ابن حجرؒ سے پوچھا گیا کہ امام ابی حنیفہؒ نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا یا نہین تو جواب میں کہا کہ ایک جماعت صحابہ کو پایا ہے لیکن تقریب سے زمانہ صحابہؓ کے پانے کا انکار پایا جاتا ہے چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے ورفع ھذا السوال الی الحافظ ابن حجر فاجاب بما نصه ادرك ابو حنيفة جماعة من الصحابة لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين وبها يومئذ عبد الله بن ابی اوفی فانه مات بعد ذلك وبالبصرة يومئذ انسؓ یعنی یہ سوال کہ ابو حنیفہ رح نے زمانہ صحابہ کا پایا ہے یا نہیں تو اس سوال کے جواب میں علامہ حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابو حنیفہ رح نے جماعۃ صحابہ کا زمانہ پایا ہے کیونکہ ولادت انکی کوفہ میں سنہ اسی میں ہوئی اور اوسوقت کوفہ میں عبداللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ عبداللہ کی وفات اسکے بعد ہوئی ہے اور بصرہ میں اوسوقت جناب انسؓ تھے ۱۲- اسیطرح یہ عبارت علامہ نواب صدیق حسن خانصاحب نے حطہ فی اصول صحاح ستہ میں لکھی ہے ورفع ھذا السوال الی الحافظ ابن حجر العسقلانی فاجاب بما نصه ادرك الامام ابو حنيفة جماعة من الصحابة لانه ولد بالكوفة الخ پس جبکہ کلام ابن حجر رح کا اونکی فتوی کے معارض ہوا تو جمع کرنا اور تطبیق دینا عمدہ طریق سے وہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے امام اعظم صاحب کو تقریب میں طبقہ سادسہ سے نہیں شمار کیا ہے بلکہ اونکے قلم کی لغزش ہے لیکن یہ احتمال بعید ہے ورنہ دونوں کلاموںمیں تعارض ظاہر ہے پھر بموجب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا اونکے دونوں قول چھوڑ دینا چاہیے اور دوسرے محققین کے اقوال پر نظر کرنا چاہیے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے میرے نزدیک یہ سہو کاتب واجب ہوا ہے کہ طبقہ خامسہ کے بجائے سادسہ لکھہ گیا اور ممکن ہے کہ جو عبارت جوابمیں حافظ ابن حجر سے واقع ہوئی ہے وہ عبارت اخیر کی ہو اوس عبارۃ سے کہ جو تقریب میں واقع ہے اگر کوئی معترض اعتراض کرے کہ تقریب کی عبارت مرجح اور مختار ہونا چاہیے بچند وجوہ ایک وجہ یہ کہ تقریب تالیف ابن حجر کی ہونا ثابت

Marfat.com

تواتر سے ہے اور ثبوت جواب کا اس مرتبہ کا نہیں ہے بلکہ خبر احاد سے ہے اور ثانی وجہ یہ ہے کہ حافظ فی دیباچہ تقریب میں تصریح کی ہے کہ وہ ہر شخص پر بنا بر مذہب اصح کے حکم کرینگے اور نہیں التزام کیا ہے اسطرح جواب کی عبارۃ میں تیسری وجہ یہ ہے کہ علامہ حافظ ابن حجر نے سوال کے جواب میں اشارہ شرد کیطرف کیا ہے اور امام صاحبکے تابعی ہونے میں جزم نہیں کیا تو میں کہونگا کہ یہ تینوں وجہ باطل ہیں عقلا محققین معتمدین کے نزدیک کما لا یخفی و نیز تقریب کی عبارت مخالف ہے ایک جماعت معتدہ معتمدہ کے کلام سے پس اسکا اعتبار نہیں اور سوال کا جواب ایک جماعت محدثین ارباب کمال کے کلام سے چنانچہ اونکی عبارتیں اوپر گذر چکی ہیں کہ ابو حنیفہ رح نے حضرت انس کو دیکھا ہے اور تابعی ہیں بعض اسکے راوی متقدمین ہیں اور بعض متاخرین ہیں سے پس اخذ کرنا اس کلام جواب کو اولی ہے کلام تقریب سے چنانچہ عبارات متعددہ کتب متفرقہ سے علماء متبحرین و متقدمین و متاخرین کی تحریر کی گئیں قلت لکن الوجہ الوجیہہ ماعرفتہ اولا فتامل ۱۲

بحث ۹ فقہ اور فقہا کی عمدگی اور افضلیت میں ۱۲ یعنی جبکہ بعض اہل ظواہر جناب امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب ابو حنیفہ رح وغیرہ علماء احناف کو بطور حقارت کے فقیہہ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ محدث نہیں تھے یہ وہ لوگ ہیں جنکو احادیث کے اضطراب و علل۔ الحاق و قلب متن و سند میں کچھ تمیز نہیں یہ معلوم نہیں کہ متن حدیث میں کہاں پر الحاق ہوا ہے اور کونسی عبارت ملحقہ ہے حدیث میں قلب کس موقع پر واقع ہوا ہے اصل میں کیا ہونا چاہیئے سند میں روایت کا تغیر و تبدل کس جگہہ پر ہے اور کیا ہونا چاہئے ان امور سے بالکل نابلد اور کوسوں دور اور منزلوں بعید ہیں مع ہذا اپنے آپکو بہت ہی بڑا محدث جانتے ہیں اور محدثین کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں اور اسکی خبر نہیں کہ روایت کے ساتھہ فقاہت و درایت نہو تو اوسوقت تک اوس محدث کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے گویا یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں لہذا چند حدیثیں فقاہت اور فقہا و فقیہہ کی فضیلت اور اوسکے درجے اور اوسکی خوبیوں میں بیان کرتا ہوں عن معاویۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین متفق علیہ یعنی حضرت معاویہ رض سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکے ساتھہ خدا پاک ارادہ خیر کا کرتا ہے تو دین میں اوسکو فقاہت نصیب کرتا ہے یعنی اوسکو فقیہہ فی الدین بناتا ہے روایت کی ہے اسکو بخاری اور مسلم نے

Marfat.com

ف اس حدیث کی شرح شراحوں نے یوں کی ہے ای یجعله فی الدین فقیها یعنی اوسکو خدا پاک
فقیہ فی الدین گردانتا ہے وعن عبد الله ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نضر
الله عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها فرب حامل فقه غیر فقیه ورب حامل فقه
الی من هو افقه منه رواه الشافعی والبیهقی ورواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجة
والدارمی عن زید بن ثابت کما فی المشکوة اور عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سرسبز کرے اللہ تعالی اوس بندہ کو جسنے میرے قول کو سنا پھر یاد
کرلیا اوسکو اور حفاظت کی اچھی طرح اوسکی اور ادا کردیا اوسکو پس بہت سے اوٹھانیوالے فقہ کے غیر فقیہ
ہوتے ہیں اور بہت سے اوٹھانیوالے فقہ کے اپنے سے افقہ کی طرف پہونچا دیتے ہیں روایت کی اسکو
شافعی اور بیہقی نے اور روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
زید بن ثابت سے جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے ۱۲ وعن زید بن ثابت وجبیر بن مطعم وانس ابن
مالك قالوا قال رسول الله صلے الله علیه وسلم نضر الله امرأ سمع مقالتی فبلغها فرب
حامل فقه الی من هو افقه منه رواه ابن ماجة اور زید بن ثابت اور جبیر بن مطعم اور انس
ابن مالک رض سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خوش وخرم کرے اللہ تعالے
اوس مرد کو کہ سنا اوسنے میرے مقالہ کو پھر پہونچادیا اوسکو کیونکہ بہت سے فقہ کے اوٹھانیوالے
طرف اوس شخص کے وہ افقہ ہوتا ہے اوس شخص سے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے
وعن علی رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم نعم الرجل الفقیه فی الدین ان احتیج الیه
نفع وان استغنی عنه اغنی نفسه رواه رزین ط اور علی رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم عمدہ ہے رجل فقیہ فی الدین کہ اگر حاجت کیجاوے طرف اوسکے تو نفع دیوے اور اگر بے پروائی
کیجاوے اوس سے تو وہ بے پروا کرے اپنے نفس کو روایت کیا اسکو رزین نے کذا فی المشکوۃ
انکے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں مگر بوجہ اختصار کے انہیں پر کفایت کی گئی پس ان احادیث
بالا سے بداہتہ یہ مقدمہ ثابت ہوگیا کہ افضل الناس افقہ الناس اور جہلا فقیہوں کو خاص کر امام اعظم کو
فقیہہ کے ساتھ بطور حقارت کے ملقب کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ امام صاحب کو ہر علم وفن میں امام اور
فقیہ یا نتا عین انکی تعظیم اور عظمت ہے اسدرجہ کی لفظ حافظ میں نہیں کیونکہ حافظ بالحدیث تعلق الفاظ سے

Marfat.com

رکھتا ہے اور فقاہت اور امامت اور اجتہاد کو معانی اور مطالب سے علاقہ ہے اور کم فہم یہ نہیں جانتے
کہ ابو حنیفہ رح کو شافعی مذہب والے اور مالکی مذہب والے اور حنبلی مذہب والے وغیرہ محدثین نے
امامت اور فقاہت اور اجتہاد اور استنباط کے ساتھ موصوف مانا ہے یہ درجہ اور رتبہ کسی سے کیا
کم ہے بلکہ دوسرے محدثین کو امام اور فقیہ کا رتبہ اور لقب کم حاصل ہوا ہے اور زبدۃ الوصول شرح
عمدۃ الاصول میں ہے وقد ثبت بنقول خیر القرون من الائمۃ الکبار ان الامام اباحنیفۃ
افقہ الناس قال ابن حجر المکی وھو من ائمۃ الشافعیۃ قال الشافعی ان الناس عیال فی
الفقہ علی ابی حنیفہ ما رایت احدا افقہ منہ وروی الخطیب وھو من ائمۃ الشافعیۃ
عن الربیع قال سمعت الشافعی یقول الناس عیال علی ابی حنیفۃ فی الفقہ وقال الامام
النووی فی تہذیب الاسماء واللغات قال عبد اللہ بن المبارک ما رایت احدا فی
الفقہ مثل ابی حنیفۃ انتہی یعنی خیر القرون کے ائمہ کبار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ
امام ابو حنیفہ افقہ الناس ہیں اور ابن حجر المکی جو کہ ائمہ شافعیہ میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام
امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ ابو حنیفہ کی عیال ہیں فقہ میں مینے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ زیادہ ہو
امام صاحب سے اور علامہ خطیب روایت کرتے ہیں جو کہ خود شافعی تھے ربیع سے سنا میں نے
شافعی رح کو کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ عیال ابو حنیفہ کی ہیں فقہ میں اور علامہ امام نووی نے تہذیب الاسما
واللغات میں فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ مینے نہیں دیکھا کسیکو فقہ میں مثل ابی حنیفہ کے
وقال الحافظ الذہبی فی کتابہ المسمی بالصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ قال عبد اللہ ابن
المبارک ان الاثر قد عرف وان احتیج الی الرائی فرائی مالک والثوری وابی حنیفہ وابو حنیفہ
احسنھم رأیا وھو افقہ الثلاثۃ یعنی علامہ حافظ ذہبی نے اپنے کتاب صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ
میں کہا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ حدیث تو معلوم ہو گئی اب اگر احتیاج فہم کی ہو تو
مالک اور ثوری اور ابی حنیفہ کی فہم و عقل ہے لیکن ابو حنیفہ رح فہم و عقل میں سب سے بڑھے ہوے ہیں نیز
ان تینوں میں بھی ابو حنیفہ ہی فقیہ زیادہ ہیں ف یہاں سے اول کم فہموں کو سبق لینا چاہیے کہ جو امام ابو حنیفہ
قیاس کرنے کا الزام لگاتے ہیں بلکہ اس حکم میں امام مالک اور سفیان ثوری بھی داخل ہیں انکو بھی
اہل الرائے کہنا چاہیے ورنہ فرق بیان کرنیوالی اپنی زبان بے لگام کو سکوت و خاموشی کی لگام دیں

Marfat.com

اور یہ سمجھیں کہ سمجھہ بوجھہ عقل و راے فہم و فراست تیزی و ذکاوت جسکو عطا ہو گیا اوسکو دین و دنیا کی دولت ملگئی قال اللہ تعالی ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور یہی وجہ ہے کہ باوجود ان ائمہ کے اہل راے ہونیکے پھر بھی اونکو سب نے تسلیم کیا اور سر اطاعت اونکے سامنے جھکا دیا ورنہ یہ کبھی نہ ہوتا لہذا اپنی گستاخی سے باز آجاو اور شرماؤ کیونکہ ائمہ مجتہدین محدثین ان کے ثناگو ہیں چنانچہ اوپر ثابت ہو چکا ونیز امام صاحب اوستاد الاستاد علما محدثین مثل بخاری اور مسلم وغیرہ کے ہیں اونکو برا کہنا اپنی کم علمی اور کم فہمی کو ظاہر کرنا ہے معاذ اللہ ۱۲ وقال عبد اللہ ابن المبارک لیس احد احق ان یقتدی بہ من ابی حنیفۃ لانہ کان اماما تقیا نقیا ورعا فقیہا کشف العلم کشفا لم یکشفہ احد انتھی یعنی فرمایا ہے عبد اللہ ابن المبارک نے کہ کوئی احق اور لائق اسبات کے نہیں ہے کہ اوسکی اقتدا کیجاے امام ابو حنیفہ سے کیونکہ وہ امام نقی اور تقی اور ورع اور فقیہ تھے علم کے وضاحت اور کشف اونہوں نے ایسا کر دیا کہ آجتک کوئی ایسا نہ کر سکا یعنی ابو حنیفہ علم کی حقیقت سے واقف تھے **ف** غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم تقلید نہیں کرتے حالانکہ قدم قدم پر ائمہ محدثین مثل بخاری اور مسلم وغیرہما کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ بخاری وغیرہ کے اجتہادی اور استنباطی مسائل پر مطابق اونکے قول کے بدون تحقیق کے عمل کرتے ہیں یہی تقلید ہے اگر یہ تقلید نہیں تو کیا شی ہے بیان کریں اسیطرح وہ لوگ جو اپنے آپکو مقلد کہتے ہیں کرتے ہیں یعنی جو اونکے امام تحقیق کر چکے ہیں اوسپر اونکا عمل ہے پھر وہ مورد طعن کیوں ہیں اور خود کیوں نہیں مابہ الامتیاز بتلاؤ ہاں اتنا فرق ہے کہ غیر مقلدین ادن لوگوں کی جو ائمہ مجتہدین کبار محدثین مثل امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد رح کے شاگرد ان شاگرد ہیں مثل بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور دارقطنی وغیرہم کی تقلید کرتی ہیں اور مقلدین ان ائمہ کی تقلید کرتی ہیں چارہ تقلید سے دونوں جماعتوں کو نہیں ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جو اوصاف امام ابو حنیفہ کے ہیں اور کتب معتبرہ میں بیان کیے گئے اونمیں سے تھوڑے سے اس مختصر میں احقر نے بیان کئے ورنہ تمام بیان کرنیکے لیے ایک دفتر بلکہ کئی دفتر چاہیے لیکن پھر بھی ختم نہیں ہو سکتے ونیز جو اوصاف حمیدہ امام صاحب کے محققین ائمہ نے بیان کیے ہیں مثلا امام نقی تقی ورع زاہد عالم باعمل عابد فقیہ الامۃ وغیرہ وغیرہ اور کسی کے اتنے بیان نہیں کیے اور یہی نہیں کہ یہ اوصاف امام اعظم صاحب کے حنفیہ کے بیان کردہ ہیں بلکہ غیر مذہب والوں شافعی مالکی حنبلی کے بیان کردہ ہیں جو میں نے نقل کیے ہیں تاکہ پھر کسی طرح کلام کرنیکی گنجائش نہ رہے ہاں اگر حنفیہ ایسی تعریف

Marfat.com

امام صاحب کی کرتے تو بیشک کوئی کہہ سکتا تھا کہ اسکا اعتبار نہیں۔۱۲ وقال یحیی بن معین القرأة عندی قرأة حمزة والفقه فقه ابی حنیفة وعلے ھذا ادرکت الناس ذکرہ ابن خلکان فی تاریخه یعنی یحیی بن معین رح نے کہا کہ میرے نزدیک معتبر قراءة حمزہ کی ہے اور فقہ ابی حنیفہ رح کی اور اسی طریق پر پایا مینے لوگوں کو ذکر کیا ہے اسکو تاریخ ابن خلکان میں وقال صاحب المشکوة فی کتاب اسماء رجال الحدیث وکیع بن الجراح الکوفی ھو من مشایخ الحدیث الثقات المرجوع الی قولھم وکان یفتی بقول ابی حنیفة رح وکان سمع منه شیأ کثیرا و ھو من شیوخ الشافعی و احمد انتھی یعنی صاحب المشکوة نے کتاب اسماء رجال الحدیث میں کہا ہے کہ وکیع بن الجراح الکوفی یہ مشایخ الحدیث ثقات میں سے ہیں کہ جنکے قول کیطرف رجوع کیا جاتا ہے باوجود اسکے یہ فتوے دیتے تھے قول پر ابی حنیفہ رح کے اور اونہوں نے امام صاحب سے بہت سی احادیث سنی ہیں اور یہ شافعی اور احمد کے اوستادوں میں سے ہیں وقال ابن معین کان لابن المبارك فضل ولکن ما رایت افضل من وکیع کان یستقبل القبلة ویسرد الصوم وکان یفتی بقول ابی حنیفة وکان سمع منه شیأ کثیرا وھو من شیوخ الشافعی واحمد انتھی اور ابن معین رح نے کہا ہے کہ ابن مبارک کیلئے فضیلت تو ہے لیکن مینے وکیع سے افضل کسیکو نہیں دیکھا کہ یہ استقبال کرتے قبلہ کا اور پے درپے روزہ رکھتے تھے اور ابی حنیفہ رح کے قول پر فتوے دیتے تھے اور بہت سی حدیثیں وکیع نے ابی حنیفہ سے سنی ہیں اور یہ شافعی اور احمد کے استادوں میں سے ہیں ۱۲ وقال یحیی بن سعید القطان لا نکذب علی اللہ تعالے ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفة وقد اخذنا باکثر اقواله ذکرہ الخوارزمی فی مسندہ ۱۲ اور علامہ یحیی بن سعید القطان رح نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں بولنے کے اللہ تعالی پر کہ ہمنے نہیں سنا ہے کسیکو کہ وہ احسن الرائے ہو ابی حنیفہ رح سے اور ہم اکثر اقوال ابی حنیفہ پر عمل کرتے ہیں ذکر کیا اسکو خوارزمی نے اپنے مسند میں ۱۲ وقال الامام احمد بن حنبل ان ابا حنیفة کان

Marfat.com

من العلم والورع والزهد وايثار الآخرة بمحل لا يدركه احد ۱۲ اور امام احمد بن حنبل نے
کہا ہے کہ ابو حنیفہ رح علم اور ورع اور زہد اور ایثار آخرۃ میں ایسے بلند مرتبہ پہنچے ہوئے ہیں کہ دوسرا اوس مرتبہ پر
نہیں پہنچ سکتا پس ثابت ہو گیا ہی اجگہ سی کہ ابو حنیفہ رح افقہ الناس اور مصداق احادیث گذشتہ کی علی وجہ الاتم
اور خیر التابعین ہیں کما لا یخفی ۱۲

بحث ذکر میں اثبات کہ ابو حنیفہ رح مفسر اور مستنبط کلام اللہ تھے ۱۲ پوشیدہ نہ رہے کہ جناب امام
اعظم رح کا مفسر ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ استنباط کرنا انکا قران شریف اور سنۃ رسول اللہ الکریم سے معروف و مشہور ہے
چنانچہ کتب اصول او کتب تفسیر مثل مدارک اور احمدی وغیرہ سی واضح و لائح ہے جن اصحاب کو ان کتب اور
کتب اصول پر سرسری نظر بھی ہوگی وہ ہرگز ہرگز اسکا انکار نہیں کر سکتا لہذا پہلے امام صاحب کو میں مستنبطین میں سے
ثابت کرتا ہوں پھر انکے مفسر ہونیکو ثابت کرونگا چنانچہ علامہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تالیف انصاف
فی بیان سبب الاختلاف میں تصریح فرماتے ہیں المجتهد المطلق هو من يعرف من القران والسنة
ما يتعلق بالاحكام وخاصه وعامه ومجمله ومبينه وناسخه ومنسوخه ومتواتر السنة وغيره
والمتصل والمرسل وحال الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا واقوال العلماء من الصحابة
ومن بعدهم اجماعا واختلافا والقياس بانواعه ثم المجتهد قد يكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى
المستقل والمستقل من امتاز عن سائر المجتهدين بثلاث خصال كما ترى ذلك في ابي حنيفه رح
والشافعي ۱۲ مجتہد مطلق وہ شخص ہے کہ پہچانے قران اور سنت سی ان امور کو جو متعلق ہوں احکام کی اور
معلوم کرے اوسکے خاص و عام مجمل و مبین ناسخ و منسوخ حدیث متواتر و غیر متواتر متصل و مرسل حدیث کو
اور جانے رواۃ حدیث کی حال کو باعتبار قوت و ضعف کی اور زبان عرب کو معلوم کرلے باعتبار لغت و نحو کے
اور اقوال صحابہ اور تابعین کے معلوم کرے باعتبار اتفاق و اختلاف کی اور قیاس کو مع اوسکی قسمونکی جانتا
ہو پھر مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہی اور کبھی منسوب مستقل کی طرف ہوتا ہے اور مستقل وہ ہے کہ جو ممتاز ہو تمام مجتہدین سے
تین خصلتوں میں چنانچہ دیکھتا ہی تو ابو حنیفہ اور شافعی میں ۱۲ جب ابو حنیفہ اور شافعی تمام مجتہدین کی ممتازونمیں سے
ہوے تو کوئی یہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ ابو حنیفہ تفسیر اور عربیۃ نہیں جانتے تھے باوجودیکہ ہر مذہب والے امت
محمدیہ کے قائل ہیں کہ امام صاحب مجتہد مطلق و مجتہد مستقل تھے اسیطرح علامہ ملا علی قاری سی علامہ
عبد الحی لکھنوی اپنے تذکرہ میں نقل فرماتے ہیں ان الفقهاء على سبع طبقات الاولى طبقة المجتهدين

Marfat.com

فی الشرع کالائمۃ الاربعۃ ومن مسلک مسلکھم فی تاسیس قواعد الاصول واستنباط احکام الفروع عن الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس من غیر تقلید لاحد الخ جب یہ ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ مثل شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل رح کے مجتہدین اور مستنبطین اور ائمہ کبار میں سے ہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اجتہاد اور استنباط مسائل فرعیہ کا امام اعظم رح وغیرہ سوائے آیات قرانی اور احادیث نبوی کے اور کسی سے کرتے تھے یا آیات واحادیث سے لیکن جب یہ ثابت ہو جائے کہ آیات قرانی اور احادیث نبوی سے استنباط کرتے تھے تو پھر امام اعظم رح کو غیر مفسر کہنا کتنے بڑی بے انصافی کی بات ہے اور یہ کہنے والا کتنی بڑی غلطی کرنے والا ہے کہ انجام کو سوائے ندامت اور کچھ اوسکو حاصل نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جسطرح امام صاحب کی بارہ میں قلت روایت کے قائل ہو کر فقط سترہ حدیثوں کا اعتقاد کیا اور جب زیادہ حدیثیں امام صاحب سے ثابت ہوئی چنانچہ تصریح اسکی اور کتب معتبرہ تالیفات علما شافعیہ وغیرہ محدثین سے گذر چکی ہے تو پھر کیسی ترشندگی اوٹھانی پڑی کہ سر اوٹھانے کی جگہ نہیں رہی چنانچہ چند اقوال کتب تفاسیر سے امام صاحب کی تفسیر کردہ اقوال میں سے مشتے نمونہ از خروارے نقل کر دیتا ہوں تاکہ بوقت انکا منکرین کے اہل انصاف کو اور منکروں پر حجت ہوں قال ابو حنیفۃ رح انہا تدل علی انہ لایجوز قتل الحر بالعبد والا ذکر بالانثی فہی منسوخۃ بآیۃ المائدۃ وقولہ تعالی وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس تفسیر احمدی کے صـ۲ـ میں ہے کہ جناب ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نہیں جائز ہے قتل کرنا حر کا بدلہ غلام کے اور نہیں جائز ہے قتل کرنا مذکر کا بدلہ مونث کے پس یہ آیت منسوخ ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور وہ آیت قول اللہ تعالی کا ہے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس اب معلوم ہوا کہ امام صاحب مفسر تو ہیں مگر بعلاوہ اس کے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام صاحب کو استنباط کرنا مسائل کا آیت قرانی سے اور علم ناسخ ومنسوخ کا بھی تھا اسیطرح دوسری جگہ دیکھو او منسوخ بقولہ وان احکم بینہم بما انزل اللہ وہو قول ابن عباس رض والیہ ذہب ابو حنیفۃ علی ما فی الکشاف۔ تفسیر احمدی صـ۲ـ یعنی یا منسوخ ہے ساتھ قول اللہ تعالی کے وان احکم بینہم بما انزل اللہ اور یہ قول ابن عباس رض کا ہے اور اسکی طرف ابو حنیفہ گئے ہیں جیسا کہ کشاف میں ہے پس اس سے بھی مفسر ہونا امام ابو حنیفہ رح کا اور استدلال کرنا آیت قرانی سے امام صاحب کا ثابت ہوا ہے

Marfat.com

والخذوا مقام ابراھیم مصلی لو کان رکعتین بعد الطواف واجبتان عند ابی حنیفۃ رح فیکون الامر للوجوب عندہ تفسیر احمدی صـ۳۲ یعنی یہ آیت والخذوا سے اگر دو رکعتیں بعد طواف واجب ہوں تو پس امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے ۱۲ اسی طرح تفسیر احمدی کے صـ۹۵ میں ہے وصرح بان مذھب ابی حنیفۃ رح ان قولہ عفی بمعنی اعطی والیہ ذھب ابن عباس والحسن والمجاھد والضحاک یعنی تصریح کی ہے بایں طور کہ مذہب ابی حنیفہؒ کا یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا عفی بمعنی اعطی کے ہے اور اسی کی طرف ابن عباس اور حسن اور مجاہد اور ضحاک گئے ہیں اسی طرح تفسیر احمدی کے صـ۱۴۲ میں ہے وقد تمسک ابوحنیفۃ بما سیاتی فی سورۃ الاحقاف من قولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا یعنی ابو حنیفہؒ نے تمسک پکڑا ہے ساتھ اوس آیت کریمہ کے کہ عنقریب آتی ہے سورۃ الاحقاف میں قول اللہ تعالے سے وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا یعنی رضاعت کی مدت اڑھائی سال ہیں اور دلیل امام صاحب کی یہی آیت ہے اور اسی طرح تفسیر احمدی صـ۱۶۳ میں ہے صلوٰۃ الوسطیٰ کے بیان میں وقد اختلف فی تفسیرھا فقال ابوحنیفۃ وعلیہ الجمھور من اکابر الصحابۃ منھم عمرؓ وعلی وعائشۃ وام سلمۃ وحفصۃ وابن مسعود انھا صلوٰۃ العصر لما فی مصحف حفصۃ والصلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر ولقولہ علیہ السلام یوم الاحزاب حین فاتہ العصر شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطے صلوٰۃ العصر ۱۲ یعنی علما نے تفسیر میں صلوٰۃ الوسطے کے اختلاف کیا ہے پس کہا ابو حنیفہؒ نے اور اسپر جمہور صحابہؓ عمر اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور حفصہ اور ابن مسعودؓ ہیں کہ صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر ہے اسواسطے کہ مصحف میں حفصہ کے والصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر موجود ہے اور اسیطرح تفسیر احمدی کے صـ۲۱۹ میں ہے فی بیان واتقوا النار التی اعدت للکافرین ولھذا قال ابوحنیفۃ رح ھی اخوف ایۃ فی القران ۱۲ یعنی بیان میں آیہ کریمہ واتقوا النار التی اعدت للکافرین کے ہے کہ اسی واسطے جناب ابو حنیفہ رحؒ نے فرمایا ہے کہ یہ آیۃ زیادہ تر خوف والی ہے قران شریف میں اسی طرح صـ۲۲۹ میں ہے والحاصل حینئذ انہ یفھم من الایۃ انہ لایجوز دفع مال السفیہ الیہ وان کان حرا عاقلا بالغا وھذا القدر کان مما اتفق علیہ ابوحنیفۃ مع ابی یوسف ومحمد یعنی حاصل اسوقت

Marfat.com

میں یہ ہے کہ سمجھا جاتا ہے آیۃ کریمہ سے کہ نہیں جائز ہے دفع کرنا مال السفیہ طرف اُسکے اگرچہ عاقل بالغ ہو اور اسی قدر کافی ہے اوس چیز سے کہ متفق ہیں اوسپر ابو حنیفہ ساتھ ابو یوسف اور محمدؒ کے ۱۲ پس یہ چند مواضع تفسیر اور استدلال ابو حنیفہ رح کے آپکے سامنے پیش کئے گئے ہیں تاکہ جو منکرین ہوں امام صاحب کے مفسر ہونیکے اونکو بصیرۃ ہو جائے تاکہ پھر دیدہ و دانستہ زبان نہ کھولیں مگر کوئی معترض اسجگہ یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ یہ اقوال جتنے بیان کئے امام حنفی کے مفسر ثابت کرنیمیں وہ تفسیر احمدی سے نقل کیے گئے ہیں اور مصنف تفسیر احمدی کے ملا جیون صاحب حنفی المذہب ہیں تو فیصلہ ہو گیا گھر کے ہی مفسر اور محدث بنانے والے ہیں جو چاہیں لکھدیں اسکا اعتبار نہیں لہذا کوئی غیر حنفی کی تفسیر سے امام اعظم رح کی تفسیر اور استدلال نقل کرو تو ہم تسلیم کریں کہ امام اعظم رح مفسر تھے تو اسکے جواب میں کہا جائیگا کہ بیشک امام صاحب مفسر ہیں اور تفسیر انکی کتب تفاسیر علما شافعیہ وغیرہم سے اظہر من الشمس ہے مگر ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ اوسکے نزدیک سب یکساں ہے تو وہ اقوال غیر مذہب والی کے یہ ہیں فلا جناح علیہ ان یطوف بھما کی تفسیر میں علامہ نواب صدیق الحسن خاں فتح البیان میں تحریر فرماتے ہیں ورفع الجناح یدل علی عدم الوجوب وبہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ والثوری وحکی الزمخشری فی الکشاف عن ابی حنیفہ انہ یقول ھو واجب ولیس برکن وعلی تارکہ دم یعنی صفحہ ۱۸۴ میں فلا جناح علیہ ان یطوف بھما کی تفسیر میں ہے کہ اور رفع جناح کا لفظ دلالت کرتا ہے عدم وجوب پر اور ساتھ اسی قرأۃ کے جناب ابو حنیفہ رح نے کہا ہے اور انکے اصحاب اور ثوری نے بھی اور علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں حکایت ابی حنیفہ رح سے اسطرح کی ہے کہ امام صاحب وجوب کے قائل ہیں اور رکن نہیں ہے اور اسکے تارک پر دم آتا ہے ۱۲ پس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب مفسر تو کیا بلکہ مشہور قرأۃ اور اجتہاد میں اسدرجہ کے ہیں کشاف جیسی تفسیر بیضاوی وغیرہ کا ماخذ ہے اوسکے مصنف بھی علم عربیت میں نامور اسدرجہ کے ہیں کہ صرف اور نحو اور بلاغت وغیرہ فنون میں اونکی سند پکڑی جاتی ہے وہ خود امام ابو حنیفہ کے قول کو نقل کرکے حجت پکڑتے ہیں تو اب کیونکر متعصبین غیر مقلدین کی دروغ گوئی پر اہل انصاف عمل کرینگے کہ امام صاحب قلیل العربیت تھے مفسر نہیں تھے ۱۲ اور وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کے

تحت میں فتح البیان کے صفحہ ۱۹۵ میں ہے وقال مالک والشافعی وابوحنیفہ لا یحل ذلک والحجۃ
فیہ انہم اذا ذبحوا علی اسم المسیح فقد اھلوبہ لغیر اللہ فوجب ان یحرم اور امام مالک
اور شافعی اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ نہیں حلال ہے یہ اور حجت اس میں یہ ہے کہ بالتحقیق جب کہ
اونھوں نے ذبح کیا نام پر مسیح کے تو اونسے اھلال لغیر اللہ صادر ہوا پس واجب ہوا کہ وہ حرام ہے
اور فتح البیان کے صفحہ ۲۶۵ میں ہے فان اللہ سمیع کی تفسیر میں نواب صدیق الحسن خان صاحب
تحریر فرماتے ہیں سمیع لقولھم وسمیع یقتضی مسموعا بعد المضی وقال ابوحنیفہ سمیع
لایلائہ یعنی خدا پاک سمیع اونکے قول کا ہے اور لفظ سمیع مقتضی مسموع کو بعد گذرنے کے ہے
اور جناب ابوحنیفہ رح نے تفسیر میں سمیع کے یوں فرمایا ہے کہ خدا پاک سمیع ہے اوسکے ایلاء کا پس
اس سے بھی ثابت ہوا کہ امام صاحب مفسر تھے پس غیر مقلد کا طعن غیر مفسر ہونیکا دروغ بے فروغ
ہے ۱۲ تفسیر بیضاوی صفحہ ۷۲ میں ماکان لھم ان یدخلوھا الا خائفین کی تفسیر میں ہے
واختلف الائمۃ فیہ فجوز ابوحنیفۃ رح ومنع مالک وفرق الشافعی بین المسجد الحرام
وغیرہ یعنی اختلاف کیا ہے ائمہ نے اسمیں پس جائز رکھا ہے ابوحنیفہ رح نے اور مالک نے منع کیا
اور امام شافعی رح نے فرق کیا ہے درمیان مسجد الحرام اور اسکے غیر میں اور فجوز ابوحنیفہ کے حاشیہ میں ہے
قولہ فجوز ابوحنیفۃ مطلقا بدلیل ھذہ الآیۃ فانھا تفید جواز دخولھم بالخشیۃ و
خشوع الی عبد الحکیم پس جائز رکھا ہے ابوحنیفہ نے مطلقا بدلیل اس آیہ کریمہ کے کیونکہ یہ
آیت مفید جواز دخول مشرکین کے ساتھ خوف اور خشوع کے ہے اسی طرح بیضاوی صفحہ ۸۶ ولا جناح
علیہ ان یطوف بھما کی تفسیر میں ہے وعن ابی حنیفۃ انہ واجب یجبر بالدم یعنی ابیحنیفہ رح
سے مروی ہے کہ یہ طواف واجب ہے جبر کیا جائیگا ساتھ دم کے اسکے حاشیہ میں ہے قولہ
دلیل ابی حنیفہ ان الآیۃ لاتدل الا علی نفی الاثم الخ یعنی دلیل ابیحنیفہ رح کی یہ ہے کہ آیت
مذکورہ نہیں دلالت کرتی ہے مگر نفی گناہ پر ۱۲ آخر تک اور بیضاوی صفحہ ۱۰۰ میں فما استیسر من الھدی
کی تفسیر میں ہے وعند ابیحنیفۃ رح یبعث بہ ویجعل للمبعوث بیدہ یوم امارۃ فاذا جاء
الیوم وظن انہ ذبح تحلل لقولہ ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ اسکے حاشیہ میں ہے
فیہ اشارۃ الی ان ظاھر الآیۃ مع الحنفیۃ ۱۲ یعنی اسمیں اشارہ ہے اسبات پر کہ ظاہر آیۃ

Marfat.com

حنفیہ کی دلیل ہے اور ما سواے اسکے بہت اقوال تفاسیر و نمیں امام ابو حنیفہ رح کے جابجا موجود ہیں
مگر یہ مختصر اون اقوالوں کی گنجایش نہیں رکھتا لہذا اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں فقط ۱۲ ف ان آیتوں
اور انکی تفسیر وں اور انسے استدلال پکڑنے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام اعظم صاحب کے طرف جو عوام
کالانعام بل ہم اضل منہا یہ بہتان لگاتے ہیں کہ امام صاحب اپنے مذہب میں فقط راے او قیاس کے
ڈھکو سلے چلاتے ہیں وہ بالکلیہ غلط ہیں اگر کسیکو میری اس تحریر میں کچھ بہ شک و شبہ ہو او نکو میں
بالقسمیہ کہتا ہوں کہ کتب تفاسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن او بیضاوی و مدارک و تفسیر احمدی
کا ملاحظہ کرے تو ضرور معلوم ہو گا کہ کن کن آیتوں سے کیسے کیسے استدلال امام صاحب نے کئے ہیں
علی ہذا القیاس احادیث صریحہ سے بھی جابجا استدلال کیا ہے ہاں جب قرآن احادیث سے
امام صاحب کو دلیل نہیں ملتی تھی تو قیاس کرتے تھے اور یہ عین عمل بالحدیث ہے چنانچہ عن معاذ
بن جبل قال له رسول الله صلی الله علیه وسلم بما تقضی یا معاذ قال بکتاب الله قال
فان لم تجد قال بسنة رسول الله قال فان لم تجد قال اجتهد برائی فقال رسول الله صلی الله
علیه وسلم الحمد لله الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله یعنی اصحاب سنن نے
معاذ بن جبل رض سے روایت کی ہے کہ جب یہ عامل یمن کے ہو کے جانے لگے تو حضرت نے انکو فرمایا کہ اے
معاذ ساتھ کس چیز کے فیصلہ کرو گے تو معاذ نے کہا کہ ساتھ کتاب اللہ کے پھر فرمایا کہ اگر کتاب اللہ
میں نہ پاؤ گے تو کہا معاذ نے کہ فیصلہ کروں گا میں ساتھ سنت رسول اللہ کے پھر فرمایا کہ اگر نہ
پاؤ سنت رسول اللہ میں تو کہا کہ اجتہاد کرونگا اپنے رائی سے تو فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے تمام تعریف اوس خداے پاک کو ہے کہ جسنے توفیق دی ہے رسول کو ساتھ ایسی چیز کے
کہ راضی ہووے ساتھ اوسکے رسول اوسکا ہیں واسطے خدا پاک کے خوبیاں اور تعریف کاملہ ہے کہ اوسنے
ہمارے امام اعظم رح اور تمام باقی مجتہدین کو ایسی توفیق عنایت فرمائی کہ انھوں نے استنباط کیئے
احکام اور مسائل فرعیہ کتاب اللہ سے پھر سنت رسول اللہ سے پھر ساتھ اجماع کے پھر ساتھ
اقوال صحابہ کے اگرچہ ایک صحابی ہو پس جسوقت نہ پاتے ہیں دلائل ثلثہ مذکورہ تو پھر بقرار ہوتے
ہیں طرف قیاس کے وہ قیاس کہ جو مستنبط قرآن اور حدیث اور اجماع سے ہے یعنی قیاس
شرعی نہ وہ قیاس کہ جو عقلی مخالف ادلہ شرعیہ ثلاثہ مذکورہ کے ہو کر حصہ شیطانی بمقتضاے

Marfat.com

مضمون حدیث صحیح وصریح کے ہو اور اگر یہ ائمہ مجتہدین مسائل فرعیہ کو بوقت نہ ملنے قران
وحدیث واجماع کے استنباط قیاس سے نہ کرتے تو البتہ بند ہو جاتے معاملات درمیان لوگوں
کے کیونکہ بہت سے معاملات ایسے ہیں کہ ثبوت اونکا محض قیاس شرعی سے ہے اور سوائے
قیاس شرعی کے دوسرا کوئی نص قرانی اور حدیث نبوی اور اجماع صحابہ وغیرہم سے نہیں ہے
تنبیہ اس رسالہ کے ناظرین کو معلوم ہو کہ احقر کو اس رسالہ کی تحریر سے نہ دنیوی کچھہ
غرض ہے اور نہ اپنی جولانی طبیعت کو ظاہر کرنا ہے اور نہ کسی کی عزت ریزی یا ذلت اور
طعن کرنا منظور ہے بلکہ بمقتضائے فرمودہ علیہ السلام کسی کو بعد موت کے برائی کے ساتھہ
یاد مت کرو کیونکہ ہر فرد اپنے مرنے کے بعد اپنے عمل کے بدلے کو پا چکا ہے جب یہ حکم ہر فرد بشر
مسلم خاص ہو یا عام کے واسطے ہے تو اتنے بڑے پیشوا کو کہ جسکے واسطے خطاب امام اور ثقہ
اور حافظ اور عالم باعمل اور متقی اور نقی اور ورع اور تابعی کا دیا گیا ہو و نیز زاہد مجتہد فقیہ افضل
اعبد العباد حافظ اور خدا کی یاد اور تلاوت قران میں رات بھر بیداری کرنے والے وغیرہ وغیرہ
اوصاف سے موصوف کو سجدہ میں انتقال کرنے والے کو کم فہم کوتاہ بیں قاصر الانظار برا و بھلا
کہیں جائے تعجب ہے ان اوصاف کے علاوہ اور بھی اوصاف کتب متداولہ معتبرہ میں
جناب امام شافعی اور امام مالک اور عبد اللہ ابن المبارک وغیرہم سے منقول ہیں اونکو میں نے
تطویل کی وجہسے ترک کر دیا نہ معلوم یہ لوگ کیوں زبان طعن سے بے علموں حنفیوں کو
ادہر ادہر سے آنکر وسوسہ ڈالتے پھرتے ہیں اور حدیث مذکور کا خلاف کرتے ہیں اپنے آپکو
زمرہ محدثین میں داخل کرتے ہیں مگر ابتدا سے یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ اہل کمال کے بے ہنر
دشمن ہوتے ہیں اسلئے یہ بیچارے مجبور ہیں دیکھیے دارقطنی وغیرہ نقاد فن نے امام بخاری
پر جرح کیا ہے نیز اونکی حدیثوں پر بھی اسیطرح مسلم پر اور اونکی حدیثوں پر اور ہمارے
زمانے کے علما متاخرین ابن تیمیہ اور ابن قیم اور محی الدین عربی تینوں ستون دین اور مجدد
دین عدیم المثل ہادی امت محمدؐ کے تھے باوجود اسکے انپر کسی نے کفر کا فتویٰ دیا کسی نے
ملحد کسینے مرتد وغیرہ وغیرہ طعنوں سے مطعون کیا بلکہ کتب اصول کا یہ قاعدہ بدیہہ ہے
کہ جرح مبہم مردود ہے اور جرح مفسر بھی ہم زمانے کا بعض کا بعض پر غیر مقبول ہے جیسا

Marfat.com

امام مالک کا جرح محمد بن اسحاق پر اسی طرح جو جرح کرنیوالا لائق جرح کرنے کے ہوا ور وہ جرح کرے عناد اور تعصب سے تو وہ بھی جرح مردود ہے علی ہذا القیاس اور سببوں سے بھی جرح مردود ہوتی ہے اسی قاعدہ پر عمل کر کے جرح بخاری اور مسلم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور محی الدین عربی پر مردود ہے لیکن ان پر جو جرح کیگئی ہے اوسکو چھپاتے ہیں اور امام اعظم رح کے جرح کیوں معرض بیان میں لاتے ہیں اور اپنی نیکیوں کو برباد کرتے ہیں نعوذ باللہ منہ بعض طعن کرتے ہیں کہ امام صاحب احادیث پر قیاس مقدم کرتے ہیں اور حالانکہ یہہ سراسر بہتان ہے اور جبکو شک ہو تو ملاحظہ کریوے خیرات الحسان اور میزان کو تاکہ ظاہر ہووے اوسکو اپنا خسران اور دوسرا طعن یہہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کثیر الرائے تھے اسی واسطے انکو محدثین اصحاب الرائے کہتے ہیں اور یہ فی الحقیقت طعن نہیں ہے کیونکہ اہل بصیرت کے نزدیک کثرۃ رائے اور قیاس فقاہت و نباہت پر دلالت کرنے والا ہے کیونکہ نقل بغیر عقل کے مفید اور کمال پذیر نہیں ہوتی اور ہمارا اعتقاد اور اعتقاد ہر منصف کا امام صاحب رح کے حق میں یہ ہے کہ زمانہ امام صاحب کا اسقدر فتنہ اور فساد کا تھا کہ آدمی ایک شہر سے دوسرے شہر تک نقل و حرکت تو کیا کرتا مسجدوں میں بھی جماعت سے نماز ادا کرنے سے تنگ تھا یہ قصہ بنی امیہ اور بنی عباسیہ وغیرہ کا مشہور و معروف ہے اور تحصیل علوم اور اخذ احادیث اوس زمانہ میں سفر پر موقوف تھا کہ مدینہ منورہ وغیرہ اطراف عالم میں سفر کیا جاتا لیکن اوس زمانہ میں یہ ممکن نہ تھا ہاں اگر امام صاحب اوس زمانہ کو پاتے جسمیں کثرت روایات احادیث کی ہوئی اور چہرۂ احادیث سے پردہ اوٹھ گیا تھا فتنہ و فساد کے دور ہونیکے وجہ سے تو بیشک امام صاحب کے مذہب میں قیاس کم ہوتا چنانچہ تحقیق کی اسکی عبدالوہاب شعرانی رح نے اپنی میزان میں اور ملا معین نے اپنی کتاب دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب میں اور ایک طعن یہ کہ امام صاحب رح قلیل الروایۃ ہیں لیکن حقیقت میں یہ طعن نہیں ہے کیونکہ مرتبہ امام صاحب کا اس باب میں مشابہ ہے مرتبہ صدیقیہ سے پس اگر یہ واقع میں طعن ہو تو جناب ابوبکر صدیق رض جو کہ بعد انبیا کے افضل البشر بالتحقیق ہیں وہ بھی مورد اس طعن کے ہونگے کیونکہ جیسے امام اعظم رح پہ نسبت

Marfat.com

اور محدثین کے قلیل الروایۃ ہیں اسی طرح جناب سیدنا ابو بکر صدیق بھی بلکہ سیدنا عمرؓ بھی
بہ نسبت اور صحابہ کے قلیل الروایۃ تھے ماھذا الا القول الذی یدخل قائلہ فی الوطۃ
الظلماء اور ایک طعن یہ ہے کہ امام اعظم رح کثیر التعبد تھے یعنی بہت عبادت کرتے تھے
یہاں تک کہ تمام رات بیداری کرتے تھے اور یہ بدعت ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول
صادر ہوا ہے غفلت سے اور اس کو سنکر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور مجکو اس قائل پر
تعجب ہوا کہ اوسکی زبان سے یہ کلمہ کسطرح سرزد ہوا کیونکہ کثرۃ عبادۃ حسب طاقت مثل احیاء
شب اور ختم قران رات میں اور ادا کرنا ہزار رکعت کا اور مثل اسکے منقول ہے نقول صحیحہ صریحہ
کے ساتھ اکثر صحابہ اور تابعیں وغیرہم سے مانند فقہا اور محدثین رح کے مثل عثمان اور عمر اور ابن
عمر اور تمیم داری اور علی اور شداد بن اوس کے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین میں سے
مثل مسروق اور اسود نخعی اور عروۃ بن زبیر اور ثابت البنانی اور زین العابدین علی بن الحسینؓ
اور قتادۃ اور محمد بن واسع اور منصور بن زاذان اور علی بن عبد اللہ بن عباس اور امام شافعی اور
سعد بن ابراہیم الزہری وشعبۃ بن الحجاج اور خطیب البغدادی رح وغیرہم پس اس سے
امام صاحب پر کیا طعن لازم آیا ورنہ یہ کل کے کل بدعتی ہونگے حاشا اللہ بلکہ اس قول کا قائل اکبر
مبتدعین الضالین میں سے ہے اور ایک طعن یہ ہے کہ امام اعظم رح پر جرح کیا ہے سفیان ثوری اور
دارقطنی اور خطیب اور ذہبی وغیرہم محدثین نے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول صادر ہوا ہے کسی
غافل سے اگر مطلق جرح عیب ہوتی اور اوسکی وجہ سے راوی کو ترک کر دیا جاتا تو چاہیے کہ بخاری
اور مسلم اور شافعی اور احمد اور مالک اور محمد بن اسحاق صاحب مغازی وغیرہم اجلۂ اصحاب
حدیث کو بھی ترک کر دیا جائے کیونکہ یہ تمام مجروح اور مقدوح ہیں بلکہ اصحاب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے بھی سلامت نہیں رہے تو کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اونکو ترک کر دیا گیا یا
کر دیا جائے اور اونکی روایت پر اعتبار و اعتماد نکیا جائے کلا واللہ ہرگز ایسا نہ ہوا ہے نہ ہوگا
ع این خیال است ومحال است وجنوں ؛ پس اسی طرح امام صاحب پر جو جرح کی گئی ہے
مقبول نہیں مردود ہے کیونکہ بعض جروح کہ جو امام صاحب پر ہوے ہیں وہ مبہم ہیں مثل قول
ذہبی کے میزان الاعتدال میں اسمعیل بن حماد بن الامام ابی حنیفہ یہ تینوں ضعیف ہیں حالانکہ

Marfat.com

مقرر ہو چکا ہے کتب اصول میں یہ کہ جرح مبہم نہیں قبول کی جائے گی خاصکر اوسکے حق میں کہ جسکی عدالت و امامت فقاہت و نباہت ثابت ہو چکی ہو چنانچہ اوصاف حمیدہ امام صاحب رح کے اوپر کتب معتبرہ سے گذر چکے ہیں و نیز بعض جروح صادر ہوئے ہیں انکے ہم زمانہ سے اور کتب اصول میں یہ بھی ثابت ہے کہ جرح ہم عصر کا بعض کا بعض پر غیر مقبول ہے خاصکر جبکہ جرح تعصب اور عداوۃ کے باعث سے ہو اگر یہ قاعدہ امام اعظم رح کے بارے میں نہ قبول کیا جائے تو پھر جرح ابن معین کی امام شافعی کے حق میں اور جرح احمد کی حارث محاسبی کے حق میں اور جرح حارث کی امام احمد کے حق میں اور جرح مالک کی محمد بن اسحاق صاحب مغازی کے حق میں مقبول و معتبر ہونا چاہیئے اور انکے احادیث کو ترک کرنا چاہیئے حالانکہ کسی اہل بصیرۃ نے ایسے جرحون پر عمل نہیں کیا اور بعض جرح متاخرین متعصبیں سے صادر ہوئیں مثل دارقطنی اور ابن عدی وغیرہما سے اور یہ جرح ایسے ہیں کہ جسپر قرائن جلیہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ جرح محض تعصب سے ہے اور ثابت ہے کتب اصول میں کہ ایسے جرح بھی مردود ہے مقبول نہیں بلکہ دارقطنی خود قابل جرح کے ہیں چنانچہ علامہ شیخ الاسلام بدر الدین محمود العینی رح نے تصریح کی ہے بحث قرأۃ الفاتحہ میں جو شرح ہدایہ میں ہے کہ دارقطنی کو کیا حق ہے کہ امام اعظم رح کی تضعیف کرے بلکہ یہ خود مستحق تضعیف کے ہیں کیونکہ یہ دارقطنی اپنی مسند میں احادیث سقیمہ اور معلولہ اور منکرہ اور غریبہ اور موضوعہ روایت کرتے ہیں اور اسی شرح ہدایہ میں علامہ عینی رح نے بحث اجارہ زمین مکہ اور مکانات مکہ میں لکھا ہے کہ لیکن قول ابن قطان کا کہ علت اس حدیث میں جناب بو حنیفہ رح کا ضعف ہے پس یہ اساءۃ ادب اور قلت حیا ہے کیونکہ امام صاحب کی توثیق و تعریف سفیان ثوری اور ابن المبارک وغیرہما نے کی ہے پس انکی کیا مقدار و مرتبہ ہے کہ تضعیف کریں امام کی ان ائمہ مذکورین کی توثیق اور توصیف کے مقابل میں اور یہاں پر یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ بعض اہل علم تشدد کرتے ہیں جرح کرنے میں رواۃ کے بے پروائی سے اور درج کرتے ہیں احادیث غیر موضوعہ کو موضوعات میں اون میں سے ابن جوزی اور صغانی اور جوزقانی اور مجد دین فیروزآبادی اور ابن تیمیہ الحرانی الدمشقی اور ابو الحسن بن القطان

Marfat.com

[illegible] ہیں کہ اپنی تصانیف میں ذکر کر دیتے ہیں وہ وہ چیزیں کہ کسی کے حق میں وہ [illegible] درمیان مقبول اور غیر مقبول کے مثل ابن عدی اور ذہبی کے جن حضرات [illegible] میزان اور [illegible] دیکھا ہو گا وہ خوب جانتے ہونگے پس ہر شخص کو احتیاط سے کام لینا چاہئیے فقط جرح [illegible] کسی پر بغیر تحقیق و تدقیق کے جرح نہ کرنا چاہیئے یہ بہت معیوب ہے کیونکہ بعض جروح روایات معتبرہ سے ثابت نہیں ہوئیں مثل روایت خطیب کے جرح میں امام صاحب کے اور اکثر جرح کرنیمیں خطیب ہی کے عیال ہیں تو ایسی جرح مردود اور مجروح ہے اور ایک طعن یہ ہے کہ اکثر تلامذہ امام رح کے وضاعین اور مجروحین تھے مثل نوح الجامع اور ابی مطیع البلخی اور حسن اللؤلوی کے لیکن یہ جرح مخالف ہے قول اللہ تعالے کے ولا تزر وازرۃ وزر اخری اگر یہ جرح معتبر ہوتی تو اکثر سادات اہل بیت مثل جعفر صادق اور محمد باقر اور مثل انکے کے اکثر تلامذہ رافضی کذابین میں سے تھے لہذا اونکو بھی مجروح سمجھنا چاہیے ولا قائل بہ احد فکذا ہذا اور ایک طعن یہ ہے کہ امام صاحب نے ضعفائے سے روایت کی ہے اور حال یہ ہے کہ یہ امر مشترک درمیان علماء انام کے ہے کیونکہ اکثر راوی شافعی اور مالک اور احمد اور بخاری اور مسلم وغیرہ کے ضعفا میں سے ہیں اور ایک طعن یہ کہ امام اعظم قلیل العربیۃ تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ طعن اگرچہ بعضوں نے اپنی تصانیف میں بھی داخل کیا لیکن یہ طعن اہل حدیث کے نزدیک قادح نہیں ہے کیونکہ حقیقت میں یہ طعن ہی نہیں ہے و مع ہذا اتقات محققین نے اس طعن کو اپنے تالیفات میں بیان کر کے اسکا جواب بھی بیان کر دیا ہے چنانچہ ابن خلکان نے اسکی تصریح کی اور عبارت اوسکی پہلے گذر چکی فقاہل حاصل کلام یہ ہے کہ جناب امام ابو حنیفہ رح کے مناقب جمیلہ اور فضائل جلیلہ اسدرجہ ہیں کہ عقل انسان کی اونکے ادراک سے قاصر ہے اور زبان اونکے بیان کرنیسے عاجز چنانچہ علماء مذہب متفرقہ نے آپکے مناقب میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے مگر پھر بھی اقرار کیا کہ ہم عاجز ہیں پس امام صاحب پر وہی طعن کریگا جسکو تعصب مذہبی یا جہالت گھیرے ہوے ہوگی ھذا آخر المختصر من القاصر المقتصر واللہ ارجو حسن الخاتمۃ وعیش الدنیا والاخرۃ والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ وصحبہ اجمعین

تقریظ میں نے اس رسالہ کو اکثر مقامات سے دیکھا فاضل مصنف نے سراج الامۃ امام الائمۃ کے حالات نہایت تحقیقات اور نہایت سعی سے جمع کئے ہیں اور مخالفین کے اعتراضوں کے جواب نہایت خوبی سے دیئے ہیں خدا اجر دے	رحمت اللہ رانديری

°00′
1201
1995
1699
1732
1184
3[2]
3[3]
1670
1273
669
2690
Ch ing-ho-mem
1693
2572
715
1729
7°30′W
1329
3[0]
1[9]
259
CONSTRUCTION
295
230
I-hsien

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

فتبارک اللہ احسن الخالقین

تالیف لطیف جناب مولوی قربان علی صاحب نے ترجمہ [illegible]
موضوعات مولفہ مسند المحدثین فخر المتفقین ابو الحسنات

(یعنی حصہ اول)

تحفۃ السعادۃ

مع

ہدیۃ السعادۃ

(باہتمام تام)

اضعف الانام راجی رحمت رب قوی محمد عبد اللہ صدیقی لکھنوی تاجر کتب و مالک مطبع مجتبائی

مطبع مجتبائی
در ... لکھنؤ مطبوع

Marfat.com